BEDD 201CCT

تعلیم میں عصری امور

Contemporary Issues in Education

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(سال دوم)

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات نمبر-20

ISBN: 978-93-80322-26-1

Edition: August, 2018

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	اگست 2018
قیمت	:	120 روپے (فاصلاتی طرز کے طلبہ کی داخلہ فیس میں کتاب کی قیمت شامل ہے۔)
تعداد	:	3400
مطبع	:	میسرز پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹر پرائزز، حیدرآباد

Contemporary Issues in Education

Edited by:

Dr. Badrul Islam

Assistant Professor, MANUU College of Teacher Education, Aurangabad

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

In collaboration with:

Directorate of Translation and Publications
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)
E-mail: directordtp@manuu.edu.in

فاصلاتی تعلیم کے طلبا و طالبات مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں:

ڈائرکٹر

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد-500032

Phone No.: 1800-425-2958, website: www.manuu.ac.in

فہرست

اکائی نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
	پیغام	وائس چانسلر	5
	پیش لفظ	ڈائرکٹر	6
	کورس کا تعارف	ایڈیٹر	7
اکائی :1	آزادیانہ اور تعلیم	ڈاکٹر بدرالاسلام اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، اورنگ آباد	9
اکائی :2	خانگیانہ اور تعلیم	ڈاکٹر ریاض احمد اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سنبھل	24
اکائی :3	عالمگیریت اور تعلیم	ڈاکٹر بدرالاسلام	37
اکائی :4	طلبا میں اضطراریت	ڈاکٹر ذکی ممتاز اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، اورنگ آباد	58
اکائی :5	تعلیم کے دیگر اہم امور و مسائل	ڈاکٹر خان شہناز بانو اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، اورنگ آباد	76

ایڈیٹر:

ڈاکٹر بدرالاسلام

اسسٹنٹ پروفیسر

مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، اورنگ آباد

پیغام

وائس چانسلر

وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اُردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے اِدارے کو حاصل نہیں ہے۔ اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کردیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل واخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق ومحبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت وبقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزارر ہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گردو پیش اور ماحول کے مسائل..... وہ ان سے نابلد ہے۔ عوامی سطح پر اِن اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کردی ہے جس کا مظہر اُردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چونکہ اُردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اُردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اِسی مقصد کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہوگیا ہے۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتب کی اشاعت کے بعد اِس کے ذمہ داران، اُردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تاکہ ہم اِس یونیورسٹی کے وجود اور اس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کرسکیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

خادمِ اوّل

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اُردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اُردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اُردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔ 1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہو گیا۔اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہٰذا اُردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اُردو میں مواد کا نظم کیا۔ کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جا سکا۔

موجودہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اُردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں لایا۔اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیمانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔کوشش یہ کی جارہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اُردو میں ہی لکھوائی جائیں۔اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا اور یہاں سے کثیر تعداد میں اُردو کتابیں شائع ہوں گی۔نصابی اور علمی کتابوں کے ساتھ مختلف مضامین کی وضاحتی فرہنگ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی ہے۔لہٰذا یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ اولاً سائنسی مضامین کی فرہنگیں اس طرح تیار کی جائیں جن کی مدد سے طلبہ اور اساتذہ مضمون کی باریکیوں کو خود اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ڈائرکٹوریٹ کی پہلی اشاعت وضاحتی فرہنگ (حیوانیات و حشریات) کا اجرا فروری 2018ء میں عمل میں آیا۔

زیرنظر کتاب اُن 34 کتابوں میں سے ایک ہے جو بی ایڈ کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہیں۔یہ کتابیں بنیادی طور پر فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے طلبہ کے لیے ہیں تاہم اس سے روایتی طریقۂ تعلیم کے طلبہ بھی استفادہ کر سکیں گے۔اس کے علاوہ یہ کتابیں تعلیم و تدریس کے عام طلبہ، اساتذہ اور شائقین کے لیے بھی دستیاب ہیں۔

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ زیرنظر کتاب کی تیاری میں شیخ الجامعہ کی راست سرپرستی اور نگرانی شامل ہے۔اُن کی خصوصی دلچسپی کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔نظامت فاصلاتی تعلیم اور اسکول برائے تعلیم و تربیت کے اساتذہ اور عہدیداران کا بھی عملی تعاون شاملِ حال رہا ہے جس کے لیے اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔

اُمید ہے کہ قارئین اور ماہرین اپنے مشوروں سے نوازیں گے۔

پروفیسر محمد ظفرالدین
ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

کورس کا تعارف

اس کورس میں پانچ اکائیاں ہیں۔

زمانے کی تیز رفتار ترقی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اور ہماری نسلیں زمانے سے ہم آہنگ ہو کر مفید نئی تبدیلیوں کا خیر مقدم کریں اور دیگر اقوام کے شانہ بہ شانہ چلیں۔ اگر ہم کوتاہی کریں گے تو زمانہ ہمیں چھوڑ کر آگے نکل جائے گا۔ معلم اپنے سماج کا معمار ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کون زمانہ شناس ہو سکتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں ہو رہی تبدیلیاں اور عمومی تبدیلیوں کے تعلیم پر ہونے والے اثرات سے آگاہی معلم کے لیے ناگزیر ہوتی ہے۔ اسی کی روشنی میں وہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

اکائی 1 آزادیانہ اور تعلیم: اس وقت آزادیانہ، خانگیانہ اور عالمگیریت کا چرچا زوروں پر ہے۔ زندگی کے تمام گوشے ان سے متاثر ہیں۔ تعلیمی میدان پر بھی ان کے اثرات واقع ہو رہے ہیں۔ اس اکائی میں آزادروی کے تصور کی وضاحت کی گئی ہے۔ ساتھ ہی آزادروی کی پالیسی کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ آزادروی کی پالیسی نے تعلیم پر مفید اور مضر دونوں اثرات ڈالے ہیں۔ ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ ہم یہ بھی دیکھنا چاہیں گے کہ آزادروی کے عمل میں تعلیم کیا کردار ادا کر سکتی ہے۔

اکائی 2 خانگیانہ اور تعلیم : دنیا اب آزادیانہ، خانگیانہ اور عالمگیریت کو اپنی معیشت کی بنیاد بنا رہی ہے۔ آزادروی کے بعد کا مرحلہ نجی کاری کا ہوتا ہے۔

اس اکائی میں نجی کاری کے تصور اور اس کے اغراض کو بتایا جائے گا۔ اس کے بعد ہمارے مُلک کے تناظر میں تعلیم میں نجی کاری پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس پالیسی کے مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے خانگیانہ میں تعلیم کے کردار پر گفتگو ہوگی۔

اکائی 3 عالمگیرت : اس اکائی میں عالمگیرت کے تصور اور اغراض کی وضاحت کے بعد پالیسی کا ملکی تناظر میں جائزہ لیا جائے گا۔ عالمگیرت کے فوائد اور نقصانات پر بحث کی جائے گی۔ تعلیم کے عالم گیر پس منظر کے ساتھ اُس کی اقدار اور چیلینجس زیر بحث آئیں گے۔ اکائی کے اختتام پر عالمگیریت کے تعلیم پر اثرات اور ہمارے ملک پر اس کے اثرات پر گفتگو کی جائے گی۔

اکائی 4 طلباء میں اضطراب : زمانے کی ترقی کے ساتھ نت نئے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اِسی میں ایک مسئلہ جو معلّم کو درپیش ہے، وہ ہے طلباء میں اضطراب اور بے چینی کا۔ اس اکائی میں اس کی وجوہات پر غور و خوض کیا جائے گا اور اُس کے حل کیلئے اقدامات تجویز کئے جائیں گے۔ بطور خاص انتظامیہ والدین اور معلّم کا اس عمل میں کردار زیر بحث آئے گا۔ اس مسلے کے حل میں ذرائع ابلاغ کے کردار پر بھی روشنی ڈالی جائیں گی۔

اکائی 5 تعلیم کے دیگر اہم مسائل/ معاملات : ہمارے ملک میں اس وقت تعلیم کے فروغ میں کئی طرح کے مسائل ہیں۔ ہم اُن سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ مثلاً تعلیم کے مواقع میں مساوات میں پس ماندہ افراد کے ضمن میں کئے جانے والے اقدامات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ عالمگیرت کے اس دور میں ہم بین الاقوامی مفاہمت اور بین الاقوامی امن

جیسے اہم عناوین کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ماحولیاتی مسائل میں تعلیم کا کردار زیر بحث آئے گا۔ آخر میں تعلیم کی تنظیمی سطح پر بحران کے انصرام سے متعلق گفتگو ہوگی۔

تعلیم میں عصری امور

اکائی۔1 : آزادیانہ اور تعلیم
Liberalisation and Education

ساخت

1.1 تمہید
1.2 مقاصد
1.3 آزاد یانہ (Libralisation) کا تصور
1.4 تعلیم میں آزادیانہ کی ضرورت
1.5 تعلیم میں آزادیانہ کے فائدے اور نقصانات
1.6 آزادیانہ میں تعلیم کا کردار
1.7 یادرکھنے کے نکات
1.8 اکتسابی جانچ
1.9 فرہنگ
1.10 سفارش کردہ کتابیں

1.1 تمہید:

اس وقت آزادیانہ (Libralisation) ،خانگیانہ (Privatision) اور عالمگیریت (Globalisation) کا چرچا زوروں پر ہے۔ یہ تینوں اصطلاحیں ہر جگہ کثرت سے استعمال ہورہی ہیں۔ زندگی کے دیگر گوشوں کے ساتھ تعلیم کے میدان میں بھی ان کے اثرات واقع ہورہے ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کا فہم حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ یہ تینوں اصطلاحیں ایک دوسرے سے بہت ہی قریبی تعلق رکھتی ہیں۔

یہ تینوں اصطلاحات معیشت (Economics) سے متعلق ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ معاشیات کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے تعلیم کے شعبہ کا بھی ان معاشیاتی تبدیلیوں سے متاثر ہونا فطری ہے۔ ہمیں ان معاشیاتی تبدیلیوں سے تعلیم کے شعبے کو ہم آہنگ کرنا ہے۔ ان تبدیلیوں سے ہم راہ فرار اختیار نہیں کرسکتے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان اصطلاحات کا بغور مطالعہ کریں اور اُن کا فہم حاصل کریں۔ تعلیمی میدان میں ان کے اطلاق کا جائزہ لیں نئی صورتحال کا تجزیہ کریں۔ اُن کے اثرات کی تحلیل کرتے ہوئے تیزی سے ہم آہنگی کی کوشش کریں۔ بطور خاص اس بات کا خیال رہے کہ ہمیں ان تبدیلیوں کے مفید پہلوؤں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان کے نقصانات سے تعلیمی میدان کو بچانا ہے۔

1.2 مقاصد:

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ:

☆ آزادیانہ کے معانی مفہوم اور تصور سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

☆ آزادیانہ کی اہم خصوصیات کا مطالعہ کر سکیں۔

☆ آزادیانہ کے اغراض کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔

☆ تعلیم کے میدان میں آزادیانہ کے اثرات کا جائزہ لے سکیں

☆ تعلیم کے شعبے میں آزادیانہ کی ضرورت کا احساس کر سکیں۔

☆ آزادیانہ کے تعلیمی میدان میں واقع ہونے والے فوائد اور نقصانات کا مطالعہ کر سکیں۔

☆ آزادیانہ کے عمل میں تعلیم کے کردار کا شعور حاصل کر سکیں۔

☆ آزادیانہ کی پالیسی کے پس منظر میں اپنی ذاتی رائے قائم کر سکیں۔

1.3 آزادیانہ (Libralisation) کا تصور:

معاشی سرگرمیوں پر سے حکومتی کنٹرول کے خاتمے کا نام آزادیانہ (Libralisation) ہے۔

آزادیانہ میں تجارتی سرگرمیوں اور کاروباری اقدامات (Enterprise) کے لیے بہت زیادہ خودمختاری دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ آزادی سے فیصلے کر سکیں۔ اس عمل میں حکومتی عمل دخل کو کم سے کم کرتے ہوئے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے یہ تصور کام کرتا ہے کہ تجارتی قوتیں (Market forces) خود ہی مانگ اور فراہمی (Demand and supply) کے اصولوں کے تحت مارکیٹ میں کام کریں گی۔ اور خودکار طریقے کے مطابق کارکردگی (Efficiency) میں اضافہ ہوگا اور معیشت میں سدھار آئے گا۔

معیشت میں بہتری لانے کے لیے داخلی اور خارجی سطحوں پر اقدامات تجویز کیئے گئے۔ داخلی طور پر معاشی میدان میں اصطلاحات تجویز کی گئیں اور خارجی طور پر بیرونی سرمایہ کاری اور تجارت میں حکومتی کنٹرول میں نرمی لائی گئی۔

1991 سے ہندوستانی حکومت نے ملکی معیشت کو عالمی معیشت سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ پبلک سیکٹر کے اداروں کی پیداواریت اور کارکردگی کی اصلاح کی گئی تھی اور اس کے لیے موجود حکومتی ضابطوں/ پابندیوں کو دور کیا گیا تھا۔

آزادیانہ کا پس منظر:

1980 کے دہے میں ہندوستانی معیشت زبردست دباو کا شکار تھی۔ حکومتی اخراجات، آمدنی کے مقابلے اس حد تک بڑھ چکے تھے کہ قرض کے ذریعے بھی اُن کو پورا کرنا مشکل ہو گیا۔ اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

درآمدات (Imports) میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اُس کی مناسبت سے برآمدات (Exports) میں اضافہ نہیں ہوا۔ اس وجہ سے ہندوستان کا ادائیگی کا توازن (Balance of payment) لڑکھڑا گیا۔ بیرونی زرمبادلہ کے ذخائر (Foriegn exchange reserve) میں بہت زیادہ گراوٹ آئی۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حکومت بیرونی ملک کے قرضے پر سود کی رقم بھی ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہ گئی۔ ان حالات میں کوئی بھی ملک اور بین الاقوامی سرمایہ کار ہندوستان کو قرض دینے پر بھی تیار نہیں ہوئے۔

ان حالات سے نمٹنے کے لیے حکومت نے عالمی بنک اور عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) سے رجوع کیا۔ اور 7 بلین ڈالر کا قرض حاصل کیا اس قرض کے

حاصل کرنے کے لیےان بین الاقوامی ایجنسیوں نے کچھ شرائط عائد کیں۔ وہ اس طرح سے تھیں:

☆ ہندوستان اپنی معیشت میں نرم روی اختیار کرے گا۔

☆ ہندوستان اپنی معیشت کو دنیا کے لیے کھول دے گا۔

☆ خانگی سیکٹر کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اوران پر عائد پابندیاں ختم کی جائیگی۔

☆ حکومت معاشی سرگرمیوں میں اپنے کردار کو کم سے کم کرے گی۔

آزادیانہ کی خصوصیات ہندوستان کے تناظر میں:۔

1) لائسنس (اجازت نامہ) راج کا خاتمہ:

1991 کے بعد حکومت نے صنعتوں کے قیام کے لیے اجازت نامہ (License) ختم کردیا۔اس سے صرف 6 قسم کی صنعتوں کو الگ رکھا گیا ان میں الکوحل، سگریٹ، دھماکہ خیز اشیاء دفاعی اشیاء، ڈرگس ادویات اور خطرناک کیمیائی اشیاء تیار کرنے والی صنعتیں شامل ہیں۔اس طرح سے صنعتوں کے قیام اور اُن کی کارکردگی میں اضافے کوشش کی گئی۔

2) راست بیرونی سرمایہ کاری(FDI):

اس سے قبل بیرونی سرمایہ داروں کو حکوت کی اجازت ضروری تھی۔مگر آزادیانہ کے دور میں اسے ختم کردیا گیا۔اس سے ملک میں زیادہ سے زیادہ بیرونی سرمایہ کاری کا موقع فراہم ہوا۔ چونکہ بہت ساری صنعتوں کو لائسنس کے حصول سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے اس طرح اب ہمارے ملک میں صنعتوں کے قیام میں بیرونی سرمایے کی مدد سے تیزی آئی۔ بیرونی کمپنیوں کے برانڈ نام اور ٹریڈ مارک کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی۔

3) صنعتوں کے قیام کے لیے جگہ کی پابندیوں سے آزادی:

اس کے تحت کسی بھی جگہ اب صنعتوں کے قیام کے لیے حکومت کی اجازت ضرورت نہیں ہوگی، سوائے چند مستثنیات کے۔مثلاً جن صنعتوں کے لیے لائسنس ضروری ہے۔10 لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں سے 25 کلومیٹر دور آلودگی پھیلانی والی صنعتوں کا قیام وغیرہ۔

4) بیرونی ملک سے ٹیکنالوجی کا حصول:

بیرونی ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے ظابطوں میں کافی نرمی لائی گئی۔اسی طرح بیرون ملک کے تکنیکی ماہرین سے استفادہ بھی آسان بنایا گیا۔

5) فارن انویسٹ منٹ بورڈ کا قیام:

تاکہ بیرون ملک کے سرمایے کو ملک میں لایا گیا اور تیزی سے اس کی اجازت دی گئی۔

6) پبلک سیکٹر میں اصلاحات:

پبلک سیکٹر میں کام کرنے والی اکائیوں کو زیادہ خودمختاری دی گی۔اس کے تحت حکومتی افسران کا ان کے انتظامیہ میں عمل دخل کم سے کم کیا گیا اور پبلک سیکٹر کی انتظامیہ کو فیصلہ سازی میں زیادہ آزادی دی گئی۔

7) مالیاتی اداروں میں اصلاح:

اس میں کمرشیل بنک، سرمایہ کاری بنک، اسٹاک ایکسچینج (Stock exchange) فارن کرنسی مارکیٹ ان سب پر ریزو بنک آف انڈیا (RBI) کی نگرانی اور کنٹرول ہوتا ہے۔اب اس کو تبدیل کرکے آر بی آئی کا رول ان اداروں کے مددگار کے طور پر (Facilitator) کیا گیا۔اس طرح ان اداروں کو اپنی پالیسی اور فیصلہ سازی میں آزادی میسر آئی۔

8) ٹیکس کے نظام میں اصلاحات:

اس کا تعلق حکومت کی ٹیکس کی وصولی اور عوامی اخرجات سے ہوتا ہے۔ اسے حکومت کی مالیاتی پالیسی بھی کہا جاتا ہے۔ ہر دو طرح کے ٹیکس یعنی راست ٹیکس اور کارپوریٹ ٹیکس کی شرحوں میں کمی کی گئی۔ ایک ملک ایک ٹیکس نظام کے تحت حال ہی میں جی ایس ٹی لاگو کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری تبدیلیاں لائی گئی۔ جس کے ذریعے تجارت اور خدمات کے ذیل میں بہت زیادہ آسانیاں فراہم کی گئیں۔

ان تمام سرگرمیوں کا مقصد یہ ہے کہ معیشت کو کنڑول کرنے والے قوانین اور ضابطوں کو زیادہ سے زیادہ آسان کیا جائے تاکہ معاشی سرگرمی زیادہ آزادی کے ساتھ انجام دی جاسکے اور ترقی کی راہ میں کوئی روکاوٹ نہ رہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: عالمی بنک نے ہندوستان پر کونسی شرائط عائد کیے؟

____

____

____

____

سوال 2: آزادیانہ کی خصوصیات بیان کیجیے۔

____

____

____

____

____

____

____

1.4 تعلیم میں آزادیانہ کے اغراض:

1) ہندوستان کے طلباء کی ایک خاص تعداد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرون ملک جاتی ہے اگر ہندوستان ہی میں بیرون ملک کی یونیورسٹیوں کو اپنے کیمپس کھولنے کی اجازت دی جائے تو اس کے ذریعے ہم پیسے اور انسانی وسائل کے بیرون ملک جانے پر قابو پا سکتے ہیں۔

2) عالمگیریت کے اس دور میں اب ملکوں کی ترقی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی سے شروع ہوگئی ہے۔ اگر ہم تعلیم سے متعلق قوانین اور ضابطوں میں نرمی لاتے ہیں تو ہم عالمگیریت میں پیداواری عوامل یعنی علم، مہارت اور ٹیکنالوجی کو مہارت اور موثر طریقے سے استعمال کر پائیں گے۔

3) صنعتی سماج کو علمی سماج سے بدلنے کے لیے: عالمگیریت نے تعلیمی ٹیکنالوجی کو غیر معمولی حد تک متاثر کیا ہے۔ اس نے تعلیم کی فراہمی، طلباء اور اساتذہ کے کردار کو بڑی حد تک بدل کر رکھ دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے میں ہمارے سابقہ قوانین اور ضابطے روکاوٹ بنتے ہیں۔ لہذا ان میں تبدیلی اور نرمی لا کر ہی ہم دنیا میں دیگر مما لک کے شانہ بہ شانہ چل سکتے ہیں۔

4) ہندوستان کی معیشت میں خدمات سیکٹر (Service Sector) کا بڑا حصہ ہے۔ چونکہ اب تعلیم بھی خدمات سیکٹر میں شامل ہوگئی ہے، اس لیے نرم روی کی پالیسی کے نتیجے میں ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

5) آزادیانہ کی پالیسی اپنا کر ہم تعلیم کے میدان میں مالیے کی فراہمی کو بڑھا سکتے ہیں۔ جو کہ بڑی حد تک حکومت پر منحصر ہے۔ حکومت اتنے بڑے ملک کی تمام تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے سے اپنے آپ کو قاصر پا رہی ہے۔

6) آزادیانہ کے ذریعے ہم اپنے ملک کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تحقیق پر مبنی کریر (Career) کو بڑھاوا دے سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارے ملک کے ذہین اساتذہ و طلباء ہندوستان کے درخشاں مستقبل میں اپنا تعاون دے سکتے ہیں۔

آزادروی کے نتیجے میں تعلیمی اداروں کے درمیان مقابلہ آرائی کا ماحول پیدا ہوگا۔ اور وہ طلباء کی فیس مناسب رکھنے پر مجبور ہوں گے۔ ساتھ ہی انھیں اپنے اداروں کا تعلیمی معیار بھی بلند رکھنا ہوگا اس طرح مناسب فیس میں معیاری تعلیم کا حصول ممکن ہوگا۔

آزادیانہ کے نتیجے میں تعلیمی ادارے صنعتی اداروں سے میل جول بڑھا سکیں گے، اس کے ذریعے صنعتی ادارے تعلیمی اداروں کے نصاب اور انتظام میں زیادہ کھل کر مشورے دیں گے۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق طلباء کو تیار کر پائینگے۔ اس طرح ہر دو کو یعنی طلباء کو ملازمت کے پہلو سے اور صنعتوں کو اپنی ضرورت کے لحاظ سے انسانی وسائل مہیا ہوں گے اور صنعتی ترقی پر اس کا مثبت اثر ہوگا۔

7) علم کا حصول کوئی وقتی کام نہیں ہے۔ کسی شخص کے گریجویٹ ہونے کے بعد مزید علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ مفروضہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اب ہمیں علمی دھماکے کے اس دور میں ہر وقت اپ ٹو ڈیٹ (Up to date) رہنا ہے۔ آزادیانہ کے نتیجے میں اس کے مواقع زیادہ آسانی سے حاصل ہوں گے۔

8) بیرونی تعلیمی ادارے ہمارے ملکی اداروں سے مقابلہ کریں گے۔ اس کے ذریعے ملکی تعلیمی اداروں کو اپنی بقاء کے لیے جدوجہد کرنی ہوگی تا کہ وہ ان کے مقابلے میں اپنی ضرورت اور معنویت برقرار رکھ پائیں۔ اس مقابلہ آرائی کی وجہ سے ہمارے ملکی تعلیمی ادارے بھی بین الاقوامی معیار کو حاصل کرنے اور عالمی سطح پر نام کمانے کے لیے مجبور ہوں گے، اس کا راست فائدہ طلباء کو حاصل ہوگا۔ اور وہ اپنے ہی وطن میں بین الاقوامی معیار کی تعلیم حاصل کریں گے۔

9) تعلیم کے میدان میں حکومت کے کم ہوتے مالی تعاون کا ازالہ کرنے کے لیے بھی آزادیانہ کی پالیسی کارآمد ہوتی ہے۔ اب تک ہمارے ملک میں تعلیمی ادارے سوسائٹی اور ٹرسٹ کے تحت ہی چلائے جا سکتے ہیں۔ اور وہ بھی بغیر کسی منافع کے حصول کے اس وجہ سے ہم تعلیم کے میدان میں نجی سرمایہ کاری کو کم پاتے ہیں۔ مگر ان قوانین/ضابطوں میں نرمی لا کر تعلیم کے میدان میں ہم نجی سرمایہ بھی بڑے پیمانے پر حاصل کر سکتے ہیں۔

10) نئے ابھرتے تعلیمی میدانوں (Emerging Educational fields) کے لیے ہمارا نظام محدود وسائل ہی مہیا کر پاتا ہے۔ لیکن یہ میدان نہ صرف وقت کی ضرورت ہیں بلکہ روشن مستقبل کے ضامن ہیں۔ لہٰذا ان علوم کے لیے وسائل مہیا کرنا ملکی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ حکومت کے پاس وسائل کی قلت اُسے اس کی اجازت نہیں دیتی۔ لہٰذا آزادیانہ کے تحت ضابطوں میں نرمی لا کر ہم ان ابھرتی ہوئی تعلیمی ضرورتوں کو نجی سیکٹر کے تعاون سے پورا کر سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال ۱: تعلیم میں آزادیانہ کے اغراض بیان کیجیے؟

1.5 تعلیم میں آزادیانہ کے فائدے اور نقصانات:

آزادیانہ دراصل نجی کاری اور عالمگیریت کی تمہید ہوتی ہے۔آزادیانہ کا مقصد ہی نجی کاری کی حوصلہ افزائی اور عالمگیریت کا فروغ ہوتا ہے۔لہذا اسکے اثرات کا جائزہ لیتے وقت ہمیں خانگیانہ اور عالمگیریت کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

☆ صنعتی معاشرے سے علمی وسائنسی معاشرے میں تبدیلی:۔آزادیانہ نے تجارت اور خدمات جس میں تعلیم بھی شامل ہے،کو بہت غیر معمولی طور پر متاثر کیا ہے۔اس کے نتیجے میں دنیا میں تبدیلیوں کی رفتار بہت تیز ہوگئی۔اوراس تیز رفتار ترقی کی روح علمی،سائنسی اور تکنیکی ترقی ہے ۔جیسا کہ آپ آئندہ اکائی 2 خانگیانہ اور اکائی 3 عالمگیریت میں تفصیل سے دیکھیں گے۔اب ہمارا معاشرہ صنعتی معاشرے سے آگے بڑھ کر علمی وتکنیکی معاشرے میں تیزی سے تبدیل ہورہا ہے۔اب ملکوں کی ترقی کا پیمانہ ان کی علمی، سائنسی وتکنیکی ترقی قرار پایا ہے۔

☆ آزادیانہ کی پالیسی نے پورے نظام تعلیم پر اثر ڈالا ہے اس کے نتیجے میں اب تعلیمی پالیسی ،تعلیمی منصوبہ بندی،تعلیمی نظم ونسق،تعلیمی مالیات اور تعلیمی نقطہ نظر سب کچھ بدل رہا ہے۔اس کی تفصیلات اکائی 3 میں آئیں گی۔

☆ تعلیمی خدمات کی فراہمی :اب حکومتی تعلیمی اداروں کو خانگی تعلیمی اداروں اور بین الاقوامی تعلیمی اداروں سے مقابلہ آرائی در پیش ہے۔اس کا راست اثر تعلیم کے معیار پر واقع ہوگا۔

☆ آزادیانہ نے عالمگیریت کو فروغ دیا۔یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ عالمگریت کے فروغ کے لیے آزادیانہ کی پالیسی اپنائی گئی۔
اس عمل میں دنیا ایک عالمی گاؤں بن چکی ہے۔اس لیے اب تعلیم کا معیار ہو یا اکتسابی نتائج یا درسیات ہر پہلو پر ہمیں عالمی تناظر میں غور کرنا ہوگا۔ تا کہ ہم عالمی درجہ بندی میں اپنا مقام بنا سکیں۔

☆ آزادروی نے ہندوستانی طلباء کے بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے حصول کو آسان بنایا اس سے ہمیں اپنا قیمتی زرمبادلہ ادا کرنا پڑ رہا ہے۔
اسی کے ساتھ ہندوستانا ساتذہ بیرون ملک تعلیمی اداروں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

☆ آزادیانہ کے نتیجے میں خانگی تعلیمی اداروں کا سیلاب آیا ہوا ہے۔جن کی فیس ادا کرنا عام طالب علم کے بس کی بات نہیں ہے۔اس کے لیے تعلیمی قرض کا سہارا لینا ہوگا۔گویا طالب علم کمانے سے پہلے ہی مقروض ہوجائے گا۔

☆ خانگی تعلیمی اداروں میں معیار کا حصول بھی ایک چیلینج بنا ہوا ہے۔

☆ آزادیانہ کے نتیجے میں ہندوستانی تعلیمی ادارے بیرون ملک اپنی شاخیں کھول سکیں گے۔اسی طرح بیرون ملک کے تعلیمی ادارے ہندوستان میں آسکیں گے۔

☆ آزادیانہ کے تحت خانگی تعلیمی اداروں کے قیام کی وجہ سے اب تعلیم ایک تجارت کی شئے بن گئی ہے۔

☆ حکومت تعلیمی میدان میں مالیے کی فراہمی کو کم کر رہی ہے۔

☆ آزادیانہ کے نتیجے میں تعلیمی پالیسی سازی جواب تک حکومت کے ماتحت ہوا کرتی تھی اُس میں اب نجی اداروں کو بھی شامل کیا جارہا ہے اور تعلیمی پالیسی کے طے کرنے میں ان کا کردار دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔

☆ تعلیم اور تعلیمی اداروں کا ہمارے ملک میں جو تقدس تھا وہ ختم ہورہا ہے۔ظابطوں سے منافع حاصل کرنا جائز ہورہا ہے۔

☆ چونکہ آزادیانہ نے تعلیم کو تجارت بنادیا ہے اس لیے اب تعلیمی اداروں کے انتظام میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں کی جائے گی۔اور انھیں تجارتی نقطۂ نظر سے منظّم کیا جائے گا۔

☆ تعلیم میں آزادیانہ نے ہمارے کلچر اور قدروں کے لیے ایک چلینج کھڑا کر دیا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال ا: تعلیم میں آزادیانہ کے فائدے اور نقصانات بیان کیجیے۔

____

____

____

____

____

____

1.6 آزادیانہ میں تعلیم کا کردار

تکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ترسیلی دیواریں ٹوٹ گئی ہیں۔اسکے نتیجے میں زندگی کے مختلف شعبوں میں اور تعلیمی ومعاشی سرگرمیوں میں تبدیلیوں کی لہر چل پڑی ہے۔اب انسانوں کا نقطہ نظر عالمی بنتا جارہا ہے۔عالم کاری اور بین الاقوامیت ہم معانی الفاظ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔مگر دونوں کا مفہوم الگ ہے۔بین الاقوامیت سے مراد وہ مظاہر ہیں جو دو یا زائد ملکوں کے درمیان دکھائی دیتے ہیں۔جب ہم عالمگیریت کہتے ہیں تو اس سے مراد کسی چیز کا بہت سارے ممالک میں یکساں نظر آنا ہے۔ماضی قریب میں ان دونوں رجحانات کا مشاہدہ ہورہا ہے۔اسی لئے بہت سارے افراد تعلیمی ترقیوں کو بین الاقوامی اور عالمی کہتے ہیں۔اس میں بطور خاص ان بین الاقوامی معاہدوں کا تذکرہ بجا ہوگا۔جن پر دنیا کے 144 ممالک نے دستخط کرکے خدمات کے میدان (Service Sector) کو بین الاقوامیت تجارت کے لیے کھول دیا ہے۔تعلیم ایک ایسی ہی خدمت ہے جو اس فہرست میں شامل ہے۔اس معاہدے کا نام گیٹس (GATS)ہے۔

(General Agreement on Trade In Services) یہ معاہدہ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) کے تحت کیا گیا ہے۔اسی ذیل میں دوسرے معاہدے کے تحت ملکوں کے درمیان معاشی بازار کو کھولنا ہے۔تاکہ اشیاء کی تجارت کو آسان بنایا جاسکتے۔اس معاہدے کو گیٹ (GATT) (General Agreement on Trade and Tariffs) کہتے ہے۔ان معاہدات کی وجہ سے نہ صرف ہندوستان بلکہ بہت سارے ممالک میں خدمات کی فراہمی کے میدان میں ایک انقلاب رونما ہورہا ہے۔جس کی بنیاد میں بین الاقوامی مسابقت کا جذبہ کارفرما ہے۔ان معاہدات نے حکومت کے ذریعے خدمات کی فراہمی کی حوصلہ شکنی کی ہے اور انھیں بین الاقوامی مقابلہ آرائی کیلئے کھلا کردیا ہے۔ان حالات نے تعلیمی پالیسی منصوبہ بندی مالیات اور انصرام پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔اس اکائی میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ حالات کس طرح تبدیل ہوئے ہیں اور ان رجحانات نے تعلیمی نظام پر کیا اثرات ڈالے ہیں۔

عالمگیریت اور بین الاقوامیت:

ذرائع ابلاغ وترسیلی تکنیک کی ترقی اور افراد کے درمیان بین الاقوامی سطح پر آسان رابطے نے علم اور معلومات کے آسان تبادلے کو ممکن بنادیا ہے۔ اسی طرح اب اساتذہ اور طلبا کی بین ممالک حرکت بھی بہت تیز اور تسلسل کے ساتھ ہورہی ہے۔اس طرح اب علم اور معلومات کے حصول میں حائل روکاوٹیں تقریبا ختم ہوچکی ہیں۔گوکہ یہ کام ماضی میں بھی ہوتے تھے۔مگران کی رفتار خاصی کم اور دائرہ محدود تھا۔ان تکنیکوں کی ترقی نے نہ صرف تعلیم بلکہ سماجی ومعاشی زندگی پر بھی غیر معمولی اثرات مرتب کیے ہیں۔تعلیم پر ہونے والے اثرات کے نتائج درج ذیل ہے۔

☆ تعلیمی ترقی کا بین الاقوامی موازنہ۔

☆ ہندوستانی طلبا کا دیگر ممالک میں تعلیم حاصل کرنا۔

☆ ہندوستان کے اسکالرس کا بیرون ہند تحقیق کیلئے جانا اور بیرونی اسکالرس کا ہندوستان آنا۔

☆ بیرونی تعلیمی اداروں کی ہندوستان آمد اور ہندوستانی تعلیمی اداروں کے بیرون ملک تعلیمی مراکز قیام۔

☆ ہندوستان میں تعلیم کا بازار بننا(Marketing)۔

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے قیام اور گیٹس (GATS) اور گیٹ(GATT) جیسے معاہدوں کی وجہہ سے عالمی معشیت میں بڑے پیانے پر تبدیلی آئی ہے۔ان معاہدوں کی روسے ممبر ممالک نے معشیت اور تجارت کو پابندیوں سے آزاد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ذیل میں اس بات کا جائزہ لیں گے کہ گیٹس(GATS) کے ذریعے تعلیم میں کس طرح آزادی دی جائے گی۔

ان معاہدوں کی روسے تمام خدمات اس میں شامل ہیں۔(فی الوقت ۱۹/خدمات اس میں شامل ہیں)اس میں ''تعلیم'' بھی شامل ہے۔یہ ایک ہمہ سطحی معاہدہ ہے جو قانوناً تمام خدمات میں تجارت کو نافذ کرتا ہے۔صرف اس وقت خدمات اس کے دائرے سے باہر ہوتی ہیں جب حکومت مکمل طور پر اس کو فراہم کررہی ہو۔لیکن اگر حکومت اپنی خدمات جزوی طور پر پیش کرے یا اس کا کچھ معاوضہ لے(جیسا کہ تعلیم میں ہوتا ہے) تب یہ گیٹس کے دائرہ اختیار میں آجاتا ہے۔کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کسی بھی ادارے میں اگر مالی ادائیگی کی ضرورت ہوتو وہ اس معاہدے کے تحت آجاتا ہے۔جیسا کہ اس وقت عمل ہورہا ہے۔یہ اپنی نوعیت پہلا ہمہ سطحی معاہدہ ہے جو سرمایہ کاری کو بھی اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے۔عالمی تجارتی تنظیم کے لڑیچر سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس سے مراد ملکوں کے درمیان صرف تجارت ہی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ ذرائع بھی ہیں جو خدمات کی فراہمی میں مددومعاون ہوتے ہیں۔بشمول ان حقوق کے جو انھیں عالمی بازار میں اپنی تجارتی بنیاد قائم کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال ا: عالمگیریت، خانگیانہ، اور بین الاقوامیت آپس میں کسطرح کا تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے ایک دوسرے پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔150 الفاظ میں جواب لکھئے۔

گیٹس تعلیمی خدمات میں (GATS in EducationServices)

اس وقت تعلیمی خدمات میں گیٹس کے ضابطے ذیل کے امتیازی طریقوں کے مطابق نافذ ہونگے۔

☆ عالمی تجارتی تنظیم کے تمام رکن ممالک کیلئے ایک خاکہ کار (frame work) تیار کیا جائیگا۔ ہر رکن ملک کو دیگر رکن ممالک کو بہت پسندیدہ ملک کا درجہ دینا ہوگا۔ تمام رکن ممالک اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان کے درمیان تجارتی معاملات میں کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت دیگر رکن ممالک کے تعلیمی اداروں کے ذریعے دی جانے والی تعلیمی خدمات ملکی اداروں کے ذریعے دی جانے والی تعلیمی خدمات کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہوگی۔

☆ ہر رکن ملک اس معاہدے کے تحت آنے والی خدمات کی شمولیت کیلئے درخواست دے گا۔ یہ ملک پر منحصر ہوگا کہ وہ کونسی خدمات کو اس معاہدے کے دائرہ کار میں لانا چاہتا ہے۔

☆ اگر کوئی رکن ملک مقابلہ آرائی کو روکتا ہے۔ (اور اس طرح کی خدمات کی فراہمی و تجارت کو محدود کرتا ہے) تب دوسرا رکن ملک اس ملک سے اس کے خاتمے کیلئے درخواست کرسکتا اور دونوں کو باہمی مشورے سے کسی نتیجے پر پہونچنا ہوگا۔

☆ تمام ممالک اس بات کے پابند ہوں گے کہ تمام انصرامی امور منصفانہ اور مناسب انداز سے انجام دیئے جائیں گے۔

اختلافات کے ازالے کیلئے انھیں عدالتی/صلح جوئی/ انصرامی ادارے قائم کرنے ہونگے۔ اور وہ ایسا کوئی ضابطہ یا اصول نہیں بنائیں گے جو معاہدے کے نفاذ میں روکاوٹ بنتا ہو۔

☆ عالمی تجارتی تنظیم نے آج تک تعلیم سے متعلق چار تجارتی معاملات کو گیٹس کے قانونی حصار میں لیا ہے۔

☆ ''سرحدوں کے درمیان خدمات کی فراہمی''۔ جس میں وہ کورس داخل ہیں جو فاصلاتی طرز یا انٹرنیٹ کے ذریعے چلائے جاتے ہوں اس کے علاوہ جانچ کی خدمات اور تعلیمی مواد جو سرحدوں کو پار کرسکتا ہو اس میں شامل ہے۔

☆ ''بیرون ملک استفادہ'' اس میں بنیادی طور پر بیرونی ممالک کے طلباء کی تعلیم شامل ہے۔ اور یہ تعلیمی خدمات کی تجارت کی سب سے عام شکل ہے۔

☆ ''تجارتی وجود'' اس سے بیرونی رکن ممالک کے سرمایہ کاروں کی حقیقی موجودگی مراد ہے۔ اس کے ذریعے بیرونی رکن ممالک کے یونیورسٹی کے کورسس یا ان کی مکمل موجودگی ممکن ہوگی۔

☆ ''قدرتی طور پر افراد کی موجودگی'' اس کے ذریعے رکن ممالک کے درمیان افراد کی نقل و حرکت ہوگی تا کہ وہ تعلیمی خدمات فراہم کرسکیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال ا: بہت پسندیدہ ملک کے تصور کی وضاحت کیجیے؟ اور اسکے اثرات کا جائزہ لیجیے (150 الفاظ)

☆ تعلیمی خدمات کی جماعت بندی

تعلیمی میدان کے روایتی ڈھانچے کے پیش نظر تعلیمی خدمات کو پانچ اہم شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

☆ ابتدائی تعلیم :اس میں ابتدائی تعلیم کا عام مفہوم شامل ہے۔علاوہ ازیں اس میں ماقبل اسکولی خدمات کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔لیکن اس میں دن کی نگرانی کے مراکز(Day care center)اور تعلیمی بالغاں کے پروگرام شامل نہیں ہیں۔

☆ ثانوی تعلیم :ان خدمات میں ثانوی اسکول، تکنیکی اور پیشہ وارانہ تعلیم کے اسکول اور مخصوص ضروریات والے بچوں کے لیے اسکولی خدمات شامل ہیں۔

☆ اعلیٰ تعلیم :اس میں دو گروہ ہیں پہلے گروہ میں ثانوی اسکول کے بعد دی جانے والی عملی تربیت اور ڈگری سے نیچے کی سطح کی تکنیکی و پیشہ وارانہ تعلیم کے ادارے میں شامل ہیں۔ جب کہ دوسرا گروہ ان نظریاتی تعلیمی خدمات سے متعلق ہے جو بالعموم کالجوں اور یونیورسٹی اور مخصوص پیشہ وارانہ اسکولوں میں دی جاتی ہیں۔

☆ تعلیم بالغاں :۔اس میں وہ تمام تعلیمی خدمات شامل ہیں جو روایتی اسکول اور یونیورسٹی نظام سے ہٹ کر ہیں۔اس میں عام مضامین اور تکنیکی مضامین دونوں شامل ہیں۔علاوہ ازیں خواندگی کے پروگرام اور فاصلاتی طرز یا ریڈیائی طریقے سے دی جانے والی تعلیم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔البتہ روایتی طریقے کے تعلیمی پروگرام اس میں شامل نہیں ہیں۔

☆ دیگر تعلیمی خدمات :۔ تفریح کے علاوہ تمام تعلیمی خدمات اس میں شامل ہیں۔

پالیسی،منصوبہ بندی،فراہمی مالیات اور انصرام پر اثرات

عالمگیریت اور بین الاقوامیت کے درج بالا معاملات پر اثرات کا ذیل میں جائزہ لیا گیا ہے۔

پالیسی

ہندوستان میں تعلیم کے بارے میں یہ بات مسلمہ ہے اور اسے نافذ بھی کیا جاتا رہا ہے کہ تعلیم حکومت،عوام اور اہل خیر حضرات کے ذریعے فراہم کی جائے اور تعلیمی خدمات سے کسی بھی قسم کی نفع اندوزی نہ کی جائے۔ملکی قانون کے تحت تمام تعلیمی ادارے یا تو حکومت کے زیر انصرام ہوں گے یا ٹرسٹ جو چیرٹیبل ٹرسٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوں یا سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہوں۔ پالیسی کے تحت طلباء سے معمولی فیس لی جاتی ہے۔بقیہ اخراجات حکومت یا ٹرسٹ یا سوسائٹی پورے کرتی ہے۔ تعلیمی ادارے بغیر فائدے کے چلائے جاتے ہیں۔اس پالیسی میں تبدیلی کے نتیجے میں جو آزادیانہ کا نتیجہ ہے،اب عوامی اداروں میں ایسے کورسس کا اجرا کیا جارہا ہے جہاں طلبا کو اپنے پورے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔نجی تعلیمی ادارے اب طلباء سے ان کی تعلیم پر آنے والے تمام اخراجات وصول کررہے ہیں۔ حالانکہ اب بھی اس کا اہتمام ہو رہا ہے کہ تعلیمی اداروں کو منافع خوری کا ذریعہ نہ بننے دیا جائے۔لیکن اب گیٹس (GATS) معاہدے کے تحت تعلیمی اداروں کو منافع کے بنیاد پر چلانے سے روکا نہیں جاسکے گا۔اس کے لئے حکومت کو مطلوبہ قانونی تبدیلیاں لانی ہوں گی۔

نئی پالیسی کے اثرات کے تحت اب حکومت ہند کو بیرونی تعلیمی اداروں کو ہندوستان میں تعلیمی انتظامات کی اجازت دینی ہوگی۔

منصوبہ بندی:

اب تک تعلیمی منصوبہ بندی حکومت ہی کیا کرتی تھی۔نجی کوششوں کو تسلیم کیا جاتا تھا مگر وہ منصوبہ بندی کے شریک نہیں تھے۔تعلیمی ترقی کی منصوبہ بندی کو اب عالمی تناظر میں دیکھنا ہے۔اس لئے یہ لازم ہوگا کہ ہم دیکھیں کہ ہمارا ملک تعلیمی ترقی کے معاملے میں کس مقام پر کھڑا ہے۔اور اس کی مناسبت سے ہمیں تعلیمی منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔

فراہمی مالیات

نئے رجحانات کا سب سے زیادہ اثر تعلیم کیلئے مالیے کی فراہمی پر ہوگا۔ اولاً طالب علم کو اپنی تعلیم کا کل خرچ برداشت کرنا ہوگا۔ وہ طلبا جو اپنے مکمل تعلیمی اخراجات کا بار اٹھانے کی سکت نہیں رکھتے ان کیلئے تعلیمی قرض (Education loan) کا نظم ہوگا۔ اور تعلیم میں سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہوگا۔ آزادیانہ (Liberalization) کے تحت تعلیم میں راست بیرونی سرمایہ کاری کی اجازت پہلے ہی دی جاچکی ہے۔ اگر گیٹس (GATS) کے تحت تعلیمی خدمات کے شقوں سے اتفاق کرلیا جائے تو کئی بیرونی تعلیمی ادارے ہندوستان میں سرمایہ کاری کریں گے۔ اور اس معاہدے کے تحت تعلیم سے نفع کمانا جائز ہوگا۔

انصرام :۔

اس وقت تعلیمی ادارے حکومت ٹرسٹ یا سوسائٹی (رجسٹرڈ) کے زیر انصرام ایک غیر منافع بخش کام ہے۔ آزادیانہ کی پالیسیوں اور گیٹس (GATS) معاہدے کے تحت اب منافع اندوزی کرنے والی کمپنیاں بھی تعلیمی اداروں کے قائم کرنے اور ان کا انصرام کرنے کی مجاز ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کہ اب کمپنیاں اس ضمن میں حصص بازار میں حصص کا اعلان بھی کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تعلیمی ادارے اب کارپوریٹ طرز پر چلائے جائیں گے۔ عالمی مقابلہ آرائی کے پس منظر میں انصرام کو لچک دار اور نتیجہ خیز بنانا ہوگا۔ اس معاہدے کے تحت ہندوستان کو اس بات کا حق ہوگا کہ وہ بیرون ملک اپنے تعلیمی ادارے قائم کرے۔ ہندوستانی کمپنیاں بیرون ملک منافع کی غرض سے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کے انصرام کی مجاز ہوں گی۔ آزادیانہ اور بین الاقوامیت کے تحت آنے والی چند تبدیلیوں پر درج بالا سطور میں اختصار سے روشنی ڈالی گئی۔ اس کے دور س اثرات اس وقت ظاہر ہوں گے جب یہ نظام بہت زیادہ عالمی (Global) بنے گا۔ ایک طرف بین الاقوامی مقابلہ آرائی تعلیمی معیار کے ارتقا میں معاون ہوگی۔ وہیں پر دوسری جانب مقامی تعلیمی ترقی پر اس کے منفی اثرات رونما ہوں گے۔ ساتھ ہی ایک بڑی تعداد کے تعلیمی اخراجات کو برداشت کرنے کی صلاحیت بھی بری طرح متاثر ہوگی۔ مقامی تعلیمی پالیسی اور اصول وضوابط کے نظام کو تعلیم کی عالم کاری کے رجحان سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

سوال 1 : ہندوستانی تعلیمی پالیسی، منصوبہ بندی اور انصرام پر عالم کاری اور بین الاقوامیت کے اثرات کا جائزہ لیجیے۔ (100 الفاظ)۔

آزادیانہ اور ہندوستان کا تعلیمی منظر نامہ:

ہندوستان میں عالمی تجارتی تنظیم کے تحت گیٹس (GATS) معاہدے کے مطابق تعلیمی میدان کو بیرونی اداروں کیلئے کھولنے پر غور وخوص جاری ہے۔ وزارت فروغ انسانی وسائل نے اس ضمن میں کئی سیمیناروں کا انعقاد کرکے اہل علم، (اسکالرس) منتظمین اور اداروں کے ذمہ داران سے ان کے خیالات جاننے کی کوشش کی۔ حکومت ہند بیرونی یونیورسٹیوں کے ہندوستان میں کام کرنے کے سلسلے میں قانون سازی پر غور کررہی ہے۔ اس ذیل میں مذکورہ معاہدے کے علاوہ آل انڈیا کونسل آف ٹیکنیکل ایجوکیشن نے بیرونی اداروں کے اس کے پاس رجسٹریشن کے لئے قواعد وضوابط بنائے ہیں۔ ان قواعد وضوابط کی روح یہ ہے کہ صرف معیاری ادارے ہی سرزمین ہندوستان میں کام کرسکیں۔ ان کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ مطلوبہ معلومات فراہم کریں۔ اور ناجائز منافع خوری سے پرہیز کریں۔

تعلیم میں تجارت کے رجحان کو عالمی طور پر ملے جلے ردعمل کا سامنا ہے۔ بہت سارے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر مما لک نے اس ضمن میں درخواستیں دی ہیں اور اپنے خدمات پیش کی ہیں۔ جب کہ ایک بڑی تعداد میں مما لک اس سلسلے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ درخواست اور پیش کش کا طریقہ ذیل میں دیا جار ہا ہے۔

درخواست:

گیٹس (GATS) معاہدے کے تحت ہر ملک کو وہ جن مما لک میں اپنی تعلیمی خدمات فراہم کرنا چاہتا ہے وہاں کے بازار تک رسائی کے لیے اُسے ان مما لک کو درخواست دینی ہوگی۔ ساتھ ہی شرائط وضوابط بھی فراہم کرنے ہونگے۔ تا کہ وہ ملک اس پر غور کرسکے۔ اور کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ اسے یہ بھی بتانا ہوگا کہ آیا وہ بہت ''پسندیدہ ملک'' کے زمرے سے چھوٹ لینا چاہتا ہے۔ جن مما لک کو درخواست دی گئی وہ دیگر رکن مما لک اور دیگر مما لک سے درخواست کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے یہ دیگر مما لک میں تعلیم کے بازار تک رسائی کے ضمن میں ابتدائی قدم ہوگا۔

پیش کش:

تعلیم کے بازار تک رسائی کے امکانات کا جائزہ لینے کے بعد ایک ملک تعلیم کے تمام میدانوں یا چند میدانوں کے بارے میں پیش کش کرے گا۔ اس کیلئے اس کو مقامی ضابطوں کو اپنے مقام پر رکھتے ہوئے بازار تک رسائی کیلئے پیش کش دینی ہوگی۔ یہاں پر کوئی بھی ملک کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کی قید لگا سکتا ہے۔ بعدازاں ان پیش کشوں پر تجارتی کاؤنسل (متعلقہ مما لک کی) میں زیر بحث لاکر انھیں قطعیت دی جائے گی۔ اس طرح رضا کارانہ طور پر تسلیم شدہ امور مسلم قرار دیئے جائینگے۔ اس طرح کا معاہدہ دستخط کندہ مما لک کے درمیان ہمہ سطحی پابندی کا متقاضی ہوگا۔

معاہدے کی تنسیخ:

کسی بھی معاہدے کو ختم کرنے سے قبل اس پر کم از کم تین سال عمل آوری ضروری ہے۔ معاہدے کی تنسیخ کی وجوہات سے آگاہ کرنا ضروری ہوگا۔ اگر معاہدہ قبل از وقت یا بغیر اطلاع کے ختم کر دیا جائے تو اسے رکن مما لک کو اس کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی بھرپائی کرنی ہوگی۔

نزاعات کے تصفیے کا نظام:

رکن مما لک کے درمیان پیدا ہونے والے نزاعات کے تصفیے کیلئے گیٹس (GATS) کا سیکریٹریٹ ایک نظم قائم کرے گا۔ اس کے تحت دونوں مما لک کی باتوں کو سنا جائے گا اور متفقہ فیصلے کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کے باوجود اختلافات باقی رہیں تو تصفیہ کرنے والے نظم کا فیصلہ آخری ہوگا۔

تعلیم کی عالم کاری اور بین الاقوامیت گیٹس (GATS) معاہدے کے تحت خدمات کے ذیل میں ایک اچھے طریقہ کار کے ذریعے طے کی گئی ہے اس کی اہمیت اس وجہ سے بڑھ گئی ہے کہ اب خدمات کا دائرہ ترقی پذیر مما لک جیسے ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) کے نصف کا اور ترقی یافتہ مما لک کے جی ڈی پی کا دو تہائی حصہ پر محیط ہے۔ اس لئے تصفیے کے پیچیدہ نظام کو سمجھنا ضروری ہے۔ بالخصوص مستقبل کی تعلیم اور تعلیم یافتہ افراد کی خدمات سے استفادے کے ضمن میں۔ خدمات کی تجارت کے ضمن میں ایک اہم پہلو برآمداتی ملک کے ذریعے افراد کی تعلیمی قابلیتوں کے تسلیم کئے جانے کا ہے۔ اس کیلئے باہم تسلیم کرنے کا نظام بنایا گیا ہے۔ یہی وہ سب سے بڑی روکاوٹ ہے جو افراد کو خدمات کی فراہمی سے باز رکھ رہی ہے۔ اس لئے اساتذہ، اطبا (ڈاکٹرس) تحقیق کار منتظمین، انجینئر وغیرہ کی تعلیمی و پیشہ وارانہ قابلیتوں کو باہم و دیگر تسلیم کرنا ضروری ہوگیا۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو طریقہ کار 4 کے تحت افراد کے آنے جانے میں روکاوٹ پیدا ہوگی۔

دوسری بڑی روکاوٹ افراد کا ملکوں کے درمیان آزادانہ سفر ہے۔ افراد کو اس کیلئے ویزا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے خدمات فراہم کرنے والے افراد کو ویزا کی اجرائی کے نظام کو آسان بنانا ہوگا۔ ساتھ ہی ملکی سلامتی پہلو کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ یہ چند پہلو میں جو بحث مباحثہ کا تقاضا کرتے ہیں۔ طلبا کو اس ضمن میں تازہ ترین معلومات سے باخبر رہنا ہوگا۔

1.7 خلاصہ:

اس وقت آزادیانہ (Liberalisation) خانگیانہ (Privatision) اور عالمگیریت (Globalisation) کا چرچا زوروں پر ہے۔ زندگی کے دیگر گوشوں کے ساتھ تعلیم کے میدان میں بھی ان کے اثرات واقع ہورہے ہیں۔ یہ تینوں اصطلاحیں ایک دوسرے سے بہت ہی قریبی تعلق رکھتی ہیں۔ یہ تینوں اصطلاحات معشیت (Economics) سے متعلق ہیں۔

تکنیکی ترقی بالخصوص ذرائع ابلاغ وترسیل کی ٹیکنالوجی نے معلومات کے حصول اور ترسیل کے درمیان کی روکاوٹوں کو دور کردیا ہے۔ اس کے نتیجے میں دنیا کے کسی ایک ملک میں تعلیم اور دیگر خدمات کی ترقیاں دوسرے ممالک کو عالمی بڑے پیانے پر متاثر کررہی ہیں۔ اسکی رفتار بھی بہت تیز ہے۔ عالمی تجارتی تنظیم کی سرپرستی میں دنیا کے اکثر ممالک تعلیمی و دیگر خدمات کی تجارت کے ضمن میں معاہدے کررہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں گیٹس (GATS) معاہدے پر کئی مما لک نے دستخط کیے ہیں۔ اس وجہہ سے اب معلومات اور تعلیم کا بہاؤ بہت تیز ہوگیا ہے۔ اب تعلیم کے معاملے میں بین الاقوامی مقابلہ آرائی ممکن ہوگئی ہے۔ ملکی معیشت میں آزادیانہ کی پالیسی کے نتیجے میں تعلیم کے شعبہ پر بھی بہت زیادہ اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اور کئی انقلابی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ آزادیانہ کے مثبت اور منفی دونوں طرح کے اثرات مرتب ہوئے ہی عالمگیریت کے اس دور میں آزادیانہ سے فرار ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں اس سے فائدہ اٹھانے اور اس کے نقصانات کو کم کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ آزادیانہ نے تعلیم پر حکومت کے کنٹرول کو بہت کم کردیا ہے۔ حکومت تعلیم کی اپنی ذمہّ داری میں نجی سیکٹر کو شریک کررہی ہے۔ اس کے لیے ضروری قانونی اور ضابطوں میں تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔ اس رجحان نے لائسنس راج کا خاتمہ کردیا ہے۔ راست بیرونی سرمایہ کاری ممکن ہوگئی ہے۔ مالی اصلاحات کی جارہی ہیں۔ نجی سیکٹر میں تعلیمی اداروں کے قیام سے میعار تعلیم میں بہتری کی توقع کی جارہی ہے۔ نئے ابھرتے تعلیمی میدانوں میں نجی سیکٹر سرمایہ کاری کررہا ہے۔ آزادروی نے پورے نظام تعلیم پر اثرات ڈالے ہیں، اور بہت ساری انقلابی تبدیلیاں واقع ہورہی ہیں۔

1.8 فرہنگ

آزادیانہ	Libralisation
نجی کاری	Privatisation
عالمگیریت	Globalisation
معیشت	Economics
کاروباری اقدام	Enterprise
درآمدات	Imports
ادائیگی کا توازن	Balance of Payment
بیرونی زرمبادلہ کے ذخائر	Foriegn Exchange Reserves
عالمی مالیاتی فنڈ	International Monetory Fund
اجازت نامہ	License
خدمات سیکٹر	Service Sector
تجارت اور خدمات کے ضمن میں عمومی معاہدہ	GATS
عالمی تجارتی تنظیم	WTO

1.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

(الف) درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے۔200 الفاظ میں۔

1۔ آئی ایم ایف IMF نے ہندوستان کو کن شرائط پر قرض دیا؟

2۔ آزادیانہ کے تعلیمی مالیات پر اثرات تحریر کیجیے۔

3۔ آزادانہ کے تعلیمی پالیسی پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔؟

4۔ آزادانہ کے تعلیمی انصرام پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔؟

5۔آزادانہ کا پس منظر بیان کیجیے۔

(ب) درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیجیے۔400 الفاظ میں۔

1۔ آزادانہ ی کے تصور کی وضاحت کیجیے۔

2۔ آزادانہ کی خصوصیات کا ہندوستانی تناظر میں جائزہ لیجیے۔

3۔ تعلیم کے میدان میں آزادانہ کے فائدے اور نقصانات پر اظہار خیال کیجیے۔

4۔ GATS اور تعلیمی خدمات پر مفصل نوٹ لکھیے۔

5۔ آپ تعلیم میں آزادانہ کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ دلائل سے واضح کیجیے۔

(ج) معروضی سوالات:

1۔ آزادانہ کا تعلق.............سے ہے۔

(1)معیشت (2) تعلیم (3) مذہب (4) فلسفہ

2۔ آزادانہ میں تجارتی سرگرمیوں کے لیے..................................

(1) روکاوٹ ڈالی جاتی ہے (2) آسانی پیدا کی جاتی ہے

(3) فروغ دیتے ہیں (4)حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

3۔ہندوستانی حکومت نے ــــــ سے لائسنس راج کے خاتمے کی شروعات کی۔

(1) 1917 (2) 1990

(3) 1991 (4) 2000

4۔ آزادانہ کی وجہ سے تعلیمی اداروں کا.................اداروں کے ساتھ میل جول بڑھ رہا ہے۔

(1) مذہبی (2)معاشی (3) سماجی (4)صنعتی

5۔ حکومتیں.................وسائل کی کمی کی وجہ سے آزادروی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

(1) مالی (2) سماجی (3) سیاسی (4) کلچرل

6۔ آزادانہ نے تعلیم کو..........شئے بنادیا ہے۔

(1) مقدس (2) تجارتی (3) سیاسی (4)مالی

7۔موجودہ دور میں انسانوں کا نقطہ نظر.......بنتا جا رہا ہے۔

(1) مقامی (2) قومی (3) ملکی (4)عالمی

8۔ آزادانہ کے نتیجے میں تعلیمی پالیسی سازی میں.................اداروں کو شامل کیا جا رہا ہے۔

(1) حکومتی (2) نجی (3) مذہبی (4)سیاسی

9۔................ایک نا قابل واپسی عمل بن گیا ہے۔

(1) سماج یانہ (2) مالیاتی عمل (3) آزادانہ (4)شہریانہ

1.10 سفارش کردہ کتابیں:

epathshala.nic.in

Josephine Yazali and others (2011),Globalisation and challenges of education,focus on equity and equality. shipra publication.Delhi

NIEPA Publication,Globalisation and challenges of Education,(2008) Shipra publications Delhi.

Narasaihah.M L, Education and Globalisation,(2008) Discovery Publication N Delhi

Mar mar Mukhopadhay ,Education for a Global Society:Inter faith Diemension,(2008) Shipra publications Delhi.

S K Bawa dr. Globalisation of Higher education, (2011)APH Publishing N Delhi

Loknath Mishra, Globalisation of Higher Education, (2014),N D publishers N Delhi.

Dr. Naveen Singh,International Journal of Management and Social Science Research Review, Vol-1, Issue – 34, April -2017 Pp, 63-65

M. Mpinganjira, j, Educational Research and Review Vol. 4 (11), pp. 553-560, November, 2009 Available online at http://www.academicjournals.org/ERR

اکائی 2 : خانگیانہ اور تعلیم

Privatisation and Education

ساخت

2.1 تمہید

2.2 مقاصد

2.3 خانگیانہ کے مفہوم و مقاصد

2.4 ہندوستانی تناظر میں تعلیم کو خانگیانہ کی ضرورت واہمیت

2.5 خانگیانہ: افادیت اور مضر اثرات

2.6 خانگیانہ میں تعلیم کا رول

2.7 یاد رکھنے کے نکات

2.8 فرہنگ

2.9 اکتسابی جانچ

2.10 سفارش کردہ کتابیں

2.1 تمہید:

بی۔ایڈ کے اس پرچے جس کا س نام " تعلیم میں عصری امور" ہے۔آپ اپنے ملک کے تعلیمی نظام میں مختلف طرح کے چیلنجز، مسائل اور امور مثلاً تعلیم اور اعتدال پسندی و آزاد خیالی، تعلیم میں وسیع النظری، تعلیم اور عالمگیریت، تعلیمی اداروں میں طلبا کے مسائل ان میں پائی جانے والی بے چینی، بے شعوری اور تعلیمی اداروں میں ادارہ جاتی شورش، تعلیمی مواقع میں سبھی طبقات کی شمولیت و برابری، عالمی افہام وتفہیم امن کی تعلیم کے علاوہ ماحولیات کی تعلیم کا بھی مطالعہ کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ اسی پرچے کی دوسری اکائی میں خانگیانہ اور تعلیم کا خصوصی مطالعہ شامل ہے۔خانگیانہ اور تعلیم کے عنوان کے تحت اس اکائی میں خانگیانہ اور تعلیم کے ملکی و بین الاقوامی مسائل پر گفتگو ہوگی۔تعلیم میں خانگیانہ کے مفید اور مضر پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی اور خانگیانہ میں تعلیم کے کردار کی بھی وضاحت کی جائے گی۔امید ہے کہ اس اکائی کے مطالعے سے خانگیانہ اور تعلیم سے متعلق تمام پہلوؤں کی عمومی جانکاری آپ حاصل کر سکیں گے۔

2.2 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبا:

1۔ تعلیم کے عصری مسائل میں خانگیانہ کی اہمیت جان سکیں گے۔

2 ۔ تعلیم کے میدان میں خانگیانہ کی افادیت اور نقصانات کا تجزیہ کر سکیں گے۔

3 ۔ عوامی سطح پر تعلیم میں خانگیانہ کی مقبولیت اور معقولیت کا جائزہ لے سکیں گے۔

4 ۔ تعلیم میں خانگیانہ کی وجہ سے پسماندہ اور کمزور طبقات کے تعلیمی مسائل پر غور کر سکیں گے اور

5 ۔ مستقبل میں ہندوستانی تعلیمی نظام پر خانگیانہ کے اثرات معلوم کر سکیں گے۔

انسانی تاریخ کی ابتدا سے ہی تعلیم انسانی ترقی کا سب سے بڑا آلہ کار اور ذریعہ رہا ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ جن ملکوں اور قوموں نے جس قدر تعلیم حاصل کی ان کی معاشی اور سماجی زندگی اسی قدر بہتر ہوئی۔تعلیم حاصل کرنے کے بہت سے قدیم و جدید ذرائع رہے ہیں۔ ماضی میں مختلف ممالک کے امرا،رؤسا اور شرفا کے طبقے نے اپنے بچوں کی تعلیم نجی طور پر اساتذہ اور اتالیق کو اپنے رہائش گاہوں پر بلا کر دلائی جبکہ عوامی طبقے نے امداد یافتہ مدارس، مکاتب، مٹھوں اور گروکل کی طرف تعلیم حاصل کرنے لیے رجوع کیا۔گو کہ زمانہ قدیم میں منجملہ تعلیم حاصل کرنے والوں کی کل تعداد آبادی کے لحاظ سے آٹے میں نمک کے برابر تھی۔تعلیم تہذیب وتمدن اور بہتر زندگی گزارنے کے ذریعہ کے ساتھ ساتھ روزگار کا بھی نہایت ہی اہم ذریعہ ہے۔اس کی مدد سے انسان کی معیارزندگی بہتر ہوتی ہے اور معاشی ومعاشرتی طور پر اس کی شخصیت نمایاں ہوتی ہے۔ہمارے ملک کی ہمہ جہت ترقی کا راز بھی یہاں کے عوام کی بہتر حصول تعلیم میں مضمر ہے۔آزادی سے قبل تعلیمی اداروں کی جو بھی تعداد رہی ہو انھیں موٹے طور پر دو زمروں،حکومتی تحویل والے تعلیمی اداروں اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔آزادی کے بعد تعلیم کے سیکٹر کو تیزی سے ترقی دینے اور زیادہ سے زیادہ تعلیمی ہدف کو پورا کرنے کے لیے اسے حکومتی تحویل میں لے لیا گیا۔تاہم اس کے بعد بھی بہت سے خانگی تعلیمی ادارے اس میدان میں اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔معاشی،اقتصادی اور تعلیمی خانگیانہ کی تاریخ بہت زیادہ قدیم نہیں ہے ۔ کے مطابق بھارتیہ شکشا کے سمسامئیک پرکرن سن 1960 میں پیٹر۔ایف۔ڈراکر نے اپنی کتاب "The age of iscontinuity" میں خانگیانہ لفظ کو اس کے موجودہ سیاق وسباق میں استعمال کیا ہے۔اس کے بعد معیشت اور اقتصادیات کے پہلو بہ پہلو تعلیمی سیکٹر میں بھی خانگیانہ کی ترویج میں تیزی آئی۔ بین الاقوامی پس منظر میں سویت یونین کے زوال کے بعد مغربی ممالک میں زندگی کے سبھی شعبوں میں خانگیانہ کے عمل کو تقویت ملی۔ایشیائی ممالک بالخصوص ہندوستان بھی اس سے اچھوتا نہیں رہا اور 90 کی دہائی میں معاشی سیکٹر کے ساتھ ساتھ تعلیمی سیکٹر کو بھی خانگیانہ کے عمل کو بڑھاوا ملا ۔نئی صدی کے آغاز کے بعد تعلیم کے شعبے میں مزید تیزی آئی ہے۔تعلیم میں نجکاری کے عمل کو ماہرین تعلیم نے معیار و تعداد کے لحاظ سے تنقیدی نظر سے دیکھا ہے۔بعض ماہرین تعلیم وسماجیات کا ماننا ہے کہ تعلیم خانگیانہ کے عمل سے ابتدائی،ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے میدان میں بڑی تیزی سے ترقی ہوئی ہے اور ہم نے" سب کے لیے تعلیم" Education for All کی طرف قدم بڑھایا ہے اور اس کے ذریعہ Universalization of Elementary Education کے ساتھ ساتھ ثانوی اور اعلی تعلیم کے اہداف کو بھی بہت جلدی سے حاصل کر سکتے ہیں۔تاہم کچھ ماہرین تعلیم کا یہ بھی خیال ہے کہ تعلیم میں خانگیانہ کے عمل سے سماج کے کمزور طبقات کو خاطر خواہ فائدہ نہیں ملا اور معیار تعلیم میں بھی گراوٹ آئی ہے۔مذکورہ دونوں باتوں میں بہت حد تک سچائی ہے۔ اگلے صفحات میں ہم خانگیانہ کے عمل کی افادیت اس کے مضر اثرات،اس کی تنظیم نو اور تعلیم میں اس کی ضرورت پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

2.3 خانگیانہ کے مفہوم و مقاصد

عام طور سے خانگیانہ اس معاشی عمل کو کہتے ہیں جس میں کسی ادارے، تنظیم یا کاروبار کو حکومت کے بجائے کوئی فرد یا افراد کا کوئی گروہ اور تنظیم انجام دے یا پھر اس کا انتظام سنبھالے اور اس پر حکومت وقت یا سرکاری انتظامیہ کا کوئی کنٹرول نہ ہو۔افراد یا ان کی تنظیم جس ڈھنگ سے چاہے،جس نہج پر چاہے اور جس سطح پر چاہے انتظام و انصرام کرے خانگیانہ کے عمل کو اعتدال پسندی یا آزاد خیالی یعنی (Liberalization) اور عالمگیریت (Globalization) کے

نظریے نے مزید تقویت اور وسعت بخشی ہے۔معاشی اور اقتصادی سیکٹر کے ساتھ ساتھ تعلیم کے سیکٹر میں بھی مذکورہ عمل اور نظریوں کا فروغ ہوا ہے چنانچہ اب تعلیمی اداروں کو معاشی پس منظر میں دیکھا جاتا ہے اور تعلیمی اداروں کی تعمیر و تشکیل میں صرف وہی مقاصد اور نظریہ کارفرما ہوتا ہے جو کسی تجارتی یونٹ، کل کارخانے اور تعمیراتی کمپنیوں کے بنانے کا ہوتا ہے۔ یہاں بھی پونجی لگانے کا مطلب منافع کمانا ہے۔حالانکہ آزادی سے قبل ہندوستانمیں تعلیمی اداروں کی تعمیر و تشکیل کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہوتا تھا کہ اس سے منافع حاصل ہو بلکہ اس تعلیمی اداروں کی تعمیر و تشکیل کا مقصد صرف اور صرف تعلیمی ترقی اور مثبت معاشرتی تبدیلی ہوتا تھا۔حالانکہ موجودہ دور میں خانگی تعلیمی اداروں کی تعمیر وتشکیل کا ایک مقصد تعلیم کا فروغ ہے لیکن ماضی کی طرح اسے اولیت حاصل نہیں بلکہ وہ ثانوی اور تیسرے درجے کے مقاصد بن گئے ہیں۔ پہلا اور سب سے اہم مقصد قائم کرنے والے افراد یا تنظیم کو منافع کمانا ہے۔

تعلیمی اداروں کی خانگیانہ یا تعلیم میں خانگیانہ کے پھیلاؤ سے معاشرے کے کچھ افراد تعلیمی ترقی سے تعبیر کرتے ہیں تو کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تعلیم کے شعبے میں خانگیانہ کی توسیع سرکاری تعلیمی اداروں کی خراب کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ چونکہ سبھی والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے تئیں فکرمند ہوتے ہیں اور ان کی تعلیمی لیاقت پر ہر قیمت پر بہتر بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ مستقبل میں مسابقتی امتحانات اور ملازمت کے مقابلہ جاتی امتحانات میں کامیابی حاصل کر سکیں۔لہذا سرکاری تعلیمی اداروں کی خراب کارکردگی اور بعض پرائیویٹ اداروں کی بہتر کارکردگی نے تعلیم میں خانگیانہ کی راہیں ہموار کی ہیں اور عوامی طور پر اسے مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔حالانکہ بہت سے سرکاری تعلیمی ادارے خواہ وہ اسکولی تعلیم کے ادارے ہوں یا اعلیٰ تعلیم کے ادارے یا یونیورسٹیاں اپنے معیار کو بنائے رکھنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں ،جبکہ بیشتر پرائیویٹ تعلیمی ادارے معیار پر کم اور داخلے کی تعداد پر زیادہ دھیان دیتی ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ آمدنی (revenue) حاصل کر سکیں جوان کا اولین مقصد ہے۔تعلیم کی خانگیانہ میں کئی سماجی اور سیاسی وجوہات بھی شامل ہیں۔مثلاً آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ادروں کی کمی ،سیاسی پارٹیوں میں بڑے بڑے خانگی تعلیمی اداروں کے مالکان کا اثر ورسوخ اور زندگی کے مختلف شعبوں میں تکنیکی ،تجرباتی اور تربیت یافتہ افراد کی بڑھتی ہوئی مانگ ۔ترقی یافتہ ،ترقی پذیر اور غریب ممالک سبھی جگہ مذکورہ مسائل اور حالات درپیش ہیں۔تعلیمی ،سائنسی ،تکنیکی اور تحقیقی میدانوں میں چیلنج بھرے امور کی انجام دہی نے بھی ترقی یافتہ اور ترقی پزیر ممالک میں خانگیانہ کے عمل اور حکمت عملی کو فروغ دیا ہے اور آئے دن مختلف شعبے میں اس عمل کی تجدید ہو رہی ہے۔عزیز طلبا ہندوستان میں تعلیم کے شعبے میں خانگیانہ کے عمل ،طرز عمل اور حکمت عملیوں کا جائزہ اگلے صفحات میں جاری رہے گا۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1 : خانگیانہ کا مفہوم واضح کیجیے۔؟

____

____

____

____

2.4 ہندوستانی تناظر میں تعلیمی خانگیانہ کی ضرورت واہمیت

جدید ہندوستان کی تاریخ میں تعلیم کا معاملہ ہمیشہ سرفہرست رہا ہے۔انگریزی حکومت کے آخری دور میں جب 1935 میں ایک ایکٹ کے ذریعہ ہندوستانی ریاستوں کو کچھ حد تک خودمختاری کی بات کہی گئی اور 1937 میں ریاستی سطح کے انتخاب کے بعد ریاستوں میں حکومتوں کی تشکیل کے بعد تعلیم کے شعبے کو آئینی درجہ حاصل ہوا۔1937 میں ہی واردھا پلان تیار ہوا اور بنیادی تعلیم کا ہندوستانی ماڈل پورے ملک کے ابتدائی درجات میں نافذ کرنے کی کامیاب کوشش

ہوئی۔تاہم 1939 میں دوسری عالمی جنگ شروع ہوجانے کی وجہ سے اس پر بہتر طریقے سے عمل درآمد نہ ہوسکا۔1944 میں انگریزی حکومت کے ذریعہ ہندوستانی تعلیم کی تشکیل نو کا پلان بنایا گیا جسے عرف عام میں سارجنٹ پلان کہتے ہیں۔سارجنٹ پلان کے ذریعہ ہندوستان کے تعلیم کی اس طرح تشکیل نو کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا کہ اگلے پچاس سال میں ہندوستانی تعلیم کا معیار برطانوی تعلیم کے مساوی ہوجائے لیکن ہندوستان کی جدوجہد آزادی اور حصول آزادی کی وجہ سے سارجنٹ پلان کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا گو کہ آزادی کے بعد اس کے بہت سی شقوں کو دیگر منصوبوں اور تعلیمی کمیشنوں نے باالفاظ دیگر جگہ دی۔

ہندوستانی آئین کی متعدد دفعات اور آرٹیکل و فہرستوں میں تعلیمی ترقی، تبدیلی، تحفظ اور ہمہ گیری و پھیلاؤ کی بات کہی گئی ہے۔خاص طور سے آئین کی دفعات 46,45,30,29,21A,21 وغیرہ میں تعلیم سے متعلق آئینی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔مذکورہ دفعات کے علاوہ آئین کی فہرست ایک کے مختلف شیڈول 66,65,64,63 وغیرہ میں بھی تعلیمی، سائنسی، تکنیکی، پیشہ ورانہ اور تحقیقی اداروں کے ترقی کے لیے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ہندوستانی آئین کے مذکورہ دفعات اور فہرست کے مطابق ابتدائی تعلیم، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ داری منجملہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کو دی گئی ہے اور انہیں آئینی تحفظات کے پیش نظر حصول آزادی کے بعد وزارت تعلیم کی تشکیل کی گئی وزارت تعلیم نے اپنے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کی رہنمائی میں ہندوستان میں سبھی سطح کے تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کی ترویج و ترقی کا منصوبہ تیار کیا اور ان کے اخراجات کے لیے پنج سالہ منصوبے میں بجٹ مختص کیا گیا۔ہندوستان کی آزادی کے بعد تعلیمی ترقی کی منصوبہ بند پالیسی اپنائی گئی اور پہلے پنج سالہ منصوبے میں ابتدائی تعلیم کی توسیع 1952 میں ڈاکٹر لکشمی مدالیار کی صدارت میں سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن کا قیام اور 1953 میں یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کو 1956 میں یونیورسٹی گرانٹ کمیشن ایکٹ کی منظوری ہوئی اور اسی درمیان Basic اور Social Education کے متعدد منصوبے تیار کیے گئے۔یہاں یہ واضح کرنا بہت ضروری ہے کہ ہندوستانی آئین کی رو سے ابتدائی تا اعلیٰ تعلیم کی ذمہ داری پوری طرح مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی ہے۔تاہم آزادی کے بعد عمومی طور پر اور گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں خصوصی طور پر ہندوستان میں تعلیم کی ہر سطح پر خانگیانہ کے عمل کو ترویج و ترقی حاصل ہوئی اور رواں صدی کے دو دہائیوں میں تعلیم میں خانگیانہ اور خانگی تعلیمی اداروں کے قیام سرکاری حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔

ہندوستان میں تعلیمی شعبے کی خانگیانہ کے پس منظر میں بہت سے عوامل اور حالات شامل ہیں۔مثلاً معیاری تعلیم کی فراہمی کا ہدف، تکنیکی تعلیم اور اس کی حصولیابی میں نمایاں ترقی، تعلیم اور صنعت کے درمیان مفاہمت، معاشرے میں خانگی صنعت کاروں کی تعداد میں اضافہ، سرکاری بجٹ اور اخراجات میں تخفیف، دور دراز خطوں اور چھوٹے شہروں میں اعلیٰ تعلیم کی فراہمی، ہندوستان کی معاشی ترقی کے لیے ماہر افراد کی ضرورت اور بین الاقوامی سطح کی تعلیمی معیار کی فراہمی کی کوششیں خاص ہیں۔مذکورہ پس منظر اور ضرورت کے علاوہ تعلیم میں خانگیانہ کے عمل کو فروغ دینے میں ابتدائی و ثانوی تعلیم کی ہمہ گیریت نے بھی اہم رول ادا کیا ہے کیونکہ ثانوی تعلیم کے فارغین نوجوان اعلی تعلیم میں شامل ہونے کی غرض سے کالجوں اور یونیورسٹیوں کا رخ کرتے ہیں تو سرکاری کالج اور یونیورسٹیوں کی کم تعداد سرکاری تعلیمی اداروں میں سہولتوں کی کمی، معیاری داخلہ ٹیسٹ، نشستوں کی کمی اور جدید ترین علوم و تکنیک کے حصولیابی کی دوڑ نے بھی تعلیم کے سیکٹر میں خانگیانہ کے عمل کو تقویت بخشی ہے۔ذیل میں اسکولی سطح اور اعلی سطحی تعلیمی اداروں کی تعداد، ان میں داخلہ لینے والے طلبا کی تعداد کا اعداد و شمار اور ہندوستان کے مختلف حصّوں میں سرکاری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اعداد و شمار کا جدول دیا جا رہا ہے تاکہ آپ موجودہ دور میں تعلیم میں نجکاری کے اعداد و شمار کا اندازہ لگاسکیں اور اس کا ملک گیر پیمانے پر تجزیہ کرسکیں۔

جدول - 1

ہندوستان مختلف اقسام، سطحوں کے پرائیویٹ اسکولوں کی تعداد (2015-16)

Source: U-DISE 2015-16 NUEPA

جدول- 2

ہندوستان میں یو، جی، سی، ایکٹ 1956 (12B) & (2F) کے مطابق state wise پرائیویٹ کالجوں کی تعداد 31-12-017

Source: University Grant Commission(UGC)

جدول- 3

ہندوستان میں یو. جی، سی ایکٹ 1956 کے مطابق سنٹرل یونیورسٹیاں، اسٹیٹ یونیورسٹیاں، ڈیمڈ یونیورسٹیاں اور پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی تعداد 31-12-017

Source: University Grant Commission(UGC)

نیشنل یونیورسٹی آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ ایڈمنسٹریشن نئی دہلی جو ملک کے اسکولی تعلیم کے معیار، تعداد داخلہ اور مختلف سطحوں کے اسکولوں کی تعداد اور ان کے انتظام پر نظر رکھتی ہے کے مطابق پورے ملک میں مختلف طرح اور مختلف سطح کے پرائیویٹ اسکولوں کی تعداد 15,22,346 ہے ۔ اس میں ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن، قبائل وسماجی بہبود کے شعبے، مقامی انتظامیہ اور نجی امداد یافتہ وغیر امداد یافتہ، غیر تسلیم شدہ اور مدارس کی سطح اور دوسری قسم کے اسکول شامل ہیں۔ ان مختلف سطحوں اور اقسام کے اسکولوں کا ریاست وار اندازہ آپ جدول نمبر 1 میں لگا سکتے ہیں اور اسکولی سطح پر ریاستی ومرکزی سرکار کے علاوہ جن تنظیموں اور انتظامیہ کے ذریعہ اسکول چلائے جاتے ہیں ان کا بھی آپ تجزیہ کر سکتے ہیں۔

اسی طرح ہمارے ملک میں سبھی 36 ریاستوں اور مرکزی خطے میں مختلف طرح کے پرائیویٹ کالجوں کا اندازہ جدول نمبر 2 سے لگایا جا سکتا ہے۔ ان جدول میں انہی کالجوں کی تعداد شامل ہے جو یو. جی، سی کے ایکٹ 1956 کے آرٹیکل (12b)&(2f) کے مطابق منظور شدہ ہیں۔ منجملہ ایسے پرائیویٹ کالجوں کی کل تعداد 11,307 ہے۔ بڑی ریاستوں مثلاً اتر پردیش اور مہاراشٹر میں ان کی سب سے زیادہ تعداد 2,559 اور 1,396 ہے۔ جب کہ دمن و دیو میں ان کی تعداد سب سے کم دو ہے۔ کچھ ایسے مرکزی خطے مثلاً دادر ونگر حویلی، لکچھ دویپ میں کوئی پرائیویٹ کالج نہیں ہے۔ شمال مشرقی ریاستوں سکم میں 10، تری پورا میں 24، منی پور میں 60، میگھالیہ میں 88، میزورم 29، ناگالینڈ میں 45، اروناچل پردیش میں 10 اور سب سے زیادہ آسام میں 320 پرائیویٹ

کالجز ہیں۔آپ جدول نمبر 2 سے ان ریاستوں اورخطوں کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کی یو۔جی۔سی کے مختلف آرٹیکل کے زمرے میں کس ریاست میں کتنے پرائیویٹ کالج ہیں۔

اسکولی تعلیم اور کالج کی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کے لئے مختلف یونیورسٹیوں میں داخلہ لیا جاتا ہے۔جدول نمبر 3 میں قومی سطح پر مختلف طرح کی یونیورسٹیوں کے اعداد وشمار پیش کیے گئے ہیں۔عام طور سے ہمارے یہاں انتظام وانصرام کے لحاظ سے چار اقسام کی یونیورسٹیاں یو۔جی۔سی ایکٹ 1956 کے مطابق قائم کی جاتی ہیں۔ ان میں سنٹرل یونیورسٹیاں،اسٹیٹ یونیورسٹیاں،ڈیمڈ یونیورسٹیاں اور پرائیویٹ یونیورسٹیاں شامل ہیں۔یو۔جی۔سی کے اعداد و شمار کے مطابق ہمارے ملک میں یونیورسٹیوں کی کل تعداد 837 ہیں جس میں 47 سنٹرل یونیورسٹیاں، 378 اسٹیٹ یونیورسٹیاں، 123 ڈیمڈ یونیورسٹیاں اور 289 پرائیویٹ یونیورسٹیاں قائم ہیں۔اعلا تعلیم کے تقریبا 290 پرائیویٹ ادارے ملک کے مختلف طول وعرض اور ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ سب سے زیادہ پرائیویٹ یونیوسٹیوں کی تعداد راجستھان اور گجرات میں بالترتیب 46 اور 33 ہیں جبکہ ایسی کئی ریاستیں اور مرکزی خطے ہیں جہاں کوئی بھی پرائیویٹ یونیورسٹی نہیں ہے۔مثلاً آندھراپردیش، چنڈی گڑھ، دہلی، گوا، جموں وکشمیر، کیرلا، پانڈی چیری، تامل ناڈو وغیرہ۔تاہم کچھ ریاستوں میں پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی جگہ ڈیمڈ یونیورسٹیوں نے جگہ لے رکھی ہے۔تامل ناڈو اور مہاراشٹر سب سے زیادہ ڈیمڈ یونیورسٹیاں بالترتیب 28 اور 21 قائم ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1: ہندوستانی تناظر میں تعلیمی خانگیانہ کی ضرورت واہمیت بیان کیجیے۔

____

____

____

____

2.5 خانگیانہ افادیت اور مضر اثرات

ہم جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کی ترقی کا دارومدار اس ملک کے عوام کی بہتر تعلیم وتربیت پر ہے۔ہمارے ملک کی معاشی،اقتصادی،معاشرتی،اور سائنسی و تحقیقی سطح کی ترقی بھی تعلیم میں نوجوانوں کی بہتر اور کثیر تعداد میں شمولیت کی وجہ سے ہی ممکن ہوسکی ہے۔تاہم ملک کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے سرکاری سرپرستی اور حکومتی تحویل والے تعلیمی ادارے کی محدودیت اتنی بڑی آبادی کے لیے تعلیمی مواقع فراہم کرنے سے قاصر ہورہے ہیں۔قاعدہ کلیہ ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔چنانچہ بڑھتی ہوئی آبادی کو معیاری اور کثیر تعداد میں تعلیمی مواقع فراہم کرنے کے لیے پچھلی صدی کے آخری دو دہائیوں میں نجی تعلیمی اداروں کی تیزی سے ترقی ہوئی اور رواں صدی میں تو اس میں مزید سرعت آئی ہے۔تعلیم میں خانگیانہ کا عمل اس کی سبھی سطح نرسری، ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی، اعلیٰ تعلیم اور پیشہ وارانہ وتکنیکی تعلیم میں یکساں طور پر ہوا ہے۔پچھلے صفحات پر آپ نے ہر سطح کی تعلیمی اداروں کی تعداد اور ان میں داخل طلبا کی تعداد کا مطالعہ کیا ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ حالیہ برسوں میں نجی تعلیمی اداروں کی تعداد کتنی تیزی سے بڑھی ہے۔آیئے اب ہم یہ دیکھیں کہ تعلیم میں خانگیانہ سے کیا کیا فائدے حاصل ہورہے ہیں اور اس کے مفید پہلو کون سے ہیں اور اس کا بھی جائزہ لیں کہ کیا تعلیم میں خانگیانہ کے کچھ مضر اور تاریک پہلو بھی ہیں؟۔

تعلیم میں معیار و بہتری کو دھیان میں رکھتے ہوئے سرکار نے بھی خانگیانہ کے عمل کو اور اس میں شامل سرمایا کاروں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔اس کی

وجہ سے ہر سطح کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ ابتدائی سطح کے تعلیمی اداروں کے قیام کے لئے شہری علاقوں میں نہایت کم قیمت پر زمین مہیا کرائی گئی ہے تا کہ اسکولی تعلیم میں سروشکشا ابھیان (SSA) اور مادھمک شکشا ابھیان (RMSA) کے ہدف کو پورا کیا جا سکے۔ شہری و دیہی علاقوں میں ناکافی سرکاری فنڈس نے تعلیمی سہولتوں اور معیار کو بنائے رکھنے میں کوتاہی کی وجہ سے عوام کا دھیان سرکاری اسکولوں سے ہٹ کر پرائیویٹ اسکولوں یا پبلک اسکولوں کی طرف گیا ہے حالاں کہ اس دوڑ میں معاشرے کا کمزور طبقہ بہت پیچھے رہ گیا ہے اور اسے سرکاری اسکولوں پر ہی انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن سماج میں معاشی طور پر مستحکم متوسط طبقہ، نوکری پیشہ افراد اور اعلا طبقہ پرائیویٹ اسکولوں کو ہی ترجیح دے رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ سرکاری اسکولوں کی غیر معیاری تعلیم اور خراب کارکردگی ہے۔ حالاں کہ سرکاری اسکولوں کے کچھ زمرے مثلاً کندریہ ودیالیہ، نوودیہ ودیالیہ، کستوربہ بالیکا ودیالیہ اور گورنمنٹ ماڈل اسکولوں کی کارکردگی اکثر پرائیویٹ اسکولوں کی کارکردگی اور معیار سے بھی بہتر ہے تاہم کثیر آبادی اور خواہش مند طلبا کی تعداد کے لحاظ سے ایسے اسکولوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان معیار بند سرکاری اسکولوں میں داخلے سے محروم طبقہ بھی اپنے ذہین بچوں کی خاطر ہر قیمت پر پرائیویٹ اسکولوں کی دوڑ میں شامل ہے۔ پرائیویٹ اسکولوں کی خاطر خواہ ترقی کی وجہ تعلیمی سہولیات کی فراہمی مثلاً (Transportation) یعنی آمد ورفت کے وسائل کی سہولت، معیاری تجربہ گاہیں اور کتب خانے، کھیل کے میدان ماحول دوست کیمپس (Eco frindly campus) اور انگریزی ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ مذکورہ وجوہات کے علاوہ ایک اہم وجہ پرائیویٹ اسکولوں کی ترویج وترقی اور عوامی ترجیح یہ بھی ہے کہ ان اسکولوں کے ذمہ داران مینیجر، پرنسپل، ڈائرکٹر، اساتذہ، وارڈن اور غیر تدریسی عملہ اپنی ذمہ داریاں تسلی بخش طریقے سے نبھاتا ہے اور وقت کی پابندی بھی کرتا ہے۔ جبکہ سرکاری اسکولوں میں جن تدریسی و غیر تدریسی عملہ کی ملازمت مستقل ہو جاتی ہے ان کی توجہ اپنے کام اور فرائض سے ہٹ جاتی ہے۔ نہ انہیں اپنے فرائض کا احساس ہوتا ہے اور نہ اپنے طلبا کے روشن مستقبل کی فکر۔ سرکاری اسکولوں کے عملہ کی غیر ذمہ دارانہ رویہ نے بھی پرائیویٹ اسکولوں کی ترقی کی راہیں ہموار کی ہیں۔

ثانوی تعلیم میں کامیاب اور اعلا تعلیم سے فراغت حاصل کرنے والے طلبا کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اعلا تعلیم میں داخلے کی خواہش مند نوجوانوں کی تعداد کے مقابلے میں سرکاری کالجوں اور ایڈیڈ کالجوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ جنرل ایجوکیشن کے علاوہ تکنیکی و پیشہ وارانہ تعلیم وتربیت کے اداروں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ اعلا ثانوی سطح (+2) سے فارغ التحصیل طلبا مختلف طرح کے پیشہ وارانہ اور تکنیکی کورسز میں داخلہ لینے کے لئے خواہش مند ہوتے ہیں۔ سرکاری تعلیمی ادارے ان سبھی خواہش مند طلبا کو داخلہ دینے سے قاصر رہتے ہیں جن کی وجہ سے باقی ماندہ طلبا پرائیویٹ کالجوں، تعلیمی اداروں میں داخلہ لیتے ہیں اور یہ رجحان و تعداد بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ سرکاری تعلیمی اسکولوں کی طرح بہت سے معیاری سرکاری تعلیمی ادارے، کالجز اور یونیورسٹیاں بھی ہیں جن میں AIIMS,IFT,IIS,IIIT,IIM,IITs اور دیگر سینٹرل یونیورسیٹز و ادارے۔ لیکن ان اداروں میں داخلہ لینے والے امیدواروں کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے اور نشستیں ہزاروں میں چنانچہ ان اداروں میں داخلے سے محروم طلبا پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا رخ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایسے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ اعلا تعلیم کے پھیلاؤ کی وجہ سے حکومت کی طرف سے بھی ان اداروں کو منظوری دی جاتی ہے اور بہت حد تک ان کے قیام کے لیے سستے داموں پر زمین بھی مہیا کرائی جاتی ہے۔ آپ نے اس اکائی کے ذیلی اکائی (2.5) میں ہندوستان میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کالجوں اور یونیورسٹیوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان کی فہرست سے جانکاری حاصل کی ہے۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ہمارے ملک میں اعلا تعلیم کی سطح پر خانگی تعلیمی اداروں کی کتنی تعداد ہے۔ بعض خانگی تعلیمی ادارے معیاری تعلیم کا انتظام کرتے ہیں اور ان کا ادارہ "تعلیمی ادارہ جاتی معیار" ہوتا ہے۔ عمارت، تجربہ گاہیں، کتب خانے، کلاس روم، آڈیٹوریم، کھیل کا میدان، کھیل کے ساز وسامان، طبی سہولیات اور دیگر سہولتوں کے ساتھ ساتھ معیاری تدریسی و غیر تدریسی عملہ و آمد ورفت کی سہولت بھی دستیاب ہوتی ہیں جن کی وجہ سے والدین کی توجہ اور طلبا کا رجحان ان تعلیمی اداروں کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔

فروغ انسانی وسائل، حکومت ہند اور UGC کی طرف سے بھی پرائیویٹ اعلا تعلیم کے اداروں کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔ چنانچہ بہت سی مرکزی و ریاستی سطح کے نگراں ادارے کونسل اور بورڈ مثلاً INC-1947,DCI-1948,PCI-1948,NCTE-1993,MCI-1956,AICTE-1987 وغیرہ کے ذریعہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی اسناد کی توثیق و تصدیق کی جاتی ہے۔ پرائیویٹ یونیورسٹیوں کو آئینی تحفظ فراہم کرنے کے لئے 1995 میں راجیہ سبھا میں پرائیویٹ یونیورسیٹی بل بھی پیش کیا گیا تھا۔ مذکورہ تحفظات کی وجہ سے ہندوستان میں تعلیمی خانگیانہ کے عمل کو فروغ حاصل ہوا ہے اور یہ ادارے عوام کو انہی تحفظات کی وجہ سے اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب رہی ہیں۔ نئی معاشی پالیسی نے بھی تعلیم میں خانگیانہ کو بڑھاوا دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ حکومتی اور آئینی اداروں کی طرف سے سلف فائننگ سسٹم (self financing system) کے آغاز سے بھی پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو استحکام ملا ہے۔ یو جی سی کی طرف سے بہت سے کالجز کو خود مختاری فراہم کرائے جانے سے بھی ان اداروں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور ان میں داخلہ لینے والے امیدواروں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے بہت سے ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیوں نے معیاری تعلیم کے معاملے میں اس قدر نمایاں مقام حاصل کیا ہے کہ ان کے فارغین کو تکمیل تعلیم کے بعد فوری طور پر روزگار حاصل ہو جاتا ہے۔ ان معاشی پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے متعدد پرائیویٹ تعلیمی اداروں نے اپنے معیار کو بلند کرنا شروع کیا ہے تاکہ مارکیٹ ڈیمانڈ اور مارکیٹ پالیسی میں اپنی جگہ بنا سکیں۔ مذکورہ مثبت اقدامات اور عوامل کی وجہ سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے لیکن معیار تعلیم، طلبا و اساتذہ کا سماجی تحفظ اور ملازمین کے مستقبل کی غیر یقینی صورت حال بھی پیدا ہوئی ہے۔

تعلیم میں خانگی اور پرائیویٹ اداروں کے ذریعہ تعلیم فراہم کرنے کے مذکورہ مثبت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ان میں بہت سی خامیاں بھی ہیں جن کا تجزیہ کیے بغیر تعلیم میں خانگیانہ کے عمل کو پوری طرح نہیں سمجھا جا سکتا۔ تعلیم کے شعبے میں پرائیویٹ اداروں کی بے تحاشہ شمولیت سے ابتدائی تعلیم سے اعلا تعلیم تک کئی طرح کے مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ہندوستان کا آئین اپنے عوام کو Equality and Equity کا حق فراہم کرتا ہے جو تعلیم کے زمرے میں بھی آتا ہے کیوں کہ بہتر تعلیم کے بغیر کسی بھی ملک کا شہری اپنے حقوق و فرائض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا، چنانچہ ہندوستانی آئین میں چودہ سال تک کے بچوں کے لئے مفت تعلیم قرار دیا گیا تھا اور اب آئینی ترمیم کے ساتھ دفعہ (۲۱-الف) کے مطابق ابتدائی تعلیم کو مفت ہی نہیں بلکہ مفت اور لازمی قرار دیا گیا ہے اور اسے بنیادی حقوق میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم اب بھی لاکھوں بچے جن کی عمر چودہ سال سے کم ہے اسکول سے باہر نظر آتے ہیں۔ نہ تو سرکاری اسکول اب تک چودہ سال تک کے سبھی بچوں کی تعلیم کا انتظام کر سکے ہیں اور نہ ہزاروں کی تعداد میں قائم پرائیویٹ اسکول ہی اس مسئلے کا حل تلاش کر سکے ہیں بلکہ پرائیویٹ اسکولوں نے تعلیم کے مسئلے کو اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔ آئین کی دفعہ (۲۱-الف) کے تحت ان اسکولوں کو بھی اس دائرے میں لانے کی بات کہی جا رہی ہے جو سرکاری تحویل سے باہر ہیں۔ یعنی پرائیویٹ اسکولوں کو اپنے کل داخلوں کا 25% داخلہ ان غریب طلبا کا کرنا ہے جو ان اسکولوں کی مہنگی فیس ادا نہیں کر سکتے۔ اس مسئلے کو متوسط طبقے کے ساتھ غریب طبقے کو بھی الجھن میں ڈال دیا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ نئے معاشرے میں تعلیم کی شروعات نرسری سے ہوتی ہے۔ اچھے پرائیویٹ اور پبلک اسکول طرح طرح کے حیلے بہانے تلاش کر کے غریب اور نچلے طبقے کے بچوں کو داخلہ دینے سے روک دیتے ہیں۔ اس کی صرف ایک یہی وجہ ہے کہ شاید ان بچوں کے والدین، سر پرست وقت پر ان کی مہنگی فیس نہیں ادا کر پائیں گے۔ نرسری کے آگے کی جماعتوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالاں کہ کئی غیر سرکاری تنظیموں (NGO,s) کے ذریعہ اس مسئلے کو اٹھانے کے بعد دلّی اور دلّی جیسے بڑے شہروں کی انتظامیہ اور عدالتوں نے بھی اس مسئلے کے حل کے لیے قانون وضع کیے اور ہدایتیں جاری کی ہیں لیکن پرائیویٹ اسکول کسی نہ کسی بہانے سے ان طلبا کو داخلہ دینے سے منع کر دیتے ہیں جن کی مالی حالت کمزور ہوتی ہے۔ جہاں تک معیار تعلیم کا سوال ہے تو کچھ پرائیویٹ اسکول بلا شک و شبہ معیاری تعلیم فراہم کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن کمزور طبقہ اور پسماندہ طبقہ ان اسکولوں میں اپنے بچوں کا داخلہ مالی دشواریوں کی وجہ سے نہیں کرا سکتا۔ مشروم کی طرح پھیلے ہوئے دیگر پرائیویٹ اسکول باقی ماندہ طبقے کو تو داخل کرتے ہیں لیکن مختلف طریقوں سے ان کا خون چوستے رہتے ہیں اور ان

اسکولوں کا معیار بعض سرکاری اسکولوں کے معیار سے بھی گھٹیا ہوتا ہے۔اس طرح سے نرسری، ابتدائی، ثانوی، اور اعلا ثانوی درجات یعنی پوری اسکولی تعلیم میں سماج کا ایک طبقہ جو پہلے سے پچھڑا ہوا تھا صحیح تعلیم نہ ملنے سے اور پچھڑتا جا رہا ہے اور متوسط طبقہ جوان خانگی اسکولوں میں اپنے بچے کو داخل کراتا ہے وہ معاشی بحران کا شکار ہے۔اسکولی تعلیم میں اسکول کی فیس(capitation fee) اور تدریسی وغیر تدریسی عملہ کی ملازمت کی غیر یقینی صورت حال اور قلیل تنخواہیں تعلیم میں خانگیانہ کی بڑی خامیاں ہیں اور معاشرے پر مضر اثرات مرتب کرتی ہیں۔

اسکولی تعلیم کی طرح ہی اعلا تعلیم کے شعبے میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی اجارہ داری بڑھتی جا رہی ہے۔ بلا شبہ کچھ پرائیویٹ کالجز اور یونیورسٹیاں اعلا سطح کی تعلیم مہیا کراتی ہیں لیکن ان اداروں میں داخلہ حاصل کرنا نچلے یا کمزور طبقے کی بات تو دیگر متوسط طبقہ کے لئے بھی آسان ہے۔بعض خانگی معیاری تعلیمی اداروں کے علاوہ دیگر پرائیویٹ کالجز اور یونیورسٹیاں معیاری تعلیم کے نام پر عوام کو دھوکا دیتی ہیں اور ٹھگتی ہیں۔ایسے پرائیویٹ اداروں سے فارغ التحصیل طلبا عصر حاضر کے مقابلہ جاتی اور مسابقتی مارکیٹ میں اپنا مقام بنانے سے پیچھے رہ جاتے ہیں خاص طور سے انجینئر نگ کے زمرے میں یہ بات تو تصدیق شدہ ہے کہ غیر معیاری انجینئرنگ کالجز نوجوانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی بے روزگاروں کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں۔کچھ یہی حالت پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی تھی جس پر اب بہت حد تک پابندی لگنے کی امید ہے۔پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی تعداد آپ نے پچھلے صفحات میں معلوم کرلیا ہے یہ تعداد تو منظور شدہ پرائیویٹ یونیورسٹیوں کا ہے اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں وہ یونیورسٹیاں بھی ہیں جنہیں نہ تو مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی منظوری ہے اور نہ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی۔ یہ یونیورسٹیاں ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کے متوسط طبقے اور کمزور طبقے کے نوجوانوں کو مختلف طرح کے سبز باغ دکھا کر لاکھوں روپے ٹھگ رہی ہیں۔ ہندوستان میں تعلیم مافیا گروہ کا آغاز ہوا ہے جو اپنے اقتصادی فائدے کے لیے تعلیم کے سبھی معیار وانتظام کو توڑ کر صرف اپنا بھلا کر رہا ہے۔ان کے ذریعہ غیر معیاری اور بے مقصد تعلیم کی ڈگریاں فروخت کی جارہی ہیں بلا شبہ ایسے تعلیمی اداروں کے فارغین سے ہمارے ملک کے معاشرے کی بہتر تشکیل ممکن نہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال ا: خانگیانہ کے فائدے اور نقصانات پر بحث کیجیے۔

2.6 خانگیانہ میں تعلیم کا کردار

تعلیم مثبت سماجی تبدیلی کا باعث ہے اس کی وجہ سے سماج میں کئی طرح کی تبدیلی و ترقی رونما ہوتی ہیں اور یہ مسلسل عمل ہے۔بہتر تعلیمی ترقی سے معاشرتی تبدیلی کے علاوہ معاشی واقتصادی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔گویا تعلیم کا عمل سماج کے ہر ایک شعبے میں دیکھا جا سکتا ہے۔بہتر تعلیم کی وجہ سے ملک کے مسائل اور اقتصادیات کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی مانگ، سپلائی اور معیشت کو سمجھنے میں ہمیں آسانی ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دوسری قوموں اور ملکوں سے معاشرتی ثقافتی، معاشی، تجارتی اور اقتصادی لین دین بھی ہوتا ہے۔ یہ سبھی امور بہتر تعلیمی ترقی کی ضمانت فراہم کرتے ہیں اور یہ سبھی ترقیاں تعلیم کی مرہون منت ہیں۔معاشرتی اور معاشیا آزادوری(liberalisation) نے عالمگیریت (Globalisation) کے تصور کو حقیقت میں بدل دیا ہے۔اور یہی

وجہ ہے کہ ہر ملک کے تجارتی اقتصادی معاشی نہج پر حکومتی کنٹرول کے ساتھ ساتھ خانگی کو بھی ترقی ملی ہے یعنی خانگی بھی اعلا تعلیم میں مثبت سوچ کی دین ہے۔ جس ملک میں تعلیم کا پھیلاؤ جس قدر زیادہ ہوتا ہے تعلیمی اداروں کی اسی قدر ضرورت ہوتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ روزافزوں تعلیمی ترقی اور آبادی میں اضافے کی وجہ سے موجودہ تعلیمی ادارے تعلیمی ضرورت کی تکمیل کرنے سے قاصر ہیں۔ اس وجہ سے تعلیم کے شعبے میں خانگیانہ کا عمل تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ گویا تعلیم کی مانگ نے خانگیانہ کے عمل کو تقویت بخشی ہے۔ تعلیمی وسعت اور اس کی تخصیصی میدان کی تیز رفتار ترقی نے صنعت و حرفت، تجارت، زراعت اور انسانی وسائل کے مختلف زمرے کو ترقی سے ہمکنار کیا ہے اور یہ سارے سیکٹر حکومتی تحویل میں نہیں رہ سکتے اس لئے بھی ان کی ترویج و ترقی کے لئے مختلف سیکٹر میں خانگیانہ کے عمل کو بڑھاوا ملا ہے۔ مذکورہ معاشی و اقتصادی عمل جتنی تیزی سے ہوتا ہے تعلیمی ترقی بھی اتنی ہی تیزی سے ہوتی ہے اور ان کے ذریعہ تعلیمی ترقی کی وجہ سے معاشرے میں دوسری ضرورتوں کا فروغ ہوتا ہے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ تعلیم اور ترقی ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور ایک دوسرے کا تکمیلہ ہیں اس نے قومی و بین الاقوامی سطح پر مختلف طرح کے تصور و نظریات مثلاً خانگیانہ، عالمی گاؤں، عالمگیریت اور آزادروی Global village,Privatisation, liberalisation,Globliasation وغیرہ کے تصور کو فروغ دیا ہے۔ تعلیم کے مختلف میدانوں میں پھیلاؤ کی وجہ سے پیشہ وارانہ صلاحیت رکھنے والے اور ہنرمند افراد مثلاً انجینئر، ڈاکٹر، اساتذہ، آرکیٹیکچر، ٹیکنیشین، مینوفیکچرر، دواساز اور مصوری، نقاشی، مجسمہ سازی وغیرہ کی صلاحیت رکھنے والے افراد تیار ہوتے ہیں یہ افراد زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنے کارنامے انجام دے رہے ہیں اور اپنے ہی طرح بلکہ اپنے سے زیادہ ترقی یافتہ نسل کو پیدا کر رہے ہیں۔ ان سبھی طرح کے افراد کا سرکاری سیکٹر میں ضم ہونا، نوکری حاصل کرنا، اپنی خدمات پیش کرنا ممکن نہیں اس لئے وہ اپنے روزگار اور خدمات کو مختلف اور دیگر شعبوں میں تلاش کرتے ہیں جس سے نجکاری کے عمل کو تقویت ملتی ہے اور اس کی وجہ سے قومی معیشت میں خاطر خواہ ترقی ممکن ہوتی ہے اور یہ ترقی دوبارہ تعلیمی ترقی کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اگر تعلیمی ترقی اپنے مثبت انداز میں ہو اور ملک کی معیشت میں مختلف طرح کے شعبے کام کریں تو ذہین آور یا صلاحیت لوگوں کی ہجرت (skilled drain brain drain) کے مسئلے پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔ مختلف شعبوں میں اگر خانگیانہ کے عمل کو بڑھاوا ملے تو ایک طرف ان پیشہ وارانہ اور تکنیکی صلاحیتوں والے، سائنسدانوں، محققین کو ملک سے باہر جانے سے روکا جاسکتا ہے اور دوسری طرف ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر ملک کی اقتصادی اور سماجی بہبود میں ترقی کا کام لیا جاسکتا ہے جس سے مستقبل میں مزید تعلیمی ترقی ممکن ہو سکے گی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

سوال ا: خانگیانہ میں تعلیم کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

____

____

____

____

2.7 یاد رکھنے کے نکات:

اس اکائی جس کا نام " خانگیانہ اور تعلیم " ہے میں آپ نے خانگیانہ کے مفہوم و مقاصد ہندوستانی تناظر میں اس کی اہمیت و ضرورت خانگیانہ کے عمل کی افادیت اور اس کے مضر اثرات اور خانگیانہ کے تئیں تعلیم کے رول کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ نے پڑھا ہے کہ تعلیم انسانی ترقی کا سب سے بہترین اور اہم ذریعہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جن قوموں نے تعلیم کے حصول کے لئے جتنی جدوجہد کی انہوں نے اتنی ہی زیادہ ترقی کی منزلیں طے کیں۔ زمانہ قدیم سے تعلیم کے انتظام کو دو زمروں میں رکھا جاتا رہا ہے۔ ایک طرح کے تعلیمی اداروں کا انتظام و انصرام حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی تھی تو اسی عہد میں کچھ ایسے ادارے بھی

ہوتے تھے جو عوامی عطیات کے ذریعہ چلائے جاتے تھے۔لیکن جدید دور میں موجودہ طرز حکومت کے ذریعہ جن تعلیمی اداروں کا انتظام و انصرام کیا جاتا ہے وہ سرکاری یا حکومتی ادارے کہلاتے ہیں اور جن تعلیمی اداروں کے انتظام و انصرام کو نجی گروپ یا انفرادی طور پر کسی غیر سرکاری تنظیم کے ذریعہ یا افراد کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں انہیں نجی یا پرائیویٹ تعلیمی ادارے کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں آزادی سے قبل بھی دو طرح کے ادارے تھے۔لیکن تعلیمی خانگیانہ کا نظریہ معاشی پہلو سے زیادہ پرانا نہیں ہے اور یہ 1960 کے دہائی کے بعد شروع ہوتا ہے۔خانگی تعلیمی ادارے سرکاری تعلیمی اداروں کی طرح ہی تین سطحوں پر قائم کیے جاتے ہیں۔ابتدائی تعلیم کے ادارے،ثانوی تعلیم کے ادارے اور اعلا تعلیم کے ادارے۔ بلا شبہ خانگی تعلیم کے اداروں نے ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے لیکن اسکولی سطح پر ان نجی تعلیمی اداروں کی تعداد بہت کم ہے جو معیار تعلیم اور داخلوں کی تعداد میں تناسب رکھتے ہیں اور اپنا معیار گرنے نہیں دیتے تاہم زیادہ تر تعلیمی ادارے غیر معیاری ہیں اور ان کا کام صرف اور صرف تعلیم کے نام پر عوام سے پیسے اینٹھنا ہے۔کچھ یہی حال اعلا تعلیم کے سیکٹر میں خانگی تعلیمی اداروں کا بھی ہے یعنی کچھ خانگی تعلیمی ادارے،کالجز اور یونیورسٹیاں معیاری ہیں اور وہاں سے فارغ التحصیل طلبا ملک کی معاشی اور اقتصادی ترقی میں بلکہ معاشرتی ترقی میں بھی اہم کردار نبھاتے ہیں لیکن زیادہ تر خانگی تعلیمی اداروں کی کارکردگی ناقص اور معیار تعلیم گھٹیا ہے۔وہ صرف تجارتی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں۔

تعلیم میں خانگیانہ کے عمل کو عالمی سطح پر ہونے والی سوشل اور معاشی و اقتصادی تبدیلی کے لیے عالمگیریت اور آزادروی کے نظریات نے مزید تقویت و وسعت دی ہے اور معاشی و اقتصادی سیکٹر میں خانگیانہ کے عمل کے ساتھ ساتھ تعلیم کے عمل کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ ہندوستانی تناظر میں اگر آپ غور کریں تو مختلف ریاستوں اور مرکزی خطوں میں بہت بڑی تعداد پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی آئے گی۔NUEPA کے مطابق ملک بھر میں اسکولی سطح کے تعلیمی اداروں کی 2015-16 کل تعداد 15,22,345 ہے۔ یو جی سی کے مطابق ملک میں یو جی سی ایکٹ 1956 ایکٹ (2f) اور (12 b) کے تحت 2017 میں کل پرائیویٹ کالجوں کی تعداد 11,307 تھی۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیم کے شعبے میں کس قدر خانگیانہ کے عمل کو فروغ حاصل ہوا ہے۔یونیورسٹیاں جو اعلا تعلیم کی ڈگریاں فراہم کرتی ہیں ان میں بھی اچھی خاصی تعداد پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی ہے۔ملک بھر میں پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی کل تعداد یو.جی.سی کے مطابق 289 ہے اگر ہم صوبوں کے مطابق (stae- wise) پرائیویٹ یونیورسٹیوں کا جائزہ لیں تو سب سے زیادہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں راجستھان اور گجرات میں بالترتیب 46 اور 31 ہیں جب کہ آبادی کے لحاظ سے سب سے کم پرائیویٹ یونیورسٹی بہار میں صرف دو ہیں جب کہ شمال مشرق کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میزورم، منی پور اور تری پورا میں ان کی تعداد ایک ایک ہے۔

اوپر دیے گئے اعداد و شمار سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ہمارے ملک میں تعلیم کے شعبے میں خانگیانہ کے عمل سے تعلیم کے پھیلاؤ میں مدد ملی ہے وہیں اس کے معیار میں گراوٹ واقع ہوئی ہے۔یہی نہیں معاشرے کا وہ طبقہ جو معاشی اعتبار سے کمزور اور پچھڑا ہوا ہے اسے تعلیم میں خانگیانہ کے عمل سے کوئی فائدہ نہیں۔خانگی یا پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بڑی بڑی فیس (Capitation fee) لے کر اعلیٰ طبقوں کے نوجوان تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اوسط طبقہ بھی بہت حد تک ان اداروں میں داخلہ لے رہا ہے لیکن فراغت حاصل کرنے کے بعد بے روزگاریوں کی تعداد میں اضافہ کر رہا ہے۔اکثر و بیشتر نجی تعلیمی اداروں میں ملازمت کرنے والے تدریسی و غیر تدریسی عملہ اپنی ملازمت سے اور اس کے اصول و ضوابط سے Satisfied اور مطمئن نہیں اور بعض اداروں میں تو طلبا کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور ملازمین کا استحصال بھی کیا جاتا ہے۔

2.8 فرہنگ

Privatisation: خانگیانہ، نجکاری، نجی سازی

Globlisation: عالم گیریت

Liberalisation: آزادروی

Capitation fee: وہ فیس جونجی تعلیمی ادارے داخلے کے وقت کورس فیس کے علاوہ لیتے ہیں

Revenue: آمدنی،خصوصا لمبی چوڑی کسی بھی ذریعہ سے

SSA: سرو شکشاابھیان

RMSA: راشٹریہ مادھیہ مک شکشا ابھیان

Ecofriendly campus: ماحول دوست کیمپس

All India Council of Technichal Education :AICTE

Medical Council of India :MCI

National Council of Technical Education :NCTE

Pharmacy Council of India :PCI

Dental Council of India :DCI

India Nursing Counci :INC

Equity: حق مراعات،مساوی حق

Ntional university of educationl Planning and Administration:NUEPA

Brain drain: ذہین لوگون کی ہجرت

2.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

معروضی سوالات

(1) کس ریاست میں پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے؟

الف۔اتر پردیش ب۔گجرات

ج۔راجستھان د۔مدھیہ پردیش

(2) ملک کی آزادی سے پہلے خانگی تعلیمی اداروں کا بنیادی مقصد ہوتا تھا:

الف۔منافع حاصل کرنا ب۔شہرت حاصل کرنا

ج۔اصلاح معاشرہ د۔تعلیم کی توسیع

(3) یونیورسیٹی گرانٹ کمیشن (UGC) کا قیام کس سنہ میں ہوا؟

الف۔1952 ب۔1948

ج۔1953 د۔1955

(4) پرائیویٹ تعلیمی ادارے کا مطلب ہوتا ہے:

الف۔جس کا انتظام افراد کا کوئی گروہ یا سماجی ادارہ کرے۔

ب۔افراد کا کوئی گروہ سنبھالے اور تنظیم انجام دے۔

ج۔جو سرکار اور افراد کا کوئی گروہ مل کر انجام دیں۔

د۔جو سنٹرل اور اسٹیٹ دونوں کی مدد سے چلے۔

(5) ہمارے ملک میں موجودہ سنٹرل یونیورسٹیوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

الف۔40 ب۔50

ج۔47 د۔35

موضوعی سوالات

(1) ہندوستانی آئین میں تعلیم کے موقف کی وضاحت کیجیے۔

(2) اسکولی سطح پر تعلیم میں خانگیانہ کے عمل کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا تجزیہ پیش کیجیے۔

(3) ان عناصر وعوامل کا جائزہ لیجیے جن کی وجہ سے خانگیانہ کے عمل میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔

(4) اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں خانگیانہ کی افادیت بیان کرتے ہوئے معیار تعلیم کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔

(5) خانگیانہ کے عمل میں تعلیم کے کردار کی وضاحت کیجئے اور مثالیں پیش کیجیے۔

2.10 سفارش کردہ کتابیں

Robert Son Ronald (1992) Globalisation: Social Theory and Global Culture London Sage.

Alb row Martin and Elizabeth King (eds) (1990) Globalization: Knowledge and Society, London Sage.

Lasson Thomas (2001) The Race to Top Washington DC Cast Institute.

IMF (2000) Globalization Threats or Opportunity IMF Publication.

Global Perspectives: A Framework for Global Education in Australian School 2008 - Carlton Suthvic.

Veronica Boix Mansilla & Anthony Jackson, Educating for Global Competence: Preparing our youth to engage the world 2011 - Asia Society N York

NUEPA Globalisation and Challenges of Education (2008) Shipra Publishing

Narasaiah ML Education and Globalisation (2008) Discovery Publish Delhi, N Delhi

Marmar Mukchopadhya, Education for a Global Society (2008) Shipra Publishing Delhi

S K Bawa Dr: Globalisation of Higher Education (2011) APH Publishing N. Delhi

: Loknath Mishra :Globalisation of Higher Education (2014) N D Publisher New Delhi

اکائی 3: عالمگیریت اور تعلیم

Globalisation and Education

ساخت:

3.1 تمہید

3.2 مقاصد

3.3 عالمگیریت

3.4 بھارت اور عالمگیریت

3.5 عالمگیریت کی اہم خصوصیات

3.6 عالمگیریت کے فائدے اور چیلنجس

3.6.1 عالمگیریت کے فائدے

3.6.2 عالمگیریت کے چیلنج

3.7 تعلیم کا عالمگیر پس منظر

3.8 عالمگیر تعلیم ایک انقلابی تعلیمی عمل

3.9 عالمگیر تعلیم کی اہم اقدار

3.10 عالمگیریت کے چیلنجس اور تعلیم کا کردار

3.11 عالمگیریت کے تعلیم پر اثرات

3.11.1 عالمگیریت کا تعلیمی پالیسی پر اثر

3.11.2 عالمگیریت کا تعلیمی منصوبہ بندی پر اثر

3.11.3 عالمگیریت کا تعلیمی مالیات پر اثر

3.11.4 عالمگیریت کا نظم ونسق پر اثر

3.12 عالمگیریت کے تعلیم پر اثرات ملکی تناظر میں

3.13 یاد رکھنے کے نکات

3.14 فرہنگ

3.15 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

3.16 سفارش کردہ کتابیں

3.1 تمہید

عالمگیریت Globalisation ایک ایسی تحریک کا نام ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر غیر معمولی اثرات ڈالے ہیں۔ اور دنیا کو تبدیل کردیا۔ اس نے ممالک کی معیشت کو عالمی معیشت سے جوڑ دیا ہے۔ عالم گیریت کی وجہہ سے تمام ممالک کے درمیان پابندیاں ختم ہورہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں خیالات، معلومات، خدمات، سرمایہ اور افراد کا آزادانہ تبادلہ ہو رہا ہے۔ عالم کاری میں اہم رول بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کا ہے۔ عالم کاری کے نتیجے میں تمام ممالک کا ایک دوسرے پر انحصار بڑھ رہا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں عالمگیریت کی ابتدا 1990ء میں ہوئی۔ جب ہم نے معیشت کے تمام پہلوؤں میں اصلاحات کیا۔

ظاہر ہے کہ ''تعلیم'' کا شعبہ عالمگیریت کے اثرات سے کیسے متاثر نہ ہوتا۔ عالمگیریت کی وجہہ سے تعلیم کے میدان میں انقلابی اور دوررس تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ ہندوستان کے ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) کے معاہدات پر دستخط کرنے کے بعد سے عالمگیریت کا عمل ہمارے ملک میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

بجا طور پر کہا گیا ہے کہ دنیا اب ایک ''عالمی دیہات (Global village) بن گئی ہے۔ ایسے حالات میں عالمگیریت کے تصور اور عمل کو سمجھنا اور اس کے تعلیمی میدان میں اثرات کو جاننا ہمارے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے۔

3.2 مقاصد:

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- o عالمگیریت کی تعریف بیان کرسکیں۔
- o عالمگیریت کے مفہوم اور تصور کی وضاحت کرسکیں۔
- o عالمگیریت کے دور میں ملکی تعلیمی نظام کو عالمی معیارات سے ہم آہنگ کرنے کی جدوجہد کرسکیں۔
- o عالمگیریت کی ضروریات سے ہم آہنگ طلبا تیار کرسکیں۔
- o عالمگیریت کے تعلیمی میدان میں اثرات کا جائزہ لے کر اس کی مفید باتوں سے استفادہ کرسکیں۔
- o عالمگیریت کے منفی اثرات سے تعلیمی میدان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرسکیں۔

3.3 عالمگیریت (Globalisation)

تعریف: گلوبلائزیشن یہ لفظ انگریزی زبان سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ''ایک ایسے معاشی اور سماجی عالمی نیٹ ورک کا قیام ہے جہاں تمام ممالک کے درمیان ہر میدان میں آزادانہ میل جول ہو اور سابقہ پابندیاں ختم کردی جائیں''۔ اس تصور کی ابتدا سے ہی اسے مختلف طریقوں سے متعرف کرنے کی کوشش کی گئی۔

رونالڈ رابرٹ سن کے مطابق عالمگیریت کا مطلب ''وہ فہم ہے جس کے ذریعے ہم پوری دنیا کو مکمل طور پر ایک سمجھتے ہیں''۔ مارٹن اور الیز بتھ کنگ نے عالمگیریت سے ''وہ تمام اعمال مراد لیے ہیں جن کے ذریعے تمام دنیا کے افراد مل کر ایک عالمی سماج کا حصہ بنا دیے جائیں''

تھامس لارسن کے مطابق ''عالمگیریت وہ عمل ہے جس کے ذریعے دنیا سمٹ جائے گی، فاصلے مختصر ہو جائیں گے، اس عمل کے ذریعے دنیا کے دو کناروں پر رہنے والے افراد کے درمیان تعاملات بڑھ جائیں گے اور اس کا عمومی فائدہ ہوگا''

عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) نے عالمگیریت کے چار اہم ستون شناخت کیے ہیں۔

- تجارت کی آزادی
- سرمایے کی منتقلی و سرمایہ کاری
- انسانوں کی منتقلی اور آزادانہ حرکت
- علم کا فروغ

عالمگیریت، تصور اور مفہوم:

عالمگیریت سے مراد بین الاقوامی طور پر سرمایے، معلومات، افراد، خدمات اور اشیاء کا آسانی سے تبادلہ یا منتقلی ہے۔ یہ رسل و رسائل کے ذرائع میں ترقی اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی میں محیر العقل ترقیات کا مرہون منّت ہے۔ یہ سب کچھ گذشتہ تین دہوں سے مختلف ممالک کے ذریعے اپنی ریگولٹری پالیسز میں نرمی برتنے کی وجہ سے ممکن ہوا۔

عالمگیریت کا مطلب ملکی معیشت کو عالمی معیشت سے یک جہت (Integrate) کرنا ہے۔ اس کے نتیجے میں معلومات خیالات، تصورات، ٹیکنالوجی، اشیاء، خدمات (Services)، سرمایہ حتی کے افراد کی ممالک کے درمیان آزادانہ نقل و حرکت ممکن ہو جاتی ہے۔ اس کے ذریعے تجارت، سرمایہ کاری اور سماجی سطحوں پر رابطوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

- آئی ایم ایف (International Monetory Fund [IMF]) نے عالمگیریت کے تصور کی وضاحت ذیل کے مطابق کی ہے
- عالمی پیمانے پر ممالک کا ایک دوسرے پر معاشی طور پر انحصار کرنا۔
- سرحدوں کو نرم کرنا تاکہ بین سرحدی (Cross border) تعاملات (Transactions) میں اضافہ ہو سکے۔
- ممالک کے درمیان سرمایہ اور خدمات کی آسانی سے منتقلی ہو سکے۔
- بین الاقوامی سرمایے کی آزادانہ حرکت ہو سکے۔
- عالمی پیمانے پر ٹیکنالوجی کی بہ عجلت ممکنہ فراہم ہو سکے۔
- عالمگیریت کا مطلب صرف جدیدیت (Modernization) مغربیت (Westernisation) اور کھلی منڈی ہی نہیں ہے بلکہ عالمگیریت میں خیالات، اعمال اور ٹیکنالوجی کا سرحدوں کی پابندیوں کے بغیر فروغ ہے۔ عالمگیریت کا عمل بین الاقوامیت (Internationalization) سے آگے کا عمل ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1: عالمگیریت کے عمل کی وضاحت کیجیے.

3.4 ہندوستان اور عالمگیریت

ہندوستان میں عالمگیریت کے عمل کو 1990ء کے دہے میں رفتار حاصل ہوئی ان دنوں ہندوستانی معیشت کے تمام گوشوں میں اصلاحات کا عمل شروع کیا گیا۔

ہندوستان میں عالمگیریت کے سفر کا مختصر سا جائزہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

- ملک کی مقامی منڈیوں کو بیرون ملک اشیا کے لیے کھول دیا گیا۔
- درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کی شرح کم کی گئی
- ہندوستان نے ورلڈ ڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) اور جنرل اگریمنٹ آن ٹریڈ اینڈ ٹریف (GATT) کے معاہدوں میں شمولیت اختیار کی اس کے نتیجے میں:

☆ درآمدات کو بہت آسان بنادیا گیا۔

☆ محصولات کی پابندیوں کو نرم کیا گیا تاکہ دیگر ممالک کے ساتھ تجارت کے حجم کو بڑھایا جاسکے۔

☆ عالمگیریت کے دور میں کسی ملک میں بیرونی سرمایے کا حجم اس ملک کی ترقی کو ظاہر کرتا ہے۔اس لیے حکومت نے راست بیرونی سرمایہ کاری (Foreign Direct Investment FDI) کی پالیسی کو سہل بناتے ہوئے بعض میدانوں میں صد فی صد راست بیرونی سرمایہ کاری (FDI) کی اجازت دی

☆ بین الاقوامی کارپوریشن (MNCs) کی ہندوستان میں سرمایہ کاری کے لیے حوصلہ افزائی کی گئی۔

☆ بیرونی زرمبادلہ قانون (Foreign Exchange Regulation Act FERA) کو 1993 میں آسان بنایا گیا اور بیرونی کرنسی سے متعلق معاملات کو آسان بنایا گیا۔

عالمگیریت کے اہم اثرات:

عالمگیریت نے پوری دنیا پر ڈرامائی طور پر اثرات مرتب کیے ہیں۔

- آزاد عالمی معیشت کا قیام: عالمگیریت کے ذریعے ایک ایسی آزاد، عالمی معیشت کے قیام کی کوششیں کی جاتی ہیں جس کے ذریعے ایک ''آزاد عالمی منڈی'' قائم ہو جہاں اشیا اور خدمات آسانی سے میسر ہوں۔
- عالمگیریت کے نتیجے میں عالمی پیمانے پر معیشت اور تہذیبی و ثقافتی تعلقات کو فروغ حاصل ہوا۔
- معاشی و ثقافتی تعلقات کے فروغ کے سیاسی اثرات بھی مرتب ہونا شروع ہوئے اور غریب ممالک کا امیر ممالک پر انحصار بڑھ رہا ہے۔
- ملٹی نیشنل کارپوریشنوں (MNCs) کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہورہا ہے۔
- عالمگیریت کے نتیجے میں معیار زندگی بلند ہوا۔
- صحت تعلیم اور ابلاغ و ترسیل کی سہولتوں میں اضافہ ہوا۔
- عالمگیریت کا سطح غربت سے نیچے رہنے والے افراد پر اثرات کا مطالعہ جاری ہے۔
- امیروں غریبوں کے درمیان مالی تعاون بڑھ رہا ہے۔
- سماج کے مختلف طبقات پر اس کے فائدے عدل کے ساتھ تقسیم نہیں ہو پارہے ہیں۔

- مقامی تہذیب، اقدار، اور روایات غیر مستحکم ہو رہے ہیں۔
- امیر ممالک عالمگیریت کے نتیجے میں غریب ممالک کے وسائل کو بھی اپنی ترقی کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال ا: عالمگیریت نے پوری دنیا پر کون سے اثرات مرتب کیے ہیں؟

____

____

____

____

3.5 عالمگیریت کی اہم خصوصیات (Main features of Globalisation)

- عالمگیریت کی تعریف اور اس کی خصوصیات کے بارے میں بحث و مباحثہ جاری ہے اور کوئی حتمی بات طے نہیں ہو سکی ہے۔ اس کے باوجود اس تصور کی چند اہم خصوصیات ذیل میں دی جا رہی ہیں۔
- عالمی پیمانے پر ذرائع ابلاغ، رسل و رسائل، پیداواریت اور ٹیکنالوجی کے روز افزوں استعمال کو عالمگیریت کا ہم معانی سمجھا جا رہا ہے۔
- بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) اور عالمی تجارتی تنظیم (WTO) اس تحریک کے روح رواں ہیں۔ عالمگیریت کے ذریعے ایک عالمی منڈی کا قیام پیش نظر ہے۔ یہ عالمی منڈی ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد ہوگی۔ عالمگیریت کے ذریعے اشیا اور خدمات کی فراہمی کے ضمن میں ممالک کے درمیان حد بندیوں اور تحفظات کو ختم کیا جائے گا۔

(1) رابطہ کاری (Connectivity)

عالمگیریت کی وجہ سے پوری دنیا میں رابطہ قائم کرنا بہت آسان ہوتا جا رہا ہے۔ یہ رابطہ صرف زمینی، فضائی اور آبی راستوں تک محدود نہیں ہے عالمگیریت کی خصوصیت یہ ہے کہ پوری دنیا میں معاشی اور تہذیبی و تمدنی روابط قائم ہو گئے ہیں۔ گو کہ سابق میں بھی اس طرح کے رابطے قائم ہوتے تھے، مگر عالمگیریت میں ان رابطوں کی نوعیت بہت مختلف ہو گئی ہے۔ اس وقت اطلاعاتی تکنالوجی کے ذریعے رابطوں میں ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ خیالات، افراد، اشیاء اور خدمات کا تبادلہ بہت سہل ہو چکا ہے۔ ان تمام رابطہ کاری کے کاموں کا نیٹ ورک بہت بڑا اور پیچیدہ ہے۔ ممالک کے درمیان تجارتی حجم کی افزونی کی سابق میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ مواصلات، نقل و حمل اور رابطہ سازی کی تمام حد بندیاں ختم ہو رہی ہیں۔

(2) ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کے اثر و رسوخ میں اضافہ:

عالمگیریت کے ذیل میں کی جانے والی معاشی اصلاحات کے نتیجے میں ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہوا اور اب یہ ملٹی نیشنل کارپوریشن حکومتوں پر اثر انداز ہونے کی پوزیشن میں آ گئی ہیں۔

عالمی برانڈ:

ملٹی نیشنل کارپوریشن اپنے پروڈکٹس کا برانڈ بنا کر اسے عالمی پیمانے پر متعارف کرا رہی ہیں۔ یہ عالمی برانڈ اب دنیا بھر کے لوگوں کی زندگی کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔

ملٹی نیشنل کارپوریشن کئی ممالک میں بہ یک وقت اپنی تجارت کو فروغ دے رہی ہیں۔

(3) سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی اہمیت:

سائنسی اور تکنیکی ترقیات عقل کو حیران کر دینے والی رفتار کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ انسانی زندگی میں انفرادی اور بحیثیت مجموعی پورے سماج میں سائنس اور ٹکنالوجی کا عمل دخل بہت زیادہ بڑھ چکا ہے۔

اب ترقی کا پیمانہ سائنسی اور ٹیکنالوجی کی ترقیات سے مشروط ہو چکا ہے۔ یہ عنصر تمام انسانوں کے معیار زندگی کو بڑے پیمانے پر متاثر کر رہا ہے۔ دنیا میں اب بڑی، بڑی معیشتیں سائنس اور ٹیکنالوجی پر منحصر ہیں۔ اب پیداواریت صرف مزدور اور سرمایے پر منحصر نہیں ہے بلکہ سائنس اور ٹکنالوجی کا دخل بہت بڑھ گیا۔

(4) مقامیت اور سرحدوں کا خاتمہ:

جیسا کہ اوپر ملٹی نیشنل کارپوریشن کے ضمن میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اب تجارتی اعمال اور خدمات کے حصول کے لیے سرحدیں بے معنی ہو گئی ہیں۔ معاشی سرگرمیاں اب مقام یا سرحدوں میں محدود نہیں رہ سکتی۔ اب معاشی سرگرمیوں کا محور پوری دنیا بن چکی ہے۔ اب کئی ممالک میں کئی جگہوں پر افراد مل کر ایک معاشی سرگرمی انجام دے رہے ہیں۔

بہت ساری سرگرمیاں جو پہلے بالمشافہ (face to face) طریقے پر انجام دی جاتی تھیں انھیں اب دور دراز مقامات سے انجام دیا جا رہا ہے۔ مثلاً فاصلاتی تعلیم (Distance learning) انٹرنیٹ بنکنگ (Internet banking) آن لائن شاپنگ حتی کے علاج اور معالجے میں بھی اس طریقے کو اپنایا جا رہا ہے۔

آئی سی ٹی نے اب گھر میں بیٹھ کر دفتری امور کی نجام دہی ممکن بنا دی ہے۔

(5) قومی حکومتوں پر اثرات:

عالمی تجارت، مقامیت اور سرحدوں کی نرمی نے افراد، اداروں اور حکومتوں پر بھی غیر معمولی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اب قومی حکومتیں اپنی ملکی معیشت کو رخ دینے اور ان پر اثر انداز ہونے کی قوت سے دھیرے دھیرے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ بڑے ممالک کی معاشی سرگرمیوں کے اثرات پوری دنیا میں محسوس کیے جاتے ہیں۔ اس کا راست نتیجہ عوام الناس کا حکومتی سہولتوں (Government subsidies) سے محروم ہونا ہے۔

(6) عالمی تجارت و فراہمی خدمات:

تجارت اور خدمات کی فراہمی میں عالمی پیمانے پر آزادی اور نرمی (قوانین کے پہلو سے) نے ملکی سرحدوں کو بے معنی بنا دیا ہے۔ عالمگیریت کی ابتداء دراصل نرم روی (Liberalisation) کی مرہون منّت ہے۔ فی زمانہ افراد، اطلاعات، خیالات، اشیاء اور خدمات کے تبادلے کی قیمت بہت حد کم ہو گئی ہے۔ اس میں ٹیکنالوجی نے غیر معمولی کردار ادا کیا۔ اب اشیا، خدمات اور سرمایہ بڑی آسانی سے سرحدوں کے پار بھیجا جا سکتا ہے۔

عالمی تجارت کا حجم بہت تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ لیکن اس میں ترقی یافتہ ممالک کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ ترقی پذیر ممالک اس سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا پائے۔

عالمی پیمانے پر سرمایہ کاری (FDI) کا حجم دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

آئی سی ٹی کی بدولت اور حمل و نقل کی کم ہوتی لاگت کے پیش نظر دور دراز ممالک میں پیداوار، اور خدمات کا حصول آسان تر ہو رہا ہے۔ یہ اب تکنیکی اور مالی لحاظ سے فائدہ مند ثابت ہو رہا ہے۔

(7) علم و ٹیکنالوجی پیداواری عامل:

اب تک مزدور اور سرمایہ پیداواری عامل سمجھے جاتے تھے۔ عالمگیریت نے اس تصور کو بدل دیا۔ اب سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک/صنعتیں/تجارتی ادارے بہت تیزی سے عالمی معیشت میں ترقی کر رہے ہیں۔

اب کامیاب معاشی ترقی کے لیےضروری ہوگا ممالک علم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مقابلہ آرائی کریں۔اس کے لیے انھیں تعلیم وتحقیق وتربیت کے میدان میں بہت زیادہ سرمایہ کاری کرنی ہوگی۔

(8) مواصلاتی انقلاب:

دنیا اب باہم مربوط ہو چکی ہے۔انٹرنیٹ، ای میل (برقی میل)، کم قیمت فون کال، موبائیل فون اور الکٹرانک کانفرنس نے مواصلات کی دنیا میں انقلاب برپا کردیا ہے۔اب معلومات (Informaiton) کا ایک سمندر ہے جس میں ہمہ اقسام کی معلومات شامل ہیں، ہماری انگلی کی نوک پر ہے۔ انٹرنیٹ پر آپ کلک کریں، معلومات کا بیش بہا خزانہ آپ کے سامنے ہوگا۔اس کے لیے آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں صرف کمپیوٹر، اور انٹرنیٹ کنکشن کافی ہے۔

(9) عالمی پیداواری مراکز کا قیام:

راست بیرونی سرمایہ کاری (FDI) کے نتیجے میں عالمی پیداوار مراکز کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ترقی پذیر ممالک اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ ہزاروں ملٹی نیشنل انٹر پرائزس نے بیرونِ ممالک اپنے ملحقہ افراد کے ذریعے یہ پیداواری مراکز قائم کیے ہیں۔عالمی پیانے پر ترسیل اور سپلائی چین اس طرح کی پیداوار کو دنیا بھر میں پہونچانے کا کام انجام دے رہی ہیں۔اس میں سب ٹھیکیداران کے مددگار ہوتے ہیں جو کمپنی کے مروجہ نظام سے ہٹ کر کام کرتے۔ اسی طرح بہت سے کاموں کو باہری ماخذ کے ذریعہ آوٹ سورسنگ بھی کیا جاتا ہے۔

اس طرح کے عالمی پیداواری مراکز میں الکٹرانک سامان، کپڑا، تیار ملبوسات، جوتے وغیرہ شامل ہیں۔اسی طرح سروس سیکٹر میں کمپیوٹر پروگرامنگ، مالی معاملات، کال سنٹرس وغیرہ اب دنیا بھر میں کسی بھی ملک سے چلائے جارہے ہیں۔ترقی یافتہ ممالک تحقیق کے ذریعے نئی اشیا بناتے ہیں ان کا ڈیزائن اور تکنیکی طور پر حساس کام وہ خود کرتے ہیں اور پارٹس بنانے کا کام ترقی پذیر ممالک کو باہری ماخز کرتے ہیں۔

(10) عالمگیریت بنیادی طورر پر ایک طرز فکر ہے:

عالمگیریت کوئی معاشی یا تجارتی نظریہ نہیں ہے۔بلکہ یہ ایک طرز فکر کا نام ہے۔جو پوری دنیا کو اپنے دامن میں لینا چاہتا ہے۔یہ نتیجہ ہے نجی کاری (Privatisation) اور نرمی روی (Liberalisation) جیسے نظریات پر عمل آوری کا۔

(11) عالمگیریت اب ناگزیر اور ناقبل واپسی عمل ہے۔

ہم عالمگیریت کے اثرات پر جتنا چاہے بحث کرلیں۔اس پر جتنی چاہیں تنقید کرلیں، مگر عالمگیریت اب ناگزیر بن چکی ہے اور ہم چاہ کر بھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہوسکتے۔عالمگیریت اپنے پہلو میں فائدے اور نقاصانات دونوں رکھتی ہے۔سیاسی پارٹیوں کے نظریات خواہ کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں حکمراں جماعتیں عالمگیریت کی پالیسیوں پر ہی کار بند ہورہی ہیں اور اس عمل کو بڑھاوا دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کررہی ہیں۔

(12) عالمگیریت کا مطالبہ ''علمی اور تکنیکی برتری'':

عالمگیریت کے دور میں افراد اور ممالک کے لیے بے انتہا مواقع پیدا ہورہے ہیں مگر ان سے استفادے کے لیے شرط ہے۔افراد اور ممالک کا علم، سائنس، ٹیکنالوجی میں برتر ہونا۔

اب صرف وہ افراد/قومیں/ممالک باقی رہیں گے جو اپنے آپ کو برتر ثابت کریں گے۔آپ میں قابلیت ہے اور آپ کا پروڈکٹ بین الاقوامی معیار کا ہو تو آپ اسے پوری دنیا میں آسانی سے فروخت کرسکتے ہیں۔اس بات کی پرواہ کیے بغیر آپ کس ملک/کس علاقے کے رہنے والے ہیں؟ آپ بین الاقوامی ٹھیکے حاصل کرسکتے ہیں، عالمی منڈی میں قدم جماسکتے ہیں۔مگر شرط صرف یہ ہوگی کہ آپ روزافزوں توقعات پر پورا اتریں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال ا: عالمگیریت کی کوئی پانچ خصوصیات بیان کیجیے۔

____

____

____

____

3.6 عالمگیریت کے فائدے اور چیلنجز

3.6.1 عالمگیریت کے فائدے

ممالک کے درمیان آزادانہ سرمایہ کاری اور تجارت میں نرم روی کی وجہ سے ملازمت کے نئے اور زیادہ مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں غربت میں کمی کی توقع ہے۔

- o عام طور پر غیر ترقی یافتہ ممالک میں روزگار، صحت، اوسط عمر جیسے معاملات میں ترقی ہوئی۔
- o ترقی پذیر ممالک کو سرمایہ اور ٹیکنالوجی آسانی سے میسر ہو رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں وہاں پر صنعتوں (Industrialisation) کی رفتار بڑھ رہی ہے اور معاشی خوشحالی میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- o مقابلہ آرائی میں اضافے کی وجہ سے اب اشیاء کی کوالٹی میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- o ٹیکنالوجی کے استعمال نے بہت ساری خدمات کو بہت آسان بنا دیا۔ مثلاً بینکنگ، سفری ریزرویشن، آن لائن بل ادائیگی وغیرہ
- o انسانوں میں عالمی سوچ اور بین الاقوامی فہم (International understanding) پروان چڑھ رہی ہے۔

3.6.2 عالمگیریت کے چیلنج

- o مقامی صنعتی ادارے ملٹی نیشنل کارپوریشن سے مقابلہ آرائی نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے مقامی دستکار اور مقامی صنعتیں بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔
- o عالمگیریت کے نتیجے میں ٹیکنالوجی کے بے تحاشا استعمال نے بے روزگاری اور کم تنخواہ پر کام کرانے کے رجحان میں اضافہ ہوا۔
- o سرمایے کی آزادانہ منتقلی سے ملکی سرمایہ بیرون ملک منتقل ہوتا ہے۔
- o بیرونی ٹیکنالوجی کے سہل الحصول ہونے کی وجہ سے بیرونی ٹیکنالوجی پر انحصار بڑھ گیا۔ ٹیکنالوجی کے آسانی سے حاصل ہونے کی وجہ سے مقامی طور پر تحقیق و ترقی (Research and Development) کا کام متاثر ہو رہا ہے۔

عالمگیریت نے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اثر و رسوخ میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ سے ملکی حکومتوں کی پالیسیاں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔

صارفیت (Consumerism) میں بہت اضافہ ہو رہا ہے۔

امیروں اور غریبوں کے درمیان مالی تفاوت بڑھ رہا ہے۔

امیر ممالک غریب ممالک کے وسائل کا استحصال کر رہے ہیں۔

تہذیبی تبادلے کی وجہ سے مقامی تہذیبوں اور کلچر کی انفرادیت متاثر ہو رہی ہے۔ بغیر سوچے سمجھے مغربی تہذیب کی نقالی اس کا ثبوت ہے۔

تیزی سے شہریانے (Urbanisation) کے عمل نے شہری سہولتوں پر کافی دباؤ بڑھا دیا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1: عالمگیریت کے فائدوں پر اپنی رائے کا اظہار کیجیے۔

اسوال 2: عالمگیریت کے چیلینج بیان کیجیے۔

3.7 تعلیم کا عالمگیر پس منظر (Global Education scenario)

عالمگیریت کے نتیجے میں دنیا ایک عالمی دیہات (Global village) بن چکی ہے۔ عالمگیریت کے فائدوں میں یہ بات آپ کو بتائی جا چکی ہے کہ اب انسانوں میں عالمی سوچ اور بین الاقوامی فہم پیدا ہو رہا ہے۔ تعلیم کا میدان بھی عالمگیریت میں پوری طرح رنگ رہا ہے۔ اب طلبا کو عالمی معیار کی تعلیم کی فراہمی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ ہمیں طلبا کو شدید مقابلہ آرائی کے اس دور میں عالمی پیمانے پر درکار صلاحیتوں (Competencies) سے لیس کرنا ہوگا۔ ان کے اندر عالمی اقدار پیدا کرنی ہوگی تا کہ وہ عالمگیریت کے اس دور میں باعزت زندگی گذار سکیں اور عالمگیریت کے فائدوں میں اپنا حصہ وصول کر سکیں اور اس کے مضر اثرات سے اپنا بچاؤ کر سکیں۔ عالمگیریت کا دور اب طلبا سے اپنے مطالبات رکھتا ہے۔ عالمگیر تعلیم کے اعلانیہ 2002 کے مطابق عالمگیر تعلیم کی تعریف اس طرح کی گئی ''عالمگیر تعلیم وہ تعلیم ہے جو عالمگیریت کے دور میں دنیا کی حقیقت سمجھنے کے لیے انسانوں کی آنکھیں اور دماغ کھولتی ہے۔ تا کہ ایک ایسی دنیا بنائی جائے جس میں عدل و مساوات ہو اور انسانی حقوق کا تحفظ ہو۔''

عالمگیر تعلیم میں لازمی طور پر ذیل کے اجزا شامل ہوتے ہیں۔ تعلیم برائے ترقی (Education for development)، تعلیم برائے حقوق انسانی (Education for human right)، تعلیم برائے پائیدار (Education for sustainable development) تعلیم برائے امن (Education for peace)، ہمہ تہذیبی تعلیم (Multicultural education) اور تعلیم برائے عالمی شہریت (Education for global citizenship)۔

عالمگیر تعلیم (Global education) کے تصور کو سمجھنے کے لیے ہمیں مختلف بین الاقوامی دستاویزات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ چند کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔

حقوق انسانی کا عالمی اعلانیہ Universal declaration of Human rights: (www.un.org/education)

اقوام متحدہ کی جنرل کانفرنس نے 10 ردسمبر 1948 میں حقوق انسانی کا عالمی اعلانیہ جاری کیا۔ اس کے مطابق تعلیم کے مقاصد میں یہ بات شامل کی گئی کہ تعلیم کے ذریعے انسانی شخصیت کی مکمل نشونما کی جائے اور انسانی حقوق و بنیادی آزادیوں کے احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ تعلیم کے ذریعے تمام اقوام

مذاہب اور نسلوں کے درمیان دوستی اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا شعور پیدا کیا جائے۔ علاوہ ازیں اقوام متحدہ کے ذریعے عالمی امن کے قیام کے لیے کی جانے والی سرگرمیوں میں معاون بنایا جائے۔

یونیسکو(UNESCO) کی جنرل کانفرنس نے 19 رنومبر 1974 میں اپنے اعلانیے میں ذیل کی باتیں تجویز کیں۔

(www.unesco.org/education)

o تعلیم کے ذریعے بین الاقوامی فہم پیدا کیا جائے گا۔ اقوام عالم کے درمیان دوستی، محبت اور ایک دوسرے کی عزت و احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے گا۔ اقوام عالم کے درمیان تعاون اور تحمل کے ساتھ ساتھ امن کی تعلیم اور بنیادی حقوق کی پاسداری سکھائی جائے گی۔

0 اقوام متحدہ کی کانفرنس برائے ماحولیات و ترقی نے 14 رجون 1992ء کی قرارداد کے ذریعے انسان کی ہمہ جہت ترقی اور اس کی صلاحیتوں کے مکمل استعمال کے لیے رسمی تعلیم کے علاوہ عوامی بیداری اور تربیت کو ضروری قرار دیا۔ پائیدار(Sustainable development) کے لیے تعلیم کی ضرورت کا اظہار کیا اور اسی کے ساتھ تعلیم کے ذریعے ماحولیاتی مسائل اور ترقی کے معاملات میں توازن کی بات کہی۔

یونیسکو اعلامیہ: بضمن تعلیم برائے امن، حقوق انسانی و جمہوریت 1995:

اس اعلانیے کے ذریعے اس بات کا اظہار کیا گیا کہ آزادی کی قدر اور اس سے متعلق چیلنجز کے مقابلے کے لیے تعلیم اہم ذریعہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم انسانوں کو اس طرح سے تیار کریں کہ وہ پیش آمدہ مشکلات، مسائل اور غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرسکیں۔ ان کے اندر ذاتی خودمختاری اور ذاتی ذمہ داری کے رجحانات کی آبیاری کریں ہمیں تعلیم کے ذریعے ایک دوسرے کے تعاون سے مسائل کو حل کرنا سکھانا چاہیے تا کہ ہم ایک جمہوری پر امن اوعدل و مساوات پر مبنی سماج بنا سکیں۔

اقوام متحدہ کا سن 2000ء کا اعلانیہ(www.un.org/millenniumgoals)

اس اعلانیے کے ذریعے عالمگیریت کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا گیا کہ ''ہمارے سامنے عالمگیریت کو انسانیت کے لیے ایک مثبت قوت بنانے کا چیلنج ہے۔ عالمگیریت نے جہاں بہت سارے مواقع پیدا کئے ہیں وہیں اس کے فوائد غیر متوازن طور پر حاصل کیے جا رہے ہیں جب کہ عالمگیریت کی قیمت پوری دنیا سے وصول کی جارہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک کو اس مرکزی چیلنج کا مقابلہ کرنا بڑا دشوار ہو رہا ہے۔

عالمگیریت کو شمولی (Inclusive) اور مساویانہ (Equitable) بنانے کے لیے ہمیں بڑے تحمل کے ساتھ دنیائے انسانیت کو مستقبل کے لیے متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے آمادہ کرنا ہوگا۔ ہمیں اختلافات میں اتحاد کا سرا تلاش کرنا ہوگا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

سوال 1: تعلیم کے عالمگیر پس منظر سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔

3.7 عالمگیر تعلیم: ایک انقلابی تعلیمی عمل

عالمگیر تعلیم مروجہ تعلیمی رجحانات پر سوال کھڑے کرتی ہے۔ مثلا تہذیبی انفرادیت پر زور دینا جس کے نتیجے میں تہذیبی غلبے کی راہ ہموار ہو۔ اس کے بجائے عالمگیر تعلیم، اقوام کے درمیان مکالمہ اور تعاون کی شکلوں کو رائج کرنا چاہتی ہے۔ اس رجحان کا نتیجہ ہے کہ اکثر ممالک میں اتفاق رائے قائم کرنے اور عالمی حقیقتوں کے ادراک کو قومی مفاد کے مغائر سمجھا جاتا ہے اور وہ اس عمل کو قومی وژن کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ جب کہ عالمگیر تعلیم بین الاقوامی فہم، اقوام کے درمیان افہام و تفہیم و تعاون کی دعوت دیتی ہے۔

یہ رجحان صرف ممالک کے درمیان ہی نہیں رہتا بلکہ تہذیبی جارحیت ملکی سماج کے مختلف طبقات کے درمیان بھی وجہ نزاع بنتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہم دیکھتے ہی کہ مختلف مذاہب مختلف علاقوں اور مختلف کلچر کے افراد کے درمیان تعلقات خراب ہوتے رہتے ہیں۔

دوسرا اہم سوال ہمارے تعلیمی مضامین کے درمیان پائی جانے والی تقسیم اور بے لچک سرحدیں ہیں۔ ہم نے مختلف مضامین کے درمیان مراتب (Hierarchies) قائم کردیے ہیں، اوراکتساب کے دیگر ذریعوں کو حقیر گردانا ہے۔

مضامین کی بے لچک تقسیم کے نتیجے میں ہم نے علم جو کہ ایک کل ہے اسے چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں بانٹ دیا۔ اس کی وجہ سے علم کے بارے میں ہمارے تصورات محدود ہو گئے اور ہم عالمی سوچ سے دور ہوتے چلے گئے اس نے ہمیں دوسرے افراد/قوموں سے ملنے، انھیں سمجھنے اور افہام و تفہیم کے عمل سے دور کردیا اور ہماری سوچ محدود ہوتی چلی گئی۔

عالمگیر تعلیم محدود سوچ سے اوپر اٹھ کر ایک عالم گیر سوچ دینا چاہتی ہے۔ یہ وہ بصیرت فراہم کرتی ہے جس کے ذریعے افرداد، اقوام، مذاہب اور ممالک کے درمیان ہر سطح پر اشتراک و تعاون کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

عالمگیر تعلیم، تعلیم و تعلم کے ہمارے قدیم تصورات میں بنیادی تبدیلی کرتی ہے۔ تعلیم سے متعلق ہماری سوچ ہمارے احساسات خیالات اور اعمال سب کو بدلنا چاہتی ہے۔

عالمی تعلیم صرف دماغ کی تعلیم نہیں بلکہ دل کی تعلیم بھی چاہتی ہے۔ اس طرح ایک بڑی تبدیلی پیش نظر ہے جس کے ذریعے ہم اجتماعی طور پر ان ممکنات کو روبہ عمل لاسکیں جس کے ذریعے عالمی امن، عالمی بھائی چارہ، عالمی مساوات، سماجی انصاف، بین الاقوامی فہم اور انسانوں کے درمیان تعاون و شراکت کو حاصل کیا جاسکے۔

عالمگیر تعلیم کے تین انقلابی مراحل درج ذیل ہیں:

(1) موجودہ صورتحال کا تجزیاتی مطالعہ

(2) متبادل وژن (بصیرت): موجودہ غالب نظریات کے مقابلے میں تبدیلی کا عمل جو ایک ذمہ دار عالمی شہری بنائے

(3) تبدیلی کا عمل جو ایک ذمہ دار عالمی شہری بنائے۔

عالم گیر تعلیم اجتماعی مشاورت پر یقین رکھتی ہے۔ اور اسی کو اپنے فیصلہ سازی کی بنیاد بناتی ہے۔

عالم گیر تعلیم طلبا میں باہمی تبادلہ علم اور اجتماعی خود شناسی جیسی صفات پیدا کرتی ہے۔

عالمی تعلیم حرص و ہوس، نابرابری، خودغرضی باہمی نفرت و عداوت، انسانوں کو مختلف عنوانوں سے تقسیم کرنا، اختلافات کو ہوا دینا، ڈر اور خوف پیدا کرنا اور بے جا مقابلہ آرائی سے طلبا کو بچانا چاہتی ہے۔ عالمی تعلیم طلبا میں باہمی تعاون اور یکجہتی کو فروغ دیتی ہے۔ عالمگیر تعلیم کا اگلا انقلابی تصور افراد کو انفرادی طور ذمہ دار بنانا ہے۔ عام طور پر ہم اپنے تمام مسائل کے حل کے لیے دوسروں کی طرف خاص طور سے حکومتوں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ

ان مسائل کوحل کرسکیں۔اس سوچ کو بدل کراب ہمیں ہرفرد کواس طرح سے بااختیار بنانا ہے کہ وہ مقامی سطح پراس طرح کے مثبت اقدامات کرے، جو عالمگیریت کے دور میں پوری دنیا تک پہنچےاور ہرفرد کے اندر عالمی شہری ہونا کا احساس جاگزیں ہو۔

درج بالا تبدیلیاں تعلیم کے رسمی اور غیر رسمی دونوں سطحوں پر اثر انداز ہوں گی توقع ہے کہ اس سے عوام الناس کواپنی حقیقی طاقت کا احساس ہوگا کہ وہ اپنے مستقبل کورخ دے سکتے ہیں اور سنوار سکتے ہیں۔

عالمگیر تعلیم ایک غلط فہمی کا ازالہ:

عالمگیر تعلیم صرف بین الاقوامی موضوعات اور بین الاقوامی مسائل اوران کے حل پر مرکوز ہے۔ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر عالمگیر تعلیم پوری انسانیت کے لیے ایک مشترکہ مستقبل کی صورت گری کا نام ہے۔جس میں تمام انسانوں کو مقامی و عالمگیر سطح پر ایک بہتر زندگی کو ضمانت دی جاسکے۔اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس مقصد کے حصول میں ہرفرد اپنی حصہ داری خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو، اسے ادا کرے۔انسانیت کا یہ مشترکہ مقصد ایک عدل پر مبنی عالمی سماج، جو مساوات اور بھائی چارے سے آراستہ ہو اور جہاں تمام لوگ متوازن ترقی سے مستفید ہورہے ہوں ۔یہ عالمگیر تعلیم کا وژن ہے۔عالمگیر تعلیم نہ صرف ہماری سوچ اور بصیرت کو نئے زاویے دیتی ہے بلکہ وہ نئے طریقوں کی تخلیق کرتی ہے جس کے ذریعے سماجی تحریکات اور غیر رسمی تعلیم کے ذریعے ان اقدار، رویوں اور طرز رسائی (Approach) تک پہونچا جاتا ہے جن سے ہم رسمی تعلیم میں محروم رہتے ہیں۔

عالمگیر تعلیم ان بے آواز اور حاشیے پر ڈالے گئے لوگوں کی آواز بن جاتی ہے جو عرصہ دراز سے محرومی اور استحصال زدہ زندگی گذار رہے ہیں۔عالمگیر تعلیم غلبے اور تسلط کے کلچر سے ہٹ کر باہمی شراکت،تعاون اور مکالمے کے ذریعے ایسی عالمی معیشت کے قیام کے لیے کوشاں ہے جس کا مرکزی عنوان ''شرف آدمیت (Human dignity)'' ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

سوال 1: عالمگیر تعلیم کس طرح سے ایک انقلابی عمل ہے؟۔مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے۔

____

____

____

____

3.9 عالمگیر تعلیم کی اہم اقدار (Core Values of Global Education)

(1) باہمی انحصار اور عالمگیریت (Interdependence and Globalization): عالمگیریت کے اس دور میں دنیا ایک عالمی دیہات کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ہم اب دیگر ممالک تہذیبوں اور دوسرے سماجوں سے کٹ کر تنہا زندگی نہیں گذار سکتے۔ہم چاہیں نہ چاہیں دنیا بھر کے معاملات ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ہر معاملے میں ہماری ایک دوسرے پر انحصاریت میں اضافہ ہورہا ہے اس سے فرار ممکن نہیں ہے۔لہذا اس کو مثبت رخ دینے کی ضرورت ہے۔ظاہر ہے یہ کام تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ہمیں اب تعلیم کے ذریعے طلبا میں پیچیدہ سماجی، معاشی اور سیاسی رشتوں کا فہم پیدا کرنا ہے۔ان حالات میں فرد اور مقامی سماج پر واقع ہونے والے اثرات اور تیز رفتار تبدیلیوں سے ہم آہنگ ہوئے بغیر ہم بہتر زندگی نہیں گذار سکتے۔باہمی انحصار کے ذریعے ہمیں ایک روشن مستقبل کی صورت گری کرنی ہے جہاں ہر انسان کو اس کی بنیادی ضروریات باعزت طریقے پر مہیا ہوں۔

(2) انفرادی شناخت اور تہذیبی تنوع (Identity and Cultural Diversity)

عالمگیریت کے اس دور میں انفرادی شناخت اور تہذیبی تنوع کے درمیان توازن قائم رکھنا بہت نازک کام ہے۔ ہر دو کی اپنی جگہ اہمیت ہے۔ ہمیں اپنے طلبا کو وہ سنہری توازن سکھانا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی انفرادیت کو باقی رکھتے ہوئے تکثیری معاشرے (Plural society) کے ایک ذمہ دار شہری بن سکیں۔ جہاں ہمارا طالب علم اپنی ذات کو سمجھے، اپنے کلچر کا فہم حاصل کرے اور اس پر فخر کرے وہیں اسے دوسرے کلچر کا احترام کرنا بھی سیکھنا چاہئے۔ ہمیں طلبا کو تہذیبی تصادم کی بجائے تہذیبی ہم آہنگی کی تعلیم دینی ہے۔

(3) سماجی انصاف اور انسانی حقوق (Social Justice and Human Rights)

مختلف وجوہ سے انسانی تاریخ سماجی نابرابری یا سماجی ناانصافی سے بھری پڑی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ انسانی تاریخ کے اس دور کو ہم سماجی ناانصافی کے کلنک سے پاک کر دیں۔ ہمیں تعلیم کے ذریعے اس شعور کو پیدا کرنا ہے تاکہ ہماری نسلیں سماجی نابرابری، عدم مساوات اور تعصبّ کے مضراثرات کو کماحقہ سمجھ سکیں۔

ہمیں اپنی نسلوں کو اپنے فرائض ادا کرنے والا اور حقوق کا رکھوالہ بنانا ہے ان کے اندر وہ جرات پیدا کرنی ہے کہ وہ حق تلفی اور استحصال کی صورت کے خلاف کھڑے ہو سکیں۔ اس کے ساتھ لازم ہوگا ہمارے طلبا دوسروں کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھیں اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی ان کی جانب سے نہ ہونے پائے۔

اس وقت پوری دنیا میں انسان حقوق کا غلغلہ ہے۔ انسانی حقوق کے تحفظ کی صورتحال تشویش کا باعث ہے۔ ہمیں انسانی حقوق کے تحفظ کو ہر قیمت پر ممکن بنانے کے لیے اپنے طلبا کو تیار کرنا ہے۔

(4) امن کا قیام اور تصادم کی تحلیل (Peace building and conflict resolution)

امن کا قیام انسانی زندگی اور ترقی کے لیے ایک ناگزیر ضرورت ہے افراد، اقوام اور ممالک کے درمیان امن کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ انسانی تاریخ کا ماضی اور حال جنگوں اور تباہیوں سے لہولہان ہے۔ عالمگیر تعلیم کی ایک اہم قدر دنیا میں امن وامان کا قیام ہے۔ ہمیں اپنے طلبا کو امن کی اہمیت وافادیت کے ساتھ بدامنی کی وجوہات سے واقف کرانا ہے اور ان ذرائع کی تلاش کرنا ہے جو دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دے۔ آج انسان ہی انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ خطرناک ہتھیاروں کی تیاری اور استعمال سے انسانیت شرم سار ہے۔ ہمیں اپنی نسلوں کو ایک پرامن دنیا کا وژن (Vision) دینا ہے۔

انسانوں کے درمیان تنازعات کا پیدا ہونا کوئی انہونی بات نہیں ہے مگر انسانیت یہ ہے کہ ہم عدل ومساوات اور بھائی چارے کے اصولوں کے تحت ان تنازعات کا پرامن حل تلاش کریں اس سے آگے بڑھ کر ہمیں وہ حالات پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے جہاں تنازعات پیدا ہی نہ ہوں۔

(5) پائیدار ترقی و مستقبل (Sustainable Development and Sustainable Future)

سائنسی اور تکنالوجی کی ترقیات، توانائی کا بے تحاشا استعمال اور آرام پسندی کے ذرائعوں نے ماحولیات کی پوزیشن بہت نازک بنا دی ہے۔ گرین ہاوس افیکٹ ہو یا اوزون تہہ میں سوراخ، عالمی حدت میں اضافہ ہو یا حیوانات ونباتات کی معدوم ہوتی نسلیں۔ ان سب کے ذمہّ دار ہم انسان ہی ہیں۔ ہم تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑے ہیں۔ اگر ہم نے اس وقت ان مسائل کو حل نہیں کیا تو ہم خود اپنے ہاتھوں اپنے اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو تاریک کر دیں گے۔ ضرورت اس بات کا شدید تقاضا کرتی ہے کہ ہماری ترقیات، پائیدار ہوں۔ ہم اپنی موجودہ ضروریات کو اس طرح پورا کریں کہ ماحولیات پر اس کا کوئی برا اثر واقع نہ ہو۔ قدرتی وسائل میں صرف ہمارا ہی حصہ نہیں ہے بلکہ اس قدرتی امانت میں آنے والی نسلوں کا بھی حق ہمیں تسلیم کرنا ہوگا۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1: عالمگیر تعلیم کی اہم قدریں بیان کیجیے؟

3.10 عالمگیریت کے چیلنجز اور تعلیم کا کردار:

www.aprilniemela.com, asiasociety.org

عالمگیر تعلیمی استعداد Competencies for Global Education

عالمگیریت کے اس دور میں دنیا بہت ساری انقلابی تبدیلیوں سے گذر رہی ہے۔اور تبدیلی کی رفتار حیران کن حد تک تیز ہے۔اس لیے عالمگیر تعلیمی استعداد کی حامل نسل کی تیاری اساتذہ کا منصبی فرض قرار پائے گا۔

(1) دنیا کا مطالعہ (Understanding the World)

عالمگیر استعداد کے حصول میں عصری دنیا کا فہم ایک بنیادی اور ناگزیر ضرورت ہے۔طالب علم دنیا کے کاروبار کو سمجھنے کے لیے اپنے شعور اور تجسس کا اظہار کرتا ہے۔اس کے لیے وہ صرف کسی مخصوص مضمون تک محدود نہیں رہتا بلکہ بین مضامین طرز کا استعمال کرتا ہے اور بطور خاص:

دنیا کو اپنے قریبی ماحول سے آگے جا کر سمجھنا چاہتا ہے۔اس کے لیے وہ اہم مسائل/سوالات قائم کرتا ہے اور مناسب حال تحقیق کرتا ہے۔

(2) اپنے نقطۂ نظر کے علاوہ دیگر افراد/اداروں کے نقاط نظر کو پورا احترام دیتا ہے اور انھیں قابل غور سمجھتا ہے۔

(3) اپنے خیالات کو متنوع افراد کے سامنے رکھتا ہے۔اس کام میں وہ جغرافیائی اور نظریاتی اختلافات اور زبان و تہذیبی روایات کی رکاوٹوں کو عبور کرتا ہے۔

(4) صرف زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ ہمارا طالب علم حالات کی اصلاح اور مسائل کے حل کے لیے دوسروں پر انحصار کی بجائے خود عملاً کام کا آغاز کرتا ہے۔

(5) عالمگیر ذہانت (Global Intelligence): عالمگیریت کے دور میں ہمیں اپنے طلبا میں عالمگیر ذہانت پیدا کرنی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم طلبا کی ذہنی تربیت اس طرح سے کریں وہ اپنی ذات اور قریبی ماحول سے اوپر اٹھ کر عالمگیر سطح پر سوچیں۔ایسے لائحۂ عمل ترتیب دیں، ایسی مہارتیں پیدا کریں اور ایسی لچک پیدا کریں جو اس کی ذات اور مقام سے آگے پوری دنیا کے لیے سرمایہ بنے۔اسے دیگر ممالک، اقوام، اداروں اور افراد سے رابطہ کرنے، مکالمہ کرنے اور تعاون لینے اور دینے میں کوئی دقت نہ ہو۔

(6) عالمگیر پس منظر: اس عالمی دیہات میں، ہمیں اپنے طلبا میں یہ سمجھ پیدا کرنی ہے کہ اب کسی بھی مقام کا کوئی بھی واقعہ اس دنیا کے دیگر حصوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔اس لیے ہمیں کثرت میں وحدت کے اصول کو اپنانا چاہیے۔

(7) بین الاقوامی تعلیم: اب ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو ہمارے طلبا کو دیگر ممالک وہاں کے کلچر زبان اور تہذیب سے واقف کرائے۔اس سے آگے بڑھ کر ہمیں اپنے طلبا کو ایک سے زائد زبانیں سیکھنے پر آمادہ کرنا چاہیے۔ہمارے طالب کی سوچ اب عالمگیر ہونی چاہئے اور اسے اپنے کلچر سے باہر دوسرے افراد کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے میں کوئی زحمت نہیں ہونی چاہئے۔

(8) ہمہ قومی و ہمہ کلچرل مطابقت: ہمیں اپنے طلبا میں یہ استعداد پیدا کرنی ہے کہ وہ دیگر اقوام کے افراد، اپنے مقامی کلچر کے علاوہ دیگر تہذیبی پس منظر رکھنے والے افراد کے ساتھ مل کر کام کر سکے۔اسے ان افراد کے کلچر، خیالات، عادات وغیرہ کا تحمل کے ساتھ جائزہ لیکر، ان کے ساتھ ممکنہ مطابقت پیدا کرنے اور ان پر اثر انداز ہونے (غلبہ کی) کوشش کرنی ہوگی۔

عالم گیریت کےتعلیم پراثرات (Globalisation and its impact on education)

عالمگیریت کےتعلیم کے اثرات کےضمن ذیل کے نکات پیش نظر رہنے چاہیے۔

☆ یہ دورغیرمعمولی تیزرفتارتبدیلی کادورہے۔

☆ اب ہماراصنعتی معاشرہ علمی وسائنسی معاشرے میں بدل رہاہے۔

☆ اس عالمگیرتبدیلی نے پورے نظام تعلیم پراثرڈالاہے۔

☆ عالمگیریت کے دورمیں ہمیں اپنی بہت ساری سابقہ روایات سابقہ مفروضات اوراعمال کوخیر بادکہنا ہوگا۔

☆ عالمگیریت نے جہاں بہت سارے چیلنجز کھڑے کیے ہیں وہیں بہت سارے امکانات کے دروازے بھی کھولے ہیں۔

☆ تعلیم اب گیٹ (GATT) معاہدے کےتحت خدمات (Service) میں شامل ہے۔

☆ تعلیمی خدمات کی عالمگیریت کے نتیجے میں حکومتی کردار ،دن بدن محدودہوتاجارہاہے۔

3.10 عالمگیریت کےتعلیم پراثرات

تعلیمی خدمات کےفراہمی میں ہمیں بین الاقوامی مقابلہ آرائی کاسامنا ہوگا۔

(1) دنیاچونکہ عالمی دیہات بن چکی ہے۔عالمگیریت کے نتیجے میں تعلیمی معیار، تعلیمی خدمات اوراکتسابی نتائج، نصاب اوردرسیات ہرپہلوپرعالمی تناظر میں غورہورہاہے۔اداروں کی درجہ بھی اب عالمی سطح پرہورہی ہے۔

(2) ممالک کے درمیان طلبااوراساتذہ آسانی سےنقل وحرکت کررہے ہیں۔ عالمگیریت کے دورمیں سرحدوں کےنرم ہونے کی وجہ سے اب بڑی آسانی سے ہمارے ملک کے طلبادیگرممالک کے معیاری اداروں میں داخلہ لے رہیں ہے۔اسی طرح ہمارے قابل اساتذہ بیرون ممالک کے تعلیمی اداروں میں اپنی خدمات نجام دے رہے ہیں۔

(3) نجی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی: عالمگیریت کا عمل نرمی روی (Liberalisation) سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا پڑاؤ نجی کاری (Privatisation) ہوتاہے۔عالمگیریت کے دورمیں تجارت اورخدمات کی فراہمی میں حکومتی ضابطوں میں آسانیاں پیداکرنالازم ہے۔حکومتی کردارمحدودکیاجارہاہے۔اس کے نتیجے میں وہ کام جواب تک حکومت انجام دیتی تھی،اسےنجی سیکٹرکےحوالےکیاجارہاہے۔اسی میں ایک تعلیم بھی ہے۔بڑے پیانے پرنجی تعلیمی اداروں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

(4) بیرونی ممالک کی یونیورسٹیاں اب ہندوستان میں اعلی تعلیم بھی دےسکتی ہیں۔حکومت اس ضمن میں ضروری قانون کے ذریعےاس کام کوممکن بنارہی ہےاس کےساتھ ہندوستانی تعلیمی اداروں کوبھی دیگرممالک میں پنی شاخیں کھولنے کی اجازت مل رہی ہے۔

(5) ترقی یافتہ معیشتیں دن بدن علم وسائنس پرمنحصرہوتی جارہی ہیں۔جوملک علم، سائنس اورٹیکنالوجی میں جتنا آگے ہوگا،اتناہی ترقی یافتہ کہلائے گا۔اس طرح تعلیم کواب قومی ایجنڈے میں ترجیحی مقام دیناضروری ہوگا۔

(6) خودروزگاری اورتجارت وصنعتوں کے قیام پرزور: اب تک تعلیم کےدرج بالا مقاصد پرزیادہ زورنہیں دیاجاتا تھا۔تعلیم حصول روزگاریعنی ملازمت کی ضمانت سمجھی جاتی تھی۔عالمگیریت کے دورمیں حکومتی ملازمتوں کی سکڑتی تعداداورنجی کاری کے پھیلاؤ نےحکومتی سیکٹرمیں ملازمتوں کومحدودکردیا ہے۔اب تعلیم کے ذریعےطلباکوخودروزگارحاصل کرنےتجارت وصنعتوں کے قیام کے لیے تیارکرنا ناگزیرہوگا۔اب تعلیم یافتہ افراد سےیہ توقع کی جارہی ہے کہ وہ حصول تعلیم کے بعدصرف اپنے روزگارکا مسئلہ حل نہ کریں بلکہ دیگرافرادکوبھی روزگارمہیاکراسکیں۔

(7) حکومتی سطح پر ایسے قوانین/ ضابطوں میں تبدیلی جو نجی تعلیمی اداروں اور بیرونی تعلیمی اداروں کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں۔ GATT کے تحت تمام حکومتوں پر یہ لازم کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ملکی قوانین کا عالمگیریت کے پس منظر میں جائزہ لیں اور نجی کاری اور بیرونی تعلیمی اداروں کو ممکنہ سہولت فراہم کریں اور مقابلہ آرائی میں کوئی مزاحمت نہ ہونے پائے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1 : آپ عالمگیریت کا تعلیم کے ذریعے کیسے مقابلہ کریں گے؟ مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے۔

____

____

____

____

____

3.11.1 عالمگیریت کا تعلیمی پالیسی پر اثر (Globalisation and its impact on education policy)

اب تک ہم تعلیم کو حکومتی ذمہ داری تصور کرتے تھے۔ تعلیم کا شعبہ مقدس مانا جاتا تھا۔ سماج اور اہل خیر حضرات بالعموم مفت تعلیم فراہم کرنے کو کار ثواب سمجھتے تھے۔ تعلیم کے ذریعے نفع کمانا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ عالمگیریت کے دور میں تعلیم پہلے سلیف فائنانس (طالب علم اپنی تعلیم کے اخراجات خود برداشت کرے) سے ہوتے ہوئے اب تعلیم برائے نفع اندوزی ہوگئی۔ GATs کا اثر ہے۔

☆ خانگی تعلیمی ادارے تعلیم کو تجارت بنا رہے ہیں۔

☆ حکومت دن بدن تعلیمی بجٹ میں کمی کرتی جارہی ہے۔

☆ تعلیم اب حکومتی فریضہ نہیں رہی۔

3.11.2 عالمگیریت کا تعلیمی منصوبہ بندی پر اثر (Effect of Globalisation on Education Planning)

o اب تک تعلیمی پالیسی سازی حکومتی دائرہ کار تھی۔

o عالمگیریت کے دور میں تعلیمی پالیسی سازی میں نجی اداروں کو بھی اپنی بات رکھنے کا موقع ملے گا اور ہوسکتا ہے آئندہ نجی تعلیمی ادارے، تعلیمی پالیسی کے طے کرنے میں اہم کردار ادا کریں۔

o حکومت کی جانب سے تعلیمی میدان میں نجی وعوامی حصہ داری (Public Private Partnership) کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

o حکومت اس ضمن میں آسانیاں پیدا کررہی ہے اور اسی رخ پر اپنی اسکیمیں سامنے لارہی ہیں۔

o تعلیمی منصوبہ بندی میں اب یہ بات شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ ہم اپنے ملک کی تعلیمی ترقی کو عالمی تناظر میں دیکھیں، اور اس کے مطابق منصوبہ بندی کریں۔

3.11.3 عالمگیریت کا تعلیمی مالیات پر اثر (Impact of globalisation on education financing)

o پہلے مرحلے میں طلبا کو اپنے تعلیمی اخراجات خود مکمل طور پر برداشت کرنا ہوگا۔

o مالی لحاظ سے کمزور طبقات کے طلبا کے لیے تعلیمی قرض فراہم کیا جائے گا۔ جو انھیں تعلیم مکمل ہونے کے بعد معہ سود لوٹانا ہوگا۔

- نجی اداروں کا تعلیمی میدان میں داخلہ بڑھے گا اور اسی مناسبت تعلیم میں نجی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔
- عالمگیریت کے زیر اثر ہمارے ملک میں تعلیم کے میدان میں راست بیرونی سرمایہ کاری کی اجازت حاصل ہے۔
- GATT معاہدے کے تحت اب تعلیمی سرگرمیوں سے منافع کمانا جائز ہوگا۔

3.11.4 عالمگیریت کا نظم ونسق پر اثر (Impact of Globalisation on Educational Management)

- اس وقت تعلیمی ادارے حکومت، چیریٹبل ٹرسٹ اور سوسائٹیز کے تحت چلائے جاتے ہیں۔ یہ سب غیر منافع بخش اکائیاں ہیں۔ عالمگیریت کے دور میں اب یہ تصور بالکل بدل جائے گا۔
- اب تعلیمی اداروں کا انتظام منافع بخش کمپنیوں کی طرز پر کیا جائے گا۔
- اب ان کمپنیوں کو تعلیمی ادارے کھولنے اور ان کا انتظام کرنے کی کھلی اجازت ہوگی جو اس کے ذریعے منافع کمانا چاہیں۔
- چونکہ تعلیم کو تجارتی طرز پر منظّم کیا جائے گا اس لیے تجارت کے اصولوں کے تحت اب کمپنیاں تعلیمی اداروں کے شیر (حصص) بازار میں لانے کی مجاز ہوں گی۔
- تعلیمی اداروں کی انتظامیہ میں درج بالا تبدیلی دوررس ہوگی اور انھیں کارپوریٹ طریقہ کار کے تحت منظّم کیا جائے گا۔
- تعلیمی انتظام لچک دار اور اہداف کے حصول پر مبنی ہوگا
- ہندوستانی کمپنیاں بیرون ملک منافع کے حصول کے لیے تعلیمی ادارے کھول سکیں گی۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1 : عالمگیریت کا تعلیمی پالیسی پر پڑنے والے اثرات بیان کیجیے۔

____

____

____

____

سوال 2: عالمگیریت کا تعلیمی منصوبہ بندی پر کیا اثر ہو رہا ہے؟ واضح کیجیے۔

____

____

____

____

3.12 عالمگیریت کے تعلیم پر اثرات ملکی تناظر میں

- تعلیم جو اب تک ہمارے ملک میں ایک مقدس شے سمجھیں جاتی تھی وہ اب ایک تجارتی شے بن جائے گی۔
- تعلیم کے میدان میں بین الاقوامی مقابلہ آرائی کی وجہ سے معیار تعلیم میں اضافہ ہوگا۔
- بین الاقوامی مقابلہ آرائی کے نتیجے میں مقامی طور پر علمی ترقیات متاثر ہوں گی۔

- تعلیم کا پھیلاؤ بڑھ جائے گا۔
- تعلیم مہنگی ہو جائے گی۔
- موجودہ تعلیمی ادارے جو کمزور ہوں گے ان کی بقا کا مسئلہ درپیش ہوگا۔
- ہمارے ملک میں پہلے سے ہی ترقیات کے معاملے میں ریاستوں اور علاقوں کے درمیان بہت تفاوت ہے۔ جو عالمگیریت کے نتیجے میں اور بڑھ سکتا ہے۔
- اب ان مضامین کی تعلیم پر زیادہ توجہ ہوگی جن کی بازار میں طلب ہے۔ دیگر مضامین جن کی سماج کو ضرورت ہوتی ہے وہ حاشیے پر چلے جائیں گے۔
- تعلیم کا سماجی اور ملکی ترقی سے رشتہ کمزور ہو جائے گا۔
- عالمگیریت سے پہلے غریبی اور امیری میں دولت کا فرق 1:30 تھا جواب بڑھ کر 1:78 ہو گیا ہے۔
- دولت کا چند ہاتھوں/ چند خاندانوں میں ارتکاز بہت بڑھ جائے گا۔
- ہمارے ملک کا اپنی مقامی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے تحقیق کرانا مشکل ہو جائے گا۔
- تین طرح کے طلبا پیدا ہوں گے جس سے سماجی نابرابری میں اضافہ ہوگا۔
  - ☆ بیرونی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ
  - ☆ ملکی نجی اور مہنگے تعلیمی اداروں کے تعلیم یافتہ
  - ☆ اور حکومتی امداد یافتہ تعلیمی اداروں کے تعلیم یافتہ

  درج بالا تینوں اقسام کے طلبا کا سماج میں مقام الگ الگ ہوگا۔
- موجودہ حکومتی یونیورسٹیوں کا قابل اسٹاف بیرونی/نجی اداروں میں بہترین تنخواہوں پر کام کرنے کے لیے چلا جائے گا۔ اس طرح سے پہلے سے ہی اسٹاف کی کمی کی صورتحال اور بگڑ جائے گی۔
- معیاری تعلیم غریبوں کی دسترس سے بہت دور ہوگی۔
- درج بالا صورت حال ہماری قومی روایات، سماجی اور کلچرل اقدار کی بقا کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔
- اس کا بھی امکان ہے کہ ہمارے ملک میں پائے جانے والے زبان کا تنوع، خطرے سے دوچار ہو جائے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال ا: عالمگیریت کے تعلیمی اداروں پر کیا اثرات ہوں گے؟ بیان کیجیے۔

3.13 یاد رکھنے کے نکات:

عالمگیریت ایک عظیم تبدیلی کا دور ہے۔

عالمگیریت کے دور میں صنعتی سماج اب علمی اور سائنسی سماج بن رہا ہے۔

عالمگیریت کے نتیجے میں ملکی معیشت عالمی معیشت سے جڑ گئی ہے۔
عالمگیریت کی وجہ سے معلومات، علم ٹیکنالوجی، سرمایے اور افراد کا ممالک درمیان منتقلی بہت آسان ہو چکی ہے۔
ذرائع ابلاغ اور حمل ونقل کی ترقیات نے ملکی سرحدوں کو بے معانی کر دیا۔
راست بیرونی سرمایہ کاری آسان ہو چکی ہے۔
ممالک کے درمیان تجرات اور خدمات کی فراہمی میں آنے والی روکاوٹیں دور کی جا رہی ہیں۔
معیشت کے علاوہ تہذیبی اور ثقافتی لین، دین بڑھ رہا ہے۔
ملٹی نیشنل کارپوریشن بہت طاقتور ہوتی جا رہی ہیں۔حتی کہ حکومتی پالیسیوں پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔
علم، سائنس اور تکنالوجی کا دور، دورہ ہو رہا ہے۔
قومی حکومتوں کا تجارت پر کنٹرول کم ہو رہا ہے۔
حکومت اپنے بہت سارے کاموں کو نجی اداروں کے حوالے کر رہی ہے۔
عالمگیریت بنیادی طور پر ایک طرز فکر ہے۔
عالمگیریت کا عمل اب ناگزیر اور ناقبل واپسی بن چکا ہے۔
تعلیم کے میدان میں بڑی انقلابی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔
تعلیم کو ایک تجارتی شئے بنا دیا گیا ہے۔
تعلیم کے ذریعے منافع حاصل کرنا جائز ہو گیا۔
عالمگیر تعلیم نے چند اہم قدریں دی ہیں جیسے، باہمی انحصار، انفرادی نشاخت اور تہذیبی تنوع میں توازن، عالمی سوچ سماجی انصاف اور حقوق انسانی کی پاسداری امن کا قیام اور تنازعات کا پرامن حل، قابل بقا ترقی طلبا میں حقوق وفرائض کا شور وغیرہ۔

3.14 فرہنگ

Globalisation	:	عالمگیریت
International Monetary Fund (IMF)	:	بین الاقوامی مالیاتی فنڈ
Cross border	:	دوممالک کی سرحدوں کے درمیان
Modernisation	:	جدیدیت
Westernisation	:	مغربیت
World Trade Organisation (WTO)	:	عالمی تجارتی تنظیم
General Agreement on Trade and Tariff	:	تجارت اور محصولات کا بینالاقوامی معاہدہ
Foreign Direct Investment (FDI)	:	راست بیرونی سرمایہ کاری
Multinational Corporation (MNCs)	:	وہ تجارتی ادارے جو ایک سے زائد ممالک میں اپنے تجارتی اعمل انجام دیتے ہیں

Global Education	:	عالمگیر تعلیم
Global village	:	عالمی دیہات
Sustainable Development	:	قابل بقا ترقی، سائنسی و تکنالوجی کی ترقی جو نقصان دہ نہ ہو
Social Justice	:	سماجی انصاف
Human Right	:	انسانی حقوق

3.15 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

(الف) درج سوالات کے مختصر جواب دیجیے (200 الفاظ میں)

(1) عالمگیریت کی تعریف بیان کیجیے۔

(2) عالمگیریت کے چار اہم ستون کون سے ہیں؟ ہر ستون کی اہمیت بتائیے۔

(3) مقامیت اور سرحدوں کے خاتمے سے کیا مراد ہے؟ واضح کیجیے۔

(4) عالمگیریت کا مطالبہ ''علمی اور سائنسی و تکنیکی برتری'' پر نوٹ لکھیے۔

(5) تعلیم کے عالمگیر پس منظر سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔

(ب) درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیے (400 الفاظ)

(1) عالمگیریت کے مفہوم کو واضح کیجیے۔

(2) ہندوستان میں عالمگیریت پر مفصل نوٹ تحریر کیجیے۔

(3) عالمگیریت کے اہم اثرات بتائیے۔

(4) عالمگیریت کے فائدوں پر مفصل بحث کیجیے۔

(5) عالمگیر تعلیم ایک انقلابی عمل کیسے ہے؟ مثالوں کی مدد سے سمجھائیے۔

(ب) معروضی سوالات:

(1) عالمگیریت میں تعلیم سے منافع کمانا............ ہے

(1) ناجائز (2) جائز (3) حرام (4) ممنوع

(2) بین الاقوامی مقابلہ آرائی کے نتیجے میں تعلیمی معیار............ ہوگا۔

(1) برقرار (2) مضبوط (3) کمزور (4) بلند

(3) عالمگیریت میں تعلیم .... ہوگی۔

(1) بے قیمت (2) گراں قدر (3) مہنگی (4) سستی

(4) حکومت تعلیمی بجٹ............ رہی ہے۔

(1) بڑھا (2) کم کر (3) برقرار رکھ (4) ختم کر

(5) دولت کا چند ہاتھوں میں ارتکاز..........رہا ہے۔

(1) کم (2) ختم (3) بڑھ (4) جاری ہو

(6) نجی تعلیمی اداروں کی..........کی جارہی ہے۔

(1) حوصلہ شکنی (2) حوصلہ افزائی (3) تعریف (4) زمین تنگ

(7) ہمیں اپنے طلبا میں..........سوچ پیدا کرنی ہے۔

(1) مقامی (2) ملکی (3) عالمگیر (4) ریاستی

(8) عالمگیر تعلیم پوری انسانیت کے لیے ایک..........کی صورت گری کا نام ہے۔

(1) مشترکہ مستقبل (2) مشترکہ حال (3) مشترکہ ماضی (4) خوشحالی

(9) ہمیں اب..........ترقی کی ضرورت ہے۔

(1) تیز رفتار (2) قابل بقا (3) بے تحاشا (4) منفی

(10) حکومت تعلیمی میدان میں..........کو فروغ دے رہی ہے۔

(1) معیار (2) سرمایہ کاری (3) عوامی و نجی حصہ داری (4) نجی کاری

3.16 سفارش کردہ کتابیں

Robert Son Ronald (1992) Globalisation: Social Theory and Global Culture London Sage.

Alb row Martin and Elizabeth King (eds) (1990) Globalization: Knowledge and Society, London Sage.

Lasson Thomas (2001) The Race to Top Washington DC Cast Institute.

IMF (2000) Globalization Threats or Opportunity IMF Publication.

Global Perspectives: A Framework for Global Education in Australian School 2008 - Carlton Suthvic.

Veronica Boix Mansilla & Anthony Jackson, Educating for Global Competence: Preparing our youth to engage the world 2011 - Asia Society N York

NUEPA Globalisation and Challenges of Education (2008) Shipra Publishing

Narasaiah ML Education and Globalisation (2008) Discovery Publish Delhi, N Delhi

Marmar Mukchopadhya, Education for a Global Society (2008) Shipra Publishing Delhi

S K Bawa Dr: Globalisation of Higher Education (2011) APH Publishing N. Delhi

Loknath Mishra: Globalisation of Higher Education (2014) N D Publisher New Delhi

اکائی 4: طلبامیں اضطراریت
Student Unrest

ساخت

4.1 تمہید

4.2 مقاصد

4.3 اضطرار کا تصور

4.4 طلباء میں اضطرار کے اثرات

4.5 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کے وجوہات

4.5.1 سماجی عوامل

4.5.2 معاشی عوامل

4.5.3 سیاسی عوامل

4.5.4 دیگر عوامل

4.5.5 کوٹھاری کمیشن کے مطابق میں اضطرار کے وجوہات

4.6 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے کے لیے اٹھائے جانے والے عمومی اقدامات

4.6.1 طلباء میں بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے مختلف کمیشن/کمیٹی کی رائے

4.6.1.1 یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن

4.6.1.2 دیوان آنند کمار کمیٹی

4.6.1.3 کوٹھاری کمیشن

4.6.1.4 ڈاکٹر تری گوناسین کمیٹی

4.6.1.5 گجیندر گڈکر کمیٹی

4.7 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں انتظامیہ کا کردار

4.8 طلباء میں اضطرار بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں معلم کا کردار

4.9 طلباء میں اضطار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں والدین کا کردار

4.10 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں ماس میڈیا کا کردار

4.11 یاد رکھنے کے نکات

4.12 فرہنگ

4.13 اکتسابی جانچ

4.14 سفارش کردہ کتابیں

4.1 تمہید

کسی بھی ملک یا سماج کا مستقبل اس کے طلباء پر منحصر کرتا ہے۔ ملک کی آزادی سے لے کر مختلف قومی وسماجی امور کے لیے طلباء نے اہم کردار نبھایا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں طلباء میں بہت ساری وجوہات سے اضطرار یا بے چینی اور نظم وضبط کی کمی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس ذیلی اکائی میں طلباء میں اضطرار یا بے چینی کے تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس اکائی میں آپ طلبا میں اضطرار کے مختلف وجوہات کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی طلباء میں اضطرار یا بے چینی دور کرنے میں انتظامیہ، معلم، والدین اور ماس میڈیا کے کردار کو سمجھ سکیں گے۔

4.2 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:۔

- ☆ اضطرار کے تصور کو بیان کر سکیں گے۔
- ☆ طلباء میں اضطرار و بے چینی کی وجوہات کی تشریح کر سکیں گے۔
- ☆ سماجی، سیاسی اور معاشی عوامل کس طرح طلباء میں اضطرار پیدا کرتے ہیں، اس کی وضاحت کر سکیں گے۔
- ☆ طلباء میں اضطرار و بے چینی کو دور کرنے یا کم کرنے میں انتظامیہ، معلم اور والدین کے کردار کو سمجھ سکیں گے۔
- ☆ طلباء میں اضطرار کے متعلق مختلف کمیشن/کمیٹیوں کی سفارشات کو سمجھ سکیں گے۔
- ☆ طلباء میں اضطرار کو دور کرنے یا کم کرنے میں ماس میڈیا کے کردار کی وضاحت کر سکیں گے۔

4.3 اضطرار کا تصور

اضطرار کا مطلب ہے بے چینی یا بے اطمینانی کی حالت ۔ یہ ایک طرح سے ذہنی طور پر پریشانی اور چڑ چڑے پن کی حالات ہے جو مختلف عوامل کی وجہہ سے ہوتی ہے۔ کسی بھی انسان کے ذہن کی یہ حالت اس کے رویئے یا احتجاج کے ذریعے سامنے آئی ہے۔

کسی بھی ملک کی ترقی اس کے طلباء کی سخت محنت، جدید خیالات اور ان کی مثبت سوچ وارادوں پر منحصر کرتی ہے۔ طلباء ملک کے مستقبل ہوتے ہیں۔ ان میں بہت سی صلاحیتیں، قوتیں اور ہمت ہوتی ہیں۔ نوجوان طلباء کے اس جوشیلے انداز کا فائدہ ملک کی تحریک اور آزادی میں بھی ملا۔ ہندوستان میں طلباء میں اضطرار کا آغاز 1905 میں بنگال کی تحریک سے ہوا جب کلکتہ اور ڈھاکہ میں طلباء کی قیادت میں بنگال کی تقسیم کے خلاف تحریک شروع کی گئی۔ یہ ایک شروعات تھی جب طلباء تحریک میں شامل ہوئے۔ طلباء کی اس قومی جدوجہد کی تمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے حوصلہ افزائی کی گئی اور عوام نے بھی اس کا خیر مقدم کیا۔

لہٰذا اس کے بعد سے ہندوستان میں قومی سیاسی تحریک میں طلباء نے ہر مرحلے میں اضافہ کیا۔ ستیہ گرہ تحریک میں خاص طور پر 1942 میں بھارت چھوڑ و تحریک میں بھی طلباء نے بہت زیادہ تعداد میں حصہ لیا اور ہندوستان کی آزادی میں طلباء نے اہم کردار نبھایا۔ ملک کے قومی رہنماؤں میں زیادہ تر رہنما قومی جدوجہد کے دوران طالب علم تھے۔ تمام طلباء نے اپنے محبوب سیاسی رہنماؤں جیسے مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، بال گنگا دھر تلک وغیرہ کی آواز پر کالجوں اور یونیورسٹی کو چھوڑ کر قومی تحریک میں حصہ لیا۔ سیاست میں طلباء کی شمولیت کوئی نئی بات نہیں ہے۔ دنیا کے کسی بھی تحریک کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو جیت کا پرچم لہرانے میں نوجوان طلباء نے بھی جدوجہد کی ہے۔ جرمنی، روس اور فرانس میں 19 ویں صدی میں سیاسی سرگرمیوں میں بہت بڑی تعداد میں طلباء نے حصہ لیا چاہے وہ 20 ویں صدی میں ساؤتھ کوریا میں سگمن ری (Syghman Rhee) کی حکومت کو متاثر کرنے کا معاملہ ہو یا جاپان میں جمہوری صدر کشی (Kishi) کی مخالفت میں احتجاج کرنے، انڈونیشیا اور ویتنام میں یو۔ایس (U.S) کی دخل اندازی کے خلاف احتجاج کرنا ہو یا افغانستان میں روس کے مخالف گوریلا جنگ اور اسی طرح ڈھاکہ میں کئی بار قومی معاملوں کو لے کر حکومت کے خلاف آواز اٹھانا ہو، ان سبھی میں طلباء نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہیں ہمیشہ ایک بڑی طاقت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن آج کے دور میں طلباء کے اندر بڑھتی ہوئی بے چینی اور نظم و ضبط کی کمی بے حد تشویش کا باعث ہے۔ طلباء میں یہ اضطراب یا بے چینی صرف ہندوستان کی نہیں بلکہ پورے عالم کا موجودہ اہم مسئلہ ہے۔

آج سبھی اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی و تربیتی اداروں میں طلباء میں کسی نہ کسی طرح اضطراب ہے وہ چاہے انتظامیہ، معلم یا دیگر کسی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ طلباء اپنے اندر کے اس اضطراب کا اظہار تشدد کے ذریعے جیسے توڑ پھوڑ کر کے، بسیں جلا کر، سرکاری املاک کا نقصان یا ہڑتال کر کے، کلاس یا امتحان کا بائیکاٹ کر کے اور کالج کے افسران یا اسٹاف کے ساتھ لڑائی جھگڑا کر کے کرتے ہیں۔ ایسے طلباء امتحان یا ٹسٹ میں نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ استاد کی توہین کرتے ہیں اور امتحان کے دوران نگراں کو دھمکی تک دیتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ آزادی اور حقوق چاہتے ہیں، خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز۔ اس طرح کا عمل وہ جان بوجھ کر نہیں کرتے بلکہ ان کے اندر کی اضطراب بے چینی کی وجہ سے وہ ایسا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن طلباء میں اس طرح کا اضطراب یا بے چینی ہمارے نظام تعلیم تربیتی پروگرام اور ترقی کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ اگر اس طرح کی ناپسندیدہ سرگرمیوں کو جلد سے جلد قابو میں نہ کیا گیا تو پورا تعلیمی اور تربیتی نظام ختم ہو جائیگا۔ کوٹھاری کمیشن کا کہنا ہے کہ اس طرح کے واقعات پچھلے کئی سالوں سے اعلیٰ تعلیم کا حصہ رہے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ فکر کی بات یہ ہے کہ حالات دن بہ دن بگڑ رہے ہیں کیونکہ اس طرح کے کاموں کو بنا کسی افسوس کے اور غیر ضروری بنیاد پر کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: اضطراب سے کیا مراد ہے؟

سوال 2: ہندوستان مین اضطراب کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

4.4 طلباء میں اضطرار کے اثرات

جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج ملک میں ہر جگہ اضطرار و بے چینی بڑھ رہی ہے۔ جب تک ہم ملک میں پھیلی اس بے چینی اور بے اطمینانی کو بڑے تناظر میں نہیں دیکھیں گے تب تک اس مسئلے کا تجزیہ ٹھیک طریقے سے نہیں کیا جاسکتا۔ آج مہنگائی بڑھ رہی ہے قیمتیں ہر چیز کی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ بھی بڑھ رہا ہے۔ کرپشن ہر جگہ موجود ہے بلکہ تعلیمی ادارے بھی اس سے بچے نہیں ہیں ان سب باتوں نے طلباء کے اندر بھی اضطرو بے چینی کو پیدا کی ہے۔ طلباء میں یہ بے چینی ذاتی اور گروہ دونوں طور پر ہوسکتی ہے اوراس کے منفی اثرات بھی پڑتے ہیں۔

☆ طلباء کے درسی واکتسابی عمل پر اثر پڑتا ہے جس سے نہ صرف ان طلباء کا بلکہ سماج اور پورے ملک کا نقصان ہوتا ہے۔ طلباء میں اس بے چینی کا اثر ان کے ذہنی حالات پر پڑتا ہے جس کا اثر ان کی ذاتی زندگی اور تعلیمی حصولیت پر پڑتا ہے۔ وہ نظم وضبط میں نہیں رہتے ہیں اور نا گریز کام کرنے لگتے ہیں۔

☆ طلباء میں پیدا ہو رہی بے چینی سے ان کی نشو ونما (خاص طور پر ذہنی سماجی اور اخلاقی نشو ونما) پر اثر پڑتا ہے۔

☆ طلباء اور معلم کے آپسی رشتے پر برا اثر پڑتا ہے۔ ان میں آپسی رشتوں میں کڑواہٹ آجاتی ہے ایک دوسرے کا تعاون کرنے کے جذبے میں کمی آجاتی ہے۔ طلباء معلم کی عزت نہیں کرتے اور معلم ایسے طلباء پر توجہ نہیں دیتے جس سے ان کا نشو ونمارک جاتی ہے۔

☆ طلباء صحیح راستے سے بھٹک جاتے ہیں اور غیر سماجی کاموں میں بھی شامل ہوجاتے ہیں۔

☆ طلباء میں اضطرار یا بے چینی کی وجہ سے ان کے نظم وضبط میں کمی آتی ہے۔ پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے ہڑتال، توڑ پھوڑ، کلاس یا امتحان کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ جس سے نہ صرف ان کا نقصان ہوتا ہے بلکہ کالج یا یونیورسٹی کا نام بھی خراب ہوتا ہے۔ جس سے مستقبل میں کالج یا یونیورسٹی کے سامنے بہت سارے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔

☆ طلباء میں اضطرار یا بے چینی کے اثرات ان کے والدین کے ذہن پر بھی ہوتے ہیں۔ والدین طلباء پر الزام دیتے ہیں اور کالج یا یونیورسٹی کے تعلیمی نظام پر بھی سوال کھڑا کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: اضطرار کا طلباء کے درسی واکتسابی عمل پر کیا اثر پڑتا ہے؟

____

____

____

____

سوال 2: اضطرار سے نظم وضبط وطلباء اور معلم کے آپسی رشتے کس طرح متاثر ہوتے ہیں؟

____

____

____

____

____

4.5 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کے وجوہات

طلباء میں اضطرار یا بے چینی اہم مسائلہ ہے اور اس کا کم کیا جانا یا دور کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیے اضطرار کی وجوہات کو جاننا اور سمجھنا ہوگا۔ مندرجہ ذیل میں اضطرار یا بے چینی کے مختلف وجوہات کی تشریح کی گئی ہے۔

4.5.1 سماجی عوامل

طلباء میں اضطرار یا بے چینی ایک سماجی مسئلہ بھی ہے۔ گھر اور سماج کا آلودہ ماحول بھی طلباء میں اضطرار یا بے چینی کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ طلباء پر گھر اور خاندان کے رکن کا بہت اثر پڑتا ہے لیکن آج کل بھاگ دوڑ والی زندگی میں گھر میں والدین بھی اپنے کاموں میں اتنے زیادہ مصروف ہیں کہ بچوں پر توجہ دینے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں ہے بچے کہاں جا رہے ہیں کیا کر رہے ہیں اور کس طرح کی سرگرمیوں میں شامل ہے۔ اس کی ان کو خبر ہی نہیں رہتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں بچے ادھر اُدھر بھٹکتے ہیں اور ان کے اندر اضطرار پیدا ہوتا ہے۔ گھر میں توجہ نہیں دیئے جانے پر وہ باہر کے لوگوں کے طرز عمل سے غلط باتوں کو سیکھ کر اپنے کردار کو بھی برباد کر سکتے ہیں۔ جب تک گھر اور خاندان اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتے اس وقت تک بچے میں سکون، چین اور صبر پیدا نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح کرپشن، رشوت خوری بھائی، بھتیجہ عزیز واقربا کی پیروی، آپسی جھگڑے وغیرہ ہمارے سماجی ماحول کو آلودہ کر رہے ہیں۔ انسان زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کی جستجو میں ہے چاہے ذرائع کوئی بھی ہو۔ سماج میں اقداروں میں گراوٹ آ رہی ہے۔ روحانی اقدار تو دھیرے دھیرے ختم ہو رہے ہیں۔ سماج میں جلن، حسد، استحصال، بے اطمینانی، کینہ اور بغض جیسی بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ طلباء بھی اسی سماج میں رہتے ہیں اس لیے ان سبھی برائیوں سے طلباء بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ طلباء میں بھی انفرادیت بڑھ رہی ہے اور قانون کو توڑنے کی عادت پیدا ہو رہی ہے۔

4.5.2 معاشی عوامل

معاشی وجوہات بھی طلباء میں اضطرار پیدا کرتے ہیں جیسے والدین کی آمدنی کا کم ہونا، تعلیم پر خرچ کا بڑھتے جانا اور تعلیم مکمل ہونے کے بعد بھی روزگار کا نہ ملنا ایسے حالات طلباء کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں جس سے وہ ذہنی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کا پڑھائی میں دل نہیں لگتا ہے اور اس میں بے چینی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ موجودہ تعلیم ایسی نہیں ہے جو انہیں ایک مخصوص مستقبل کا بھروسہ دلا سکے۔ ملک میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے اور نوجوان نسل اس بے روزگاری کا شکار ہے۔ جس سے اس میں بے چینی ہے۔ تعلیمی یافتہ طبقے میں بڑھتی بے روزگاری اور مہنگائی سے پریشان اور فکر مند زندگی نے طلباء میں اضطرار یا بے چینی کو پیدا کیا ہے، موجودہ تعلیم اتنی مہنگی ہوگئی ہے جسے ایسے طلباء جو معاشی طور پر غریب خاندان سے آتے ہیں۔ وہ برداشت نہیں کر سکتے اور نہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہت سے طلباء پڑھائی کے ساتھ کام بھی کر رہے ہیں اور اپنی پڑھائی کے خرچ کو خود ہی اٹھا رہے ہیں۔ طلباء کو بے چینی اس وقت اور زیاد ہوتی ہے جب وہ تعلیم پوری کر کے کالج یا یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد سماجی زندگی میں داخل ہوتے ہیں اور وہ خود کو اپنی روزی روٹی کمانے کے لائق ثابت نہیں کر پاتے ہیں۔ انہیں بے کاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان میں دماغی تناؤ اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح معاشی مسائل کی وجہہ سے بھی طلباء میں بے چینی ہوتی ہے۔

4.5.3 سیاسی عوامل

سیاسی عوامل بھی طلباء میں اضطرار کے لیے کافی حد تک ذمہ دار ہے۔ سیاست کے ذریعے طلباء میں جمہوری اقدار پیدا ہوتے ہیں اور ساتھ قیادت وموصلات کی مہارت میں بھی اضافہ ہوتا ہے اس لیے کالجوں یا یونیورسٹیوں میں طلباء کو سیاست کا موقع فراہم کیا جانا ضروری ہے۔ لیکن کالج، یونیورسٹی کے باہر سیاست اور سیاست دانوں کی مداخلت کالج/ یونیورسٹی کی سیاسی ماحول کو آلودہ کر رہی ہے۔ آج تمام سیاسی جماعتیں طلباء کی طاقت کو سمجھتی ہے اور اپنے ذاتی مفاد

کے لیے طلباء کو ایک اہم ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ طلباء اپنے مستقبل کے لیے نہ سوچ کر سیاست دانوں کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بن کر ان کے لیے کام کر رہے ہیں۔ سیاست داں انتخاب کے دوران طلباء کے رہنماؤں کو تحفظ دیتے ہیں اور بعد میں انہیں اپنے ذاتی مفاد اور غیر سماجی ومضر سرگرمیوں میں شامل ہونے کے لیے اکساتے اور استعمال کرتے ہیں۔ یہ جماعتیں اس کا استعمال اپنی مرضی کے مطابق کر رہے اور طلباء بھی اپنی توجہ پڑھائی میں نہ دے کر سیاست پر زیادہ دے رہے ہیں۔

4.5.4 دیگر عوامل

ہمایوں کبیر نے iscipline Student نام کی میگزین میں طلباء کی بڑھتی ہوئی اضطرار کی وجہ نظم وضبط، معلم کی عزت وقار کا کم ہونا، معلم اور طلباء میں آپسی ربط کی کمی، اسکول کے افسران کا طلباء کے مسائل میں رجحان کا نہ ہونا، تعلیم یافتہ طبقے میں بے کاری معاشی وسیاسی غربت پڑھائی کا دباؤ، گھر یا خاندان کے مسائل وغیرہ جو طلباء میں اضطرار یا بےچینی پیدا کرنے کے لیے ذمہ دار ہے بتائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

کمرہ جماعت میں طلباء کی زیادہ تعداد

عام طور پر کلاس میں طالب علم کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ استاد اور طالب علم کا آپس میں رابط قائم نہیں ہو پاتا ہے۔ جس کمرہ جماعت میں 30 بچے ہونے چاہیے وہاں 50 سے 70 بچے تک ایک ساتھ پڑھ رہے ہیں اور ایسے حالات میں معلم انفرادی طور پر طالب علم کی مشکلات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس طرح سے طلباء بھی کمرہ جماعت میں پڑھنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں اور معلم کی شخصیت کا بھی طلباء پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

ناقص تدریسی طریقے

موجودہ تعلیمی نظام طلباء میں اضطرار کو کم کرنے یہ دور کرنے کے مقصد کو پورا نہیں کر پا رہی ہے اور نہ ہی طلباء میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد کسی کام کو کرنے کی صلاحیت پیدا کر رہی ہے، جس سے بچوں میں کوئی عملی مہارت پیدا ہو۔ جس کی وجہ سے طلباء اپنے آپ کو کسی بھی لائق نہیں پاتے اور امتحان کو پاس کرنا موجودہ تعلیم کا واحد مقصد رہ گیا ہے۔ تدریس کے طریقے بھی ایسے ہیں جو طلباء میں تجسس پیدا نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں علم کا فروغ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں طلباء کو کلاس میں دلچسپ ماحول نہیں مل رہا ہے۔

طلباء کی یونین

ہمارے مختلف تعلیمی اداروں میں طلباء کو یونین بنانے اور اس کے کام کرنے کے لیے مناسب سہولتیں فراہم کی جاتی ہے لیکن انتخاب کے دور پر تمام سیاسی جماعتیں ان تنظیم اور یونین کو اپنے فائدے کے لیے غلط طریقے سے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں سیاسی جماعتوں کے دخل سے بھی طلباء میں بے اطمینانی پیدا ہو رہی ہے۔

4.5.5 کوٹھاری کمیشن کے مطابق طلباء میں اضطرار کے وجوہات

کوٹھاری کمیشن (66-1964) نے بھی طلباء میں بےچینی کے مختلف وجوہات بتائے ہیں۔

- ☆ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے سامنے اپنے مستقبل کی فکر جس کے نتیجے میں ان میں ناامید ہو کر غیر ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ مختلف کورسس کا غیر اطمینان بخش ہونا۔
- ☆ زیادہ تر تعلیمی اداروں میں پڑھنے لکھنے اور پڑھانے کی سہولیتوں کا نہ ہونا۔
- ☆ استاد اور طلباء میں ربط کا بہت کم ہونا
- ☆ بہت سے استادوں میں قابلیت اور علم کی کمی اور طلباء کے مسائل میں دلچسپی نہ لینا۔
- ☆ سیاسی جماعتوں کا اداروں کے کام میں دخل اندازی کی کوشش کرنا۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: طلباءاضطرار کے سماجی ومعاشی وجوہات کوواضح کیجیے۔

سوال 2: طلباء میں اضطرارکی سیاسی وجوہات کی تشریح کیجیے۔

سوال 3: کوٹھاری کمیشن کے مطابق طلباء میں اضطرار کی کیا وجوہات ہیں؟وضاحت کیجیئے۔

4.6 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے اٹھائے جانے والے عمومی اقدامات

طلباء میں بے چینی کو کم کرنے یا دور کرنے کے لیے بہت سے عمومی اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں۔ جیسے تعلیم کے نظام میں تبدیلی، تعلیم میں وظیفہ، مزید اسکول کو قائم کرنا، تکنیکی اور پیشہ وارنہ تعلیم کا انتظام، طلباء کے لیے مشوراتی خدمات کا انتظام ہم نصابی سرگرمیوں کو منعقد کرنا، نفسیاتی طور پر طلباء کو ہر طرح کے حالات کے لیے تیار کرنا وغیرہ۔اس کے ساتھ ہی طلباء میں اضطرار کو دور کرنے یا کم کرنے مین مختلف کمیٹی/کمیشن نے اپنی رائے پیش کی ہے۔آگے اس بات کو واضع بھی کیا گیا ہے کہ طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں انظامیہ، معلم، والدین اور میڈیا (ذرائع ابلاغ) کا کیا کردار ہو سکتا ہے۔

4.6.1 طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے مختلف کمیٹی/کمیشن کی رائے

طلباء میں اضطرار یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے مختلف کمیٹی/کمیشن نے بھی اپنی رائے پیش کی کہ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

4.6.1.1 یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن (49-1948)

ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن کمیشن نے طلباء کے فلاح کے لیے اپنی تجویز پیش کی ہے۔

☆ داخلے کے وقت اوراس کے بعد ایک سال میں کم سے کم ایک بار ہر طالب علم کی صحت کی جانچ مفت کی جانی چاہیے۔

☆ ہر یونیورسٹی میں طلباء کے علاج کے لیے ایک اسپتال ہونا چاہئے۔

☆ طلباء کو دوپہر کے وقت مناسب قیمت پر صحت مند غذا دی جانی چاہیے

☆ ہر یونیورسٹی اور ہر کالج میں طلباء کی صحت کی ترقی کے لیے ایک ڈائریکٹر آف فزیکل ایجوکیشن کا تقرر کیا جانا چاہیے۔

☆ طلباء کو صحت مند بنائے رکھنے کے لیے ورزش خانے، کھیل کے میدانوں وغیرہ کا مناسب انتظام کا کیا جانا چاہیے۔

☆ سبھی طلباء کے لیے دو سال کی جسمانی تعلیم لازمی بنادینی چاہیے۔

☆ سبھی کالجوں اور یونیورسٹیز میں NCC کو قائم کیا جانا چاہیے اور طلباء کو اس کا رکن بنانے کے لیے حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

☆ سبھی کالجوں اور یونیورسٹیز میں اچھی سہولت والے ہاسٹل کا انتظام ہونا چاہیے جس میں سبزخوری اور گوشت خوری دونوں طرح کے کھانے کا انتظام ہونا چاہیے۔

☆ طلباء کی یونین کو طلباء کی گروہی سرگرمیوں کا اہم مرکز ہونا چاہیے۔ان یونین کی کارگزاری طلباء کے ذریعے اور طلباء کے لیے کیا جانا چاہیے۔کالج اور یونیورسٹی کے افسران کو ان کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہیے۔

☆ طلباء کی انتظامیہ میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے پروکٹر وریل نظام کو شروع کیا جانا چاہیے۔

☆ ہر یونیورسٹی میں طلباء کے فلاح کے لیے ایڈوائزری بورڈ آف اسٹوڈنٹ ویلفیر قائم کیا جانا چاہیے۔

4.6.1.2 دیوان آنند کمار کمیٹی Deewan Anand Committee (1958)

یو جی سی نے 1958 میں دیوان آنند کمار کی صدارت میں ایک کمیٹی تقرر کی جس نے طلباء میں نظم وضبط کے مسائل کے حل کے لیے مختلف رائے پیش کی۔

☆ طلباء کا داخلہ، قابلیت اور ضروری اوصاف کی بنیاد پر کیا جانا چاہیے۔

☆ کالج میں طلباء کی تعداد 1000 سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

☆ یونیورسٹی اور کالج کے استادوں کی تنخواہ اول درجے افسران کے برابر ہونا چاہیے۔

☆ استادوں کی تقرری میں اعلیٰ تعلیمی قابلیت کو بنیاد بنایا جائے۔

☆ وائس چانسلر کے عہدے پر صرف تعلیمی میدان کے مشہور اور قابل لوگوں کا تقرر کیا جانا چاہیے۔

☆ طلباء کے مسائل پر فوری دھیان دیا جانا چاہیے اور ان کے لیے پیشہ وارنہ اخلاقی رہنمائی کا بندوبست کیا جانا چاہیے۔

☆ استادوں کو سیاست سے الگ رکھنے کے لیے قدم اٹھائے جانا چاہیے۔

4.6.1.3 کوٹھاری کمیشن Kothari Commission(1964-66)

ایجوکیشن کمیشن کے مطابق طلباء میں بے چینی کو دور کرنے کے لیے کچھ راستے بتائے ہیں۔

☆ تعلیم میں معیاری سدھار کیا جائے۔

☆ نئے طلباء کو واقفیت کرانا۔

☆ صحت کو بہتر بنائے رکھنے کی سہولتیں اور کارکردگیاں فراہم کرنی چاہئیں۔

☆ ہوسٹل کی سہولتیں فراہم کی جانی چاہیئے۔

☆ رہنمائی کی جائے اور مشورہ دیا جائے۔

☆ طلباء کی سرگرمیوں جیسے تقریر، بحث ومباحثہ، سماجی اور ثقافتی سرگرمیاں، کھیل کود، تعلیمی فلموں کو دکھانا، طلباء کی میگزین کو شائع کرانا اور کتب خانے کو چلانا وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

4.6.1.4 ڈاکٹر تری گونا سین کمیٹی Dr. Triguna Sen Committee (1966-67)

یو جی سی نے ڈاکٹر تری گونا سین کی صدارت میں ایک کمیٹی تقرر کی جس سے طلباء کی فلاح سے متعلق مسائل پر غور وفکر کرنے کو کہا گیا اس کمیٹی نے مختلف مشورے دئے۔

☆ یونیورسٹی اور کالجوں کے مختلف پروگرموں میں طلباء کو حصے لینے کا موقع فراہم کیا جائے۔

☆ تعلیم کو روزگار سے جوڑا جائے۔

☆ یونیورسٹی اور کالجوں میں قابل، ہنرمند، اور اچھے اخلاق والے استادوں کا تقرر کیا جائے۔

☆ طلباء کو ہاسٹل کی سہولت فراہم کی جائے۔

☆ صحت کی دیکھ بھال کے لیے اچھی سہولتیں فراہم کیا جائے۔

☆ یونیورسٹی میں انتخابی بنیاد پر داخلہ دیا جائے

☆ یونیورسٹی اور کالجوں میں قانون اور نظم بنایا رکھا جائے

☆ طلباء کو یہ واضح کیا جائے کہ نصاب، امتحان، تعلیم کے معیار اور استادوں کی تقرری وغیرہ کسی بھی معاملے میں ان کے دخل کو تسلیم نہیں کیا جائیگا۔

☆ یونیورسٹی اور کالجوں کے معاملوں میں سیاسی جماعت کا بھی کسی بھی طرح کا دخل تسلیم نہیں کیا جائے۔

4.6.1.5 گجیندر گڈکر کمیٹی Gajendragadkar Committee (1971)

1969 میں بمبئی یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر گجیندر گڈکر کی صدارت میں ایک کمیٹی تقرر کی گئی اس کمیٹی نے 1971 میں اپنی رپورٹ یو جی سی کو دی جس میں اہم رائے دی گئی ہیں۔

☆ یونیورسٹی کی مختلف کمیٹوں میں طلبہ کو حصہ دار بنایا جائے۔

☆ داخلہ پالیسی عوام سے منظور شدہ ہوں۔

☆ ہر یونیورسٹی میں طلباء کی یونین کو جگہ دیا جانا چاہیے۔

☆ ہر ہاسٹل میں ثقافتی اور سماجی پروگرام کو جگہ دیا جانا چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: طلباء میں اضطراریا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے جا سکتے ہیں؟

____

____

____

____

سوال 2: طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن نے کیا تجاویز پیش کی تھیں؟

سوال 3: کوٹھاری کمیشن کی سفارشات کے مطابق طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں؟

سوال 4: ڈاکٹر تری گوناسین کمیٹی اور گجیند رگڈکر کمیٹی نے طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے کیا تجاویز پیش کیں؟

4.7 طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں انتظامیہ کا کردار

اسکول/کالج/یونیورسٹی کے انتظامیہ طلباء میں پیدا ہونے والے اضطراب یا بے چینی کو مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے کم کرنے یا دور کرنے کی کوشش کرسکتے ہیں۔

- ☆ اسکول/کالج/یونیورسٹی کے ماحول کو بہتر اور خوشنما بنایا جائے۔ کمرۂ جماعت ہوادار اور روشن ہو، جہاں پر بیٹھنے کے لیے مناسب انتظام اور صاف صفائی ہو۔
- ☆ طلباء کے لیے بنیادی تدریسی سہولتوں کو فراہم کیا جائے۔ جیسے کتب خانہ، تجربہ گاہ، ہاسٹل، کھیل کا میدان، ٹائلیٹ پینے کے پانی کا انتظام اور مناسب فرنیچر وغیرہ ہو۔
- ☆ معلم کے تقرری میں اعلیٰ تعلیمی قابلیت کو بنیاد بنایا جائے۔ قابل تجربہ کار اور اچھے اخلاق والے معلم کے تقرر کو یقینی بنایا جائے۔
- ☆ انتظامیہ کو طلباء کے مسائل کے لیے ہمدردانہ رویہ رکھنا چاہیے۔ انتظامیہ طلباء کے تعلیمی مسائل کو سنے، نظرانداز نہ کریں اور اس کے لیے ممکن حل نکالنے کی کوشش کرے۔

☆ انتظامیہ کے ذریعے طلباء پر ضرورت سے زیادہ سختی نہ کی جائے اور نہ ہی کسی طرح کا دباؤ بنایا جائے جس سے اسکول یا کالج میں ڈر کا ماحول پیدا ہو۔ کیونکہ اس سے طلباء کی صلاحیتوں اور قوتوں کی نشو ونما ٹھیک سے نہیں ہو پاتی ہے۔ انتظامیہ بھی اس طرح کے اقدامات اٹھائے کہ طلباء کالج / یونیورسٹی میں لکھنے پڑھنے کا ماحول بنائے رکھنے میں اپنا تعاون دیں۔

☆ معاشی طور پر کمزور طلباء کے لیے وظیفے کا انتظام بھی کیا جانا چاہیے۔

☆ داخلہ انتخابی جانچ کی بنیاد پر کیا جائے طلباء کو داخلہ قابلیت اور ضروری اوصاف کی بنیاد پر دیا جانا چاہیے۔

☆ تعلیم کے معیار کو بلند کیا جائے اور تعلیمی کورس کو پیشے یا نوکری سے جوڑا جائے اور روزگار سے وابستہ کیا جائے۔

☆ اسکول/ کالج/ یونیورسٹی کی مختلف کمیٹیوں میں طلباء کو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔

☆ انتظامیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی اداروں کو باہری آلودہ تنگ نظر اور لالچی سیاسی جماعتوں سے دور رکھیں یونیورسٹی اور کالجوں کے معاملوں میں سیاسی جماعت کا کسی بھی طرح کا دخل تسلیم نہیں کیا جائے۔

☆ انتظامیہ کو صرف طلباء کو ہی نہیں بلکہ معلم کو سیاست سے الگ رکھنے کے لیے قدم اٹھایا جانا چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے میں انتظامیہ کے کردار کو واضح کیجیے۔

____

____

____

____

____

سوال 2: طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے انتظامیہ کو کیا کرنا چاہیے؟ کوئی دو تجاویز پیش کیجئے۔

____

____

____

____

____

4.8 طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں معلم کا کردار

اسکول/ کالج/ یونیورسٹی کے معلم طلباء میں پیدا ہونے والے اضطراب یا بے چینی کو مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعہ کم کرنے یا دور کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

☆ طلباء کی انفرادی صلاحیتوں اور ذہانتی سطحوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے تدریسی کام کو انجام دیا جائے۔

☆ معلم تدریس کے دوران نئے تدریس طریقوں و تکنیک جیسے کمپیوٹر پروجیکٹر ماڈل کا استعمال کرے۔

☆ طلباء کی ضرورتوں کو سمجھے اوران میں تخلیقی صلاحیتوں کا نشو ونما کرے۔

☆ طلباء کے ساتھ محبت، شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے۔ان کے ساتھ بہت سخت رویہ نہیں اپنانا چاہیے۔

☆ تدریس کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں جیسے کھیل کود، تقریر، بحث ومباحثہ، سماجی وثقافتی پروگرام، تعلیمی فلموں کو دکھانا، طلباء کی میگزین کو شائع کرانا اور تعلیمی سیر وغیرہ پر بھی زور دیا جائے۔مختلف پروگرام میں طلباء کو حصہ لینے کا موقع فراہم کیا جائے جس سے طلباء میں بوریت پیدا نہ ہو اور اُن میں ہم آہنگی کی نشو ونما ہوسکے۔

☆ معلم طلباء کو خود سے نظم وضبط سے رہنے کے لیے حوصلہ افزائی کرے۔

☆ معلم اور طلباء کے بیچ بہتر انفرادی ربط قائم کیا جائے اور اُن کے تعلیمی اور ذاتی مسائل کو سمجھے نہ اور حل کرنے کی کوشش کرے۔

☆ والدین اور اساتذہ کی میٹنگ کے دوران معلم والدین کے ذریعے طلباء کے مسائل کو جاننے کی کوشش کرے اور طلباء کے تعلیمی اور اخلاقی صلاحیتوں کے نشو ونما کے لیے والدین سے کس طرح کے تعاون کی توقع ہے ان سے متعلق بات چیت کرے۔

☆ معلم کو کمرۂ جماعت کے سبھی طلباء پر برابر توجہ دینا چاہیے۔کبھی کبھی معلم کمرۂ جماعت کے ہوشیار بچوں پر ہی زیادہ توجہ دیتے ہیں جس سے اوسط اور پچھڑے بچوں میں اضطراریا بے چینی پیدا ہوجاتی ہے۔

☆ معلم کو طلباء کی قوت اور صلاحیتوں کو نظر میں رکھتے ہوئے گھر کا کام دینا چاہیے کیونکہ گھر کا کام زیادہ دیئے جانے کی وجہ سے وہ اپنا زیادہ تر وقت اُسے پورا کرنے میں لگادیتے ہیں اور دیگر کام کچھ نہیں کرپاتے جس سے ان میں بے چینی کا جذبہ پیدا ہوسکتا ہے۔

☆ معلم کمرۂ جماعت کے ماحول کو اخلاقی اور خوشگوار بنائے جس سے طلباء میں اعلیٰ اقدار اور اخلاق میں یقین قائم ہو اور خوش اسلوبی و نظم وضبط کے ساتھ کام کرنے جذبہ پیدا کیا جاسکے۔

☆ معلم کو طلباء کے مسائل پر فوری طور پر توجہ دینی چاہیے اور ان کی ذاتی تعلیمی پیشہ وارانہ اور اخلاقی رہنمائی کرنی چاہیے اور اسے مشورہ دینا چاہیے۔

☆ معلم طلباء کی NCC یا این ایس ایس کا رکن بننے کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: طلباء میں اضطراریا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے میں معلم کے کردار کو واضع کیجیے۔

سوال 2: طلباء میں اضطراریا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے معلم کو کیا کرنا چاہئے؟ کوئی دو تجاویز دیجیے۔

4.9 طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں والدین کا کردار

طلباء کے والدین یا نگراں کار طلباء میں پیدا ہونے والے اضطراب یا بے چینی کو مندرجہ ذیل باتوں کے ذریعے کم کرنے یا دور کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

☆ والدین کو طلباء کوان کی دلچسپی کے مطابق پڑھائی کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے جیسے کسی طلباء کی دلچسپی فنون میں ہے لیکن والدین اس کو ریاضی یا سائنس پڑھنے کے لیے مجبور کرتے ہیں کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ ریاضی یا سائنس میں کیئریر بنانے کی گنجائش زیادہ ہے لیکن ایسا کرنے سے طلباء کی پڑھائی میں دلچسپی کم ہوجاتی ہے اوراس کا اثر اُن کی حصولیت پر بھی پڑتا ہے اور نتیجہ کے طور پر وہ نفسیاتی طور پر بے چینی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

☆ والدین کو اپنے گھریلو مسائل کو طلباء کے سامنے نہیں آنے دینا چاہیے کیونکہ ان باتوں کا اُن کے ذہن پر بہت منفی اثر پڑتا ہے۔اس سے طلباء کی توجہ پڑھائی میں نہیں لگتی اور وہ گھر کے مسائل کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔

☆ والدین کو وقت وقتً طلباء کی رہنمائی کرنی چاہیے اوراسے بہتر مشورہ دینا چاہیے۔

☆ والدین کو طلباء کو وقت دینا چاہیے اوران کی دیکھ بھال اوراچھے کردار کے لیے ان پر توجہ دینی چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے مین والدین کے کردار کو واضح کیجیے۔

سوال 2: طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے والدین کو کیا کرنا چاہئے؟ کوئی دو تجاویز دیجیے۔

4.10 طلباء میں اضطراب یا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے میں ماس میڈیا (ذرائع ابلاغ) کا کردار

میڈیا جس کے معنی میڈیم یا ذرائع ہیں اور یہ ذرائع ابلاغ ہیں۔جدید دور میں ماس میڈیا سے مُراد خبارات ،میگزین ،ریڈیو، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ ہے۔آج ماس میڈیا ہمارے چاروں طرف ہے اور عوام میں مواصلت کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ ذرائع ابلاغ کو جمہوریت کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔کسی بھی ملک کی ترقی میں اس کا اہم کردار ہے۔آج ہم سبھی اس کا بھرپور استعمال کرتے ہیں میڈیا میں جو کچھ بھی دیکھا یا جارہا ہے اُس کا طلباء پر بہت گہرا اثر

پڑتا ہے۔اس لیے میڈیا کی یہ ذمہ داری ہے جو کچھ بھی دکھایا جائے یا تصور پیش کی جائے وہ سماجی اور اخلاقی نظریئے سے بہتر ہو۔ ماس میڈیا، طلباء کے حالات اور ذہنی سوچ بدلنے میں بہت اہم کردار نبھا سکتی ہے۔اس کے ذریعے طلباء میں کسی بھی شئے کے لیے بیداری یا شعور پیدا کیا جا سکتا ہے۔اس کا استعمال نہ صرف اب ہم روزانہ کی زندگی میں کر رہے ہیں بلکہ اسکولوں میں تدریس واکتساب کے لیے بھی اس کا استعمال ہونے لگا ہے۔ میڈیا طلباء میں پیدا ہونے والے اضطراریا بے چینی کو مندرجہ ذیل کے ذریعے کم کرنے یا دور کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

☆ میڈیا کے ذریعے طلباء میں بے روزگاری ناخواندگی جیسے مسائل سے آگاہی کی جائے۔

☆ طلباء کو مختلف کیریئر کے بارے میں معلومات فراہم کرنے میں میڈیا کو اہم ذریعہ بنایا جائے۔

☆ میڈیا کا استعمال طلباء کو تعلیمی فلمیں دکھانے میں کیا جا سکتا ہے جوان کی کردار سازی میں اہم رول ادا کرتا ہے۔

☆ ریڈیو، آکاشوانی اور دوردرشن کے ذریعے بھی تمام تعلیمی پروگرام کو پیش کیا جاتا ہے جس سے طلباء اسکولی نصاب کی بہت سی باتوں کو سیکھ سکتا ہے۔ ایجوکیشنل ٹی وی سنٹر دہلی، ممبئی، پونا، امرتسر، سری نگر، لکھنو، جے پور، حیدرآباد کولکاتہ اور مسوری میں ہے۔ان کے ذریعے ملک میں کافی حد تک دوردرشن کی سہولت فراہم ہے۔اس پر انگریزی زبان میں طبعی سائنس، کیمیاء، نباتات اور حیوانات، سماجی تعلیم اور ہندوستانی ثقافت سے متعلق، تعلیمی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح اسکول ٹی وی پروگرام صرف دہلی میں چلایا جارہا ہے اور اسکولی پروگرام کا حصہ ہے۔ پورے سال میں پیش کئے جانے والے پروگرام کی تفصیل ایک کتابی شکل میں اسکولوں میں مہیا کروادی جاتی ہے۔ایک وقت پر بھی سبھی اسکول کے طلباء اس پروگرام کو دیکھتے ہیں اور معلم کے ذریعے ان اسباق کا جائزہ لیا جاتا ہے۔مرکزی حکومت میں انسانی وسائل اور ترقی کی وزارت (MHRD) کے ذریعے آن لائن کورس کی شروعات سوئم (SWAYM- Study Webs of Active Learning for Young Aspiring Minds) کے نام سے شروع کی ہے۔طلباء اس کے متعلق پروگرام دوردرشن پر دیکھ سکتے ہیں اس طرح میڈیا نے طلباء کے سیکھنے کو نہ صرف دلچسپ بنایا ہے بلکہ ان کے مضمون سے متعلق مسائل جو ان میں بے چینی کا سبب ہے اسے دور کرنے میں موثر ثابت ہو رہی ہے۔

☆ تھکان اور بے چینی محسوس کرنے پر میڈیا کے ذریعے طلباء کی تفریح ہو جاتی ہے اور وہ خالی وقت کا صحیح استعمال کر سکتے ہیں۔

☆ جو طلباء معاشی طور پر کمزور ہے اور تعلیم حاصل کرنے میں پریشانی آرہی ہے ان تک میڈیا کے ذریعے تمام حکومتی اسکیم اور وظیفوں کے بارے میں معلومات آسانی سے پہنچائی جا سکتی ہے۔

☆ طلباء میں بے چینی کی وجہ سے اس کی خود کی تعلیم اور تعلیمی نظام پر پڑنے والے اثرات پروڈیوس، مویز، کارٹون، فلم اور ڈرامہ بنا کر ماس میڈیا کے ذریعے سے دیکھا جا سکتا ہے جس سے طلباء اس کے منفی اثرات کو سمجھ سکیں اور خود کو ایسے حالات سے دور رکھ سکیں۔

☆ میڈیا کا لوگوں کے اندر بیداری لانے میں بہت اہم اشتراک ہے۔ بچوں کو پولیو کی دوا پلانے کی مہم ہو یا ایڈز کے لیے بیداری پھیلانے کا کام، ووٹ ڈالنے کے لیے لوگوں میں شعور پیدا کرنا ہو یا بچوں کی مزدوری پر روک لگانا یا اسموکنگ کے خطروں سے آگاہ کرنا ہو وغیرہ کے لیے میڈیا نے اپنی ذمہ داری پوری طرح سے نبھائی ہے اسی طرح طلباء میں اضطراریا بے چینی کے امور پر بھی

میڈیا طلباء، معلم، والدین یا نگراں کار اور انتظامیہ میں احساس پیدا کر سکتا ہے اور ان مسائل کی وجوہات کو سمجھنے اور دور کرنے کے لیے کیا کیا جانا چاہیے، اس کے لیے بحث ومباحثہ کر سکتا ہے۔

☆ طلباء میں آج بے چینی کی اہم وجہ تعلیمی اداروں میں پھیلی ناانصافی، کرپشن، پیسے کی لوٹ وغیرہ میڈیا ملک میں تعلیمی مافیاؤں پر کڑی نظر رکھ سکتا ہے اور

وقت وقتً اسٹنگ آپریشن کے ذریعے ان کا کالا چہرہ دنیا کے سامنے لاسکتا ہے ایسا پہلے میڈیا نے کیا بھی ہے۔اس سے اس طرح کی باتوں پر قابو پایا جاسکتا ہے اور طلباء میں بے چینی کو دور کیا جاسکے گا۔اس طرح کی باتوں سے متاثر لوگوں کے لیے میڈیا ایک بہتر سہارا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1: طلباء میں اضطراریا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے ذرائع ابلاغ کے کردار کو واضح کیجیے۔

سوال 2: طلباء میں اضطراریا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے میڈیا (ذرائع ابلاغ) کو کیا کرنا چاہیئے؟ اپنی سمجھ کے مطابق کوئی دو تجاویز پیش کیجیے۔

4.11 یاد رکھنے کے نکات:

- ☆ اضطرار کا مطلب ہے بے چینی یا بے اطمینانی کی حالت یہ ایک طرح سے ذہنی طور پریشانی اور چڑ چڑا پن کی حالت ہے، جو مختلف عوامل کی وجہ سے ہوتی ہے کس بھی انسان کے ذہن کی یہ حالت اس کے رویے یا احتجاج کے ذریعے سامنے آتی ہے۔
- ☆ طلباء میں یہ بے چینی ذاتی اور گروہی دونوں طور پر ہوسکتی ہے اور اس کے منفی اثرات پڑتے ہیں۔جیسے طلباء کی ذاتی زندگی، تعلیمی حصولیت، ہم آہنگ نشو ونما پر طلباء اور معلم کے آپسی رشتے پر نظم وضبط پر بھی پڑسکتا ہے۔
- ☆ طلباء میں اضطرار کے لیے بہت ساری وجوہات ہے جیسے سماجی، معاشی اور سیاسی، نظم وضبط کی کمی، معلم کی عزت و وقار کا کم ہونا، معلم اور طلباء میں آپسی ربط کی کمی اسکول کے افسران کا طلباء کے مسائل میں رجحان کا نہ ہونا، غربت، پڑھائی کا دباؤ، کمرۂ جماعت میں طلباء کی زیادہ تعداد ناقص تدریسی طریقے طلباء کی یونین، گھر یا خاندان کے مسائل جو طلباء میں اضطراریا بے چینی پیدا کرنے کے لیے ذمہ دار ہے۔اس کے علاوہ ایجوکیشن کمیشن (66-1964) نے بھی طلباء میں بے چینی کے مختلف وجوہات بتائے ہیں۔
- ☆ طلباء میں بے چینی کو کم کرنے یا دور کرنے کے لیے بہت سارے اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں۔جیسے تعلیم کے نظم میں تبدیلی، تعلیم میں وظیفے، مزید اسکولوں کو قائم کرنا، تکنیکی اور پیشہ وارانہ تعلیم کا انتظام، طلباء کے لیے مشاوراتی خدمات کا انتظام ہم نصابی سرگرمیوں کو منعقد کرنا نفسیاتی طور پر طلباء کو ہر طرح کے حالت کے لیے تیار کرنا وغیرہ۔

☆ اس کے ساتھ ہی طلباء میں اضطراریا بے چینی کم کرنے یا دور کرنے کے لیے مختلف کمیٹی/کمیشن مثلاً یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن (49-1948) دیوان آنند کمار کمیٹی (1958) ایجوکیشن کمیشن (66-1964) ڈاکٹر تری کشن سین (67-1966) گجیندر گڈکر کمیٹی (1971) نے مختلف تجویز پیش کی۔

☆ انتظامیہ طلباء میں پیدا ہونے والے اضطراریا بے چینی کو کم کرنے کے لیے اسکول/کالج/یونیورسٹی کے ماحول کو بہتر اور خوشنما بنایا جائے۔ طلباء کے لیے بنیادی تدریسی سہولتیں جیسے کتب خانہ، تجربہ گاہ، ہاسٹل میس، کھیل کا میدان، ٹائیلٹ اور فرنیچر وغیرہ فراہم کیا جائے۔ قابل، تجربہ کار اور اچھے اخلاق والے معلم کے تقرر کو یقینی بنایا جائے۔ طلباء کی تعلیمی مسائل کے لیے ممکن حل نکالنے کی کوشش کریں، انتظامیہ کے ذریعے طلباء پر ضرورت سے زیادہ سختی نہ کی جائے۔ معاشی طور پر کمزور طلباء کے لیے وظیفے کا انتظام بھی کیا جانا چاہیے۔ داخلہ انتخابی بنیاد پر کیا جائے۔ تعلیم کے میعار کو بلند کیا جائے، انتظامیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی اداروں کو باہری آلودہ تنگ نظر اور لالچی سیاسی جماعتوں سے دور رکھیں۔ یونیورسٹی اور کالجوں کے معاملوں میں سیاسی جماعت کا کسی بھی طرح کا دخل تسلیم نہیں کیا جائے۔

☆ معلم، اسکول/کالج/یونیورسٹی کے طلباء میں پیدا ہونے والے اضطراریا بے چینی کو کم کرنے یا دور کرنے کے لیے طلباء کی صلاحیتوں اور ذہانت کو ذہن میں رکھتے ہوئے تدریسی کام کو انجام دیں اور تدریس کے دوران نئے طریقوں تکنیک جیسے کمپیوٹر، پروجیکٹر، ماڈل کا استعمال کریں۔ تدریس کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی زور دیا جائے۔ طلباء کے ساتھ محبت وشفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے۔ طلباء کو خود سے نظم وضبط سے رہنے کے لیے حوصلہ افزائی کریں اور طلباء کے ساتھ بہتر انفرادی ربط قائم کریں، طلباء کے تعلیمی اور ذاتی مسائل کو سمجھیں اور حل کرنے کی کوشش کریں پیرنٹ، ٹیچر میٹنگ کے دوران معلم والدین کے ذریعے طلباء کے مسائل کو جاننے کی کوشش کریں کمرۂ جماعت کے سبھی طلباء پر برابر توجہ دیں اور ان کی قوت اور صلاحیتوں کے مطابق گھر کا کام دیں۔

☆ طلباء کے والدین یا نگراں کا رطلباء میں پیدا ہونے والے اضطراریا بے چینی کو کم کرنے یا دور کرنے کے لیے بہت سے اقدامات اپنا سکتے ہیں جیسے والدین، طلباء کو اس کی دلچسپی کے مطابق پڑھائی کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ گھریلو مسائل سے طلباء کو دور رکھنا چاہیے کیونکہ ان باتوں کا ان کے ذہن پر بہت منفی اثرات پڑتا ہے۔ بہتر رہنمائی کرنی چاہیے اور اسے بہتر مشورہ دینا چاہیے۔
والدین کو طلباء کو وقت دینا چاہیے اور ان کی دیکھ بھال اور اچھے کردار کے لیے ان پر توجہ دینی چاہیے۔

☆ ماس میڈیا کے ذریعہ طلباء میں پیدا ہونے والے بہت سے اقدامات اپنائے جائے سکتے ہیں جیسے میڈیا میں جو کچھ بھی دکھایا جارہا ہے اس کا اثر کسی طلباء پر بہت گہرا پڑتا ہے اس لیے میڈیا کی یہ ذمہ داری جو کچھ بھی دکھایا جائے یا تصویر پیش کی جائے وہ سماجی اور اخلاقی نظریہ سے بہتر ہو۔ طلباء میں کسی بھی شئے کے لیے بیداری یا شعور پیدا کیا جاسکتا ہے۔ طلباء میں بے روزگاری، ناخواندگی جیسے مسائل سے آگاہی کی جائے مختلف کریئر کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا اہم ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ تعلیمی اہمیت سے آشنا کرایا جاسکتا ہے اور طلباء خالی وقت کا صحیح استعمال کرسکتے ہیں۔

4.12 فرہنگ

Pronunciation	Meaning	Word	S.No.
انریسٹ	اضطراریا بے چینی	Unrest	01
سوشل فیکٹر	سماجی عوامل	Social Factor	02
اکنومک فیکٹر	معاشی عوامل	Economic Factor	03

پالیٹکل فیکٹر	سیاسی عوامل	Political Factor	04
اسٹوڈنٹ یونین	طلباء کی یونین	Student Union	05
مینمائز	کم کرنا	Minimize	06
ریمو	دور کرنا	Remove	07
ایڈمینسٹریشن	انتظامیہ	Administration	08
رول	کردار	Role	09
ماس میڈیا	ذرائع ابلاغ	Mass Media	10

4.13 اکتسابی جانچ

طویل جوابی سوالات

1۔ طلباء میں اضطراب یا بے چینی کے وجوہات کو تفصیل سے بتائیے۔

2۔ طلباء میں اضطراب یا بے چینی کو دور کرنے یا کم کرنے میں انتظامیہ، معلم اور والدین کے کردار کی وضاحت کیجیے۔

مختصر جوابی سوالات

1۔ طلباء میں اضطرار کے سماجی عوامل کو واضح کیجیے۔

2۔ طلباء میں اضطرار کے معاشی عوامل واضح کیجیے۔

3۔ سیاسی عوامل کس طرح طلباء میں اضطرار پیدا کرتا ہے۔

4۔ طلباء میں اضطرار کو دور کرنے یا کم کرنے میں ماس میڈیا کے کردار کو واضح کیجیے؟

انتہائی مختصر جوابی سوالات

1۔ طلباء میں اضطرار کے تصور کو واضح کیجیے۔

2۔ طلباء میں اضطرار کے کسی تین وجوہات کو لکھیں۔

3۔ طلباء میں اضطرار کو دور کرنے یا کم کرنے کے کسی دو اہم تجاویز کو لکھیں۔

معروضی سوالات

1۔ طلباء میں اضطرار کی وجہ ہے۔

(i) غربت (ii) ناقص تدریسی طریقے (iii) آلودہ سیاست (iv) ان میں سے سبھی

2۔ طلباء کی فلاح سے متعلق مسائل پر غور فکر کرنے کے لیے قائم کی گئی ڈاکٹر تری گن سین کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی۔

(i)1948-49 (ii)1966-67 (iii)1970-71 (iv) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ طلباء میں اضطرار کو دور کرنے یا کم کرنے میں کس کا اہم کردار ہوسکتا ہے۔

(i) انتظامیہ (ii) معلم (iii) میڈیا (iv) ان میں سے سبھی

4.14 سفارش کردہ کتابیں

Ghose, S.C. (1989). Teacher Students Relationship and its Impact on Student Unrest, New Delhi, Northen Book Centre.

Pathak, P.D and Tyagi, G.D. (2011). Indian Education and its Problems, Allahbad, Alok Publicaltion.

Sharma, R.N. and Sharma, R.K. (2004), Problems of Education in India, New Delhi Atlantic Publisher and Distributors Pvt. Ltd.

Thakur, A.S. & Berwal,S. (2007). Education in Emerging India Society, New Delhi National Publishing House.

اکائی:5 تعلیم کے دیگر اہم امور و مسائل
Other Important Issues in Education

ساخت

5.1 تمہید

5.2 مقاصد

5.3 تعلیم کے مواقع میں مساوات‘ درج فہرست اقوام، درج فہرست قبائل، خواتین، معذور اور مذہبی اقلیتیں۔

Equalisation of Educational Opportunities SC/ST. OBC, Women, Handicapped and relegious)
Minorities

5.3.1 مساوات ہندوستان کے تناظر میں

5.3.2 پسماندہ گروہوں کو مساوات فراہم کرنے حکومت کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات

(Measure taken by the Government to provide equality to backward groups)

5.4 بین الاقوامی مفاہمت (International Understanding)

5.5 بین الاقوامی امن (International Peace)

5.6 ماحولیاتی تعلیم اور تعلیم کا رول (Environmental Education and the role of Education)

5.7 تنظیمی سطح پر بحران کا انصرام (Crisis management at Organisational Level)

5.8 خلاصہ

5.9 فرہنگ

5.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

5.11 مجوزہ کتب (Suggested Reading)

5.1 تمہید:

عمومی طور پر دیکھا جائے تو دن بدن تعلیمی معیار پستی کی طرف جا رہا ہے سرکاری ادارے ہوں یا پرائیوٹ یا پھر اعلیٰ تعلیم کے مراکز سب مادیت پرستی

کا شکار ہیں صرف مارکس حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہے۔طلباء کی جوکھیپ تیار ہورہی ہیں وعملی زندگی سے بالکل میل نہیں کھاتی۔ پندرہ سالہ تعلیمی سفر عملی زندگی میں صحیح اور حقیقی مصرف تلاش کرنے میں ناکام ہیں۔ یہ ناکامیابی انھیں کشمکش اور تصادم کے دوراہے پر لاکر کھڑا کرتی ہے۔تعلیم کے بہت سے روشن پہلو ضرور ہیں لیکن ابھی بھی چند ایسے مسائل ہیں جن کا حل ہونا بہت ضروری ہے ورنہ بچپن کی زرخیز زمین میں تعلیم کا بیج ہرگز ایک قدآور و مضبوط پیڑ (شہری) کی شکل نہیں لے پائے گا۔تربیت کے اس عمل میں آب زم زم کی آب پاری کی ضرورت ہے تبھی شجر تومند اور ہرا بھرا ہوگا۔طلباء کی نفسیاتی، معاشی اور سماجی ضروریات کو مدنظر رکھنا ضروری ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو اس حقیقت کو فراخ دِلی سے قبول کرنا ہوگا کہ بیرونی زبانیں، عالمگیریت، بین الاقوامی مفاہمت وامن جیسے چیزوں کو اپنانا ہوگا۔موجودہ دور کی ترقی میں سہل پسند تعلیم یافتہ نوجوان جو کہ ڈرا سہا ہوا ہے اُسے مساوی مواقع حاصل ہوں تبھی وہ کامیابی کی منزل طئے کرسکتا ہے۔اس اکائی میں ہم تعلیم سے جڑے دیگر مسائل کا جائزہ لینگے اور ہمارے نوجوانوں کو روحانیت، اعتدال پسندی، اقدار، توازان، سماجی ذمہ داریاں، ماحول کے محافظ کے طور پر کس طرح تربیت دیں گے اس پر تبصرہ کریں گے۔

5.2 مقاصد

اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ۔

1) تعلیم کے مواقع میں مساوات کو کسطرح لایا جاسکتا ہے اس سے بہ خوبی واقف ہوسکیں۔
2) بین الاقوامی مفاہمت کے تصور، ضرورت و بین الاقوامی مفاہمت پیدا کرنے میں تعلیم کے کردار کو بیان کرسکیں۔
3) امن کی تعلیم کے تصور، روکاوٹیں واس کی تعلیم کے لیے نصاب و معلم کے کردار کو بیان کرسکیں۔
4) ماحولیاتی تعلیم اور تعلیم کے کردار سے بہ خوبی واقف ہوسکیں۔
5) بحران کا تصور سمجھ سکیں اور تنظیمی سطح پر اس کا انصرام کس طرح کیا جائے واقف ہوسکیں۔

5.3 تعلیم کے مواقع میں مساوات: (Equalization of Educational opportunities)

جیسا کہ آپ نے پچھلے دو اکائیوں میں عالمگیریت وتعلیم اور طلباء میں اضطراب/ بے چینی کی وجوہات کا مطالعہ کیا اس اکائی میں آپ سماجی عدم مساوات اور اخراج کی شکلوں پر غور کرینگے اور ساتھ ہی تعلیم کے مواقع کی فراہمی میں کسطرح سے مساوات برتی جائے اس پر غور وفکر کیا جائیگا۔اکثر ہم گلیوں ،ریلوے پلیٹ فارموں پر، سگنل پر بھکاریوں کو دیکھتے ہیں، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو نوکر کے طور پر کام پر رکھا جاتا ہے تو کہیں عمارتوں کی تعمیر میں مزدور کی شکل میں صفائی کرنے والے کی شکل میں یا ہوٹلوں اور ڈھابوں و دوکانوں پر کام کرتے نظر آتے ہیں۔اُن کا واحد نام ہوتا ہے ''چھوٹے'' گرچہ کہ عمر میں یہ چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ذمہ داری اٹھانے والوں کی فہرست میں بہت بڑے ہوتے ہیں۔ وہیں دوسرا پس منظر یہ ہے کہ اعلیٰ ومتوسط گھرانے کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہمیں ہمارے سماج کے غیر منصفانہ نظام پر افسوس ہوتا ہے۔ یہ تو معاشی صورت حال تھی لیکن ذات پر مبنی تفریق، عورتوں کے خلاف تشدد اور اقلیتی گروہوں اور مختلف طرح کے اہل لوگوں کے خلاف تعصب کی خبریں بھی روزانہ پڑھتے رہتے ہیں۔آج یہ واقعات ہمیں عین متوقع اور فطری لگنے لگے ہیں لیکن سماج کو جگانا ہوگا ورنہ ہمارے ملک کا معاشی وسماجی نظام تہس نہس ہونے میں زیادہ مدت نہیں لگے گی۔

آیئے ! عدم مساوات کی تاریخ کے صفحوں میں جھانکیں، یورپ میں سترہویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد سماج میں عدم مساوات (Inequality) میں اضافہ ہوگیا ہے۔عدم مساوات کی شروعات سماج کے دو حصوں میں تقسیم ہونے کے بناء پر ہوتی ہے۔ایک طبقہ ایسا جس کے پاس دولت، شہرت، عزت وسائل اور سب طرح کے مواقع تھے۔اور دوسرا طبقہ ایسا تھا کہ ان تمام چیزوں اور مواقعوں سے محروم تھا۔اسکی ساخت کو دیکھ کر کارل مارکس (ماہر معاشیات) نے ان دو طبقوں کا نام بالترتیب Haves اور Have not رکھا یعنی جن کے پاس ''سب کچھ ہے'' اور جن کے پاس '' کچھ بھی نہیں ہے''۔

Haves ہمیشہ اپنے مقام اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لے Have not پر ظلم ڈھاتے اوران کا استحصال کرتے ہے۔اس استحصال کے خلاف کارل مارکس نے روس میں محاذ چھیڑا۔ جہاں Lenin کی رہنمائی میں متحدہ طور پر Czar کا تختہ پلٹ دیا۔اس بغاوت کو Bolshevik Movement کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اسی واقعہ کے بعد Communism نامی سوچ کو عروج حاصل ہوا۔ یہ غیر طبقاتی سماج کا زاویہ کاری کرتا تھا۔اور 1949 میں کمیونسٹ حکومت کا قیام روس اور اس کے بعد چین میں عمل میں آیا۔آج بھی عدم مساوات کی یہ کیفیت پورے عالم میں ہے اور شاید جب تک دنیا قائم رہے گی یہ بھی قائم رہے گی۔

مساوی تعلیم کا عالمگیری نظریہ:

''ہر انسان کی زندگی میں مساوی مواقع میسر آنے چاہئے کسی بھی شخص کو سماجی پس منظر، جنس، مذہب یا عمر کی وجہہ سے تفریق کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے۔ اسی طرح ایک بہتر دنیا کی تشکیل ممکن ہے۔

دنیا بھر میں انسانوں کے درمیان برابری کے تصور نے چند ہی صدیوں میں ایک نیا جہاں تخلیق کر دیا ہے۔تاہم اب بھی تعلیم کے میدان میں مساوی مواقع کی فراہمی دنیا کے متعدد مما لک میں ایک اہم مسئلہ ہے۔ یونیسکو اس صورتحال کو اپنے پروجیکٹ ''تعلیم سب کے لیے'' کے ذریعے بدلنا چاہتا ہے۔اس پروجیکٹ میں شریک 164 مما لک مجموعی طور پر طئے شدہ اہداف میں سے زیادہ تر اتفاق کر چکے ہیں۔ان مما لک کا عزم ہے کہ بنیادی تعلیم کو مفت اور تمام بچوں کے لیے یقینی بنائیں گے جبکہ بالغان میں ناخواندگی کی شرح کو کم کر کے نصف تک پہنچا دیں گے۔اور خواتین اور مردوں کے درمیان کسی قسم کی تفاوت نہیں کی جائے گی۔

5.3.1 مساوات ہندوستان کے تناظر میں:

عدم مساوات: ہندوستان میں اسکی جڑیں پانچ ہزار سال قبل سے دکھائی دیتی ہیں جب ذات پات کا نظام تھا۔سماج کو Hierarchy میں بانٹا گیا تھا جہاں سب سے نیچے شدر آئے تھے۔ان کو تعلیم وسائل اور دولت سے محروم رکھا گیا وید کی آواز بھی ان کے کانوں میں پڑ جائے تو اُن کے کان میں شیشہ پگھلا کر ڈالا جاتا تھا۔اسطرح ہندوستان میں شودروں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ دوسری ذاتوں کے ساتھ بھی اسی طرح کے سلوک کئے گئے اور مذہب کے نام پر ان کا خوب استحصال کیا گیا۔انگریزوں کے زمانے میں ڈاکٹر امبیڈکر اور جوتی با پھلے نے اپنے حقوق کے تعلق سے آواز بلند کی۔مہاتما جیوتی با پھولے کی کتاب ''غلام گری'' اس کی ایک اچھوتی مثال ہے۔ان کے علاوہ دیگر مفکرین جیسے مہاتما گاندی نے ذات پات کے نظام کی مخالفت کی۔ 1937ء میں انہوں نے اپنے بنیادی تعلیم کے پروگرام کو پیش کیا۔آزادی کی جنگ نے طبقے، ذات، مذہب اور رنگ ونسل کے امتیاز کو ختم کر دیا تھا اس کے بعد ہمارا ملک آزاد ہوا تو ہماری حکومت نے اپنے آئین کو اس طرح بنایا کہ ہر طبقے، ذات، مذہب اور رنگ ونسل کے لوگوں کو برابری کا درجہ ملے اور کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔اس کے تحت چھوا چھات کو قانون کے دائرے میں لایا گیا۔پسماندہ لوگوں کو تحفظات فراہم کئے گئے دیا گیا۔لیکن اسکے باوجود سماج میں مساوات پوری طرح نہیں پھیل پائی اور سماجی شگاف بھرنے کے آثار بھی نہیں دکھائی دے رہے ہیں۔اسی عدم مساوات کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر نے 25 نومبر 1949ء کو آئین ساز اسمبلی کے سامنے اپنے خطبے میں کہا تھا۔

> ''ہمارے سماج میں کچھ لوگوں کے پاس بہت دولت ہے جبکہ کچھ لوگ بیحد غربت وافلاس میں زندگی گزار رہے ہیں۔ 26 جنوری 1950ء کو ہم اپنی زندگی میں شامل ہونے جارہے ہیں جو کہ تضاد سے بھری ہوئی ہے۔سیاست کے میدان میں تو ہمارے اندر مساوات ہوگی جب کے معاشی اور سماجی زندگی میں عدم مساوات سیاست کے شعبے میں تو ہم ایک آدمی ایک ووٹ اور ایک ووٹ ایک جیسی اہمیت کے اصول پر قائم رہیں گے۔ لیکن ایسے سماجی اور معاشی ساخت کی وجہہ سے ہم ایک آدمی ایک جیسی اہمیت کے اصول کو مسترد کرتے رہیں

گے۔ اگر ہم اسکو لمبی مدت تک قائم رکھیں گے تو ہم اپنی سیاسی جمہوریت کے لیے خطرات پیدا کریں گے۔ ہمیں جتنی جلدی ہو سکے اس عدم مساوات کو ختم کرنا چاہیئے ورنہ جو لوگ عدم مساوات کے شکار ہیں وہ پوری سیاسی جمہوریت کی ساخت کو ہی اُڑا دیں گے"۔

سماج میں مساوات تعلیم سے ہی ممکن ہے اس لحاظ سے تمام طبقات کو تعلیمی مواقع کی فراہمی ہونی چاہیے آج جمہوری نظام کے تحت صرف اُنہی ممالک کو پیش رفت حاصل ہوئی ہے جنہوں نے سماج کے طبقات کی یکساں ترقی کے لیے فکرمندی ظاہر کی ہے۔ ذات پات کے نظام کے تحت سماج کے کمزور طبقات کو دانستہ طور پر تعلیم سے محروم رکھا گیا خاص طور پر خواتین میں ناخواندگی ایک بہت بڑا چیلینج بن کر سامنے آئی ہے آج اس بات کی ضرورت ہیکہ تعلیمی میدان میں حاصل نئے نئے مواقع کا مساوی طور پر طلباء کو استفادہ ہو جس کی بناء پر وہ اپنا مستقبل سنوار سکے اور ملک کے لیے ایک سودمند شہری کی شکل میں پیش کر سکے۔

ہندوستان میں تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے پسماندہ گروہ Educationally and economically Backward group in India

مندرجہ ذیل پانچ ایسے گروہ ہیں جو ہندوستان کے سماجی پس منظر میں تعلیمی اور اقتصادی معاملات میں کافی پیچھے ہیں۔

(i) درج فہرست اقوام (Scheduled Castes)

1850ء کے بعد برطانوی حکومت کے دور میں ہی درج فہرست اقوام کے مساوی حقوق کے لیے کوشش شروع ہوگئی تھی۔ جس میں مہارشی شندے، دادا بھائی نوروجی، مہاتما جیوتی با پھلے اور ڈاکٹر امبیڈکر پیش پیش تھے۔ آزادی کے بعد ہندوستان کے آئین کے تیسرے حصے میں بنیادی حقوق کے تحت ملک کے تمام شہریوں کو یکساں مواقع دینے اور ہر قسم کے بھید بھاؤ کو ختم کرنے کے لیے قانونی دفعات بنائے گئے۔ درج فہرست اقوام ہندوستان میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا گروہ ہے جو کہ تعلیم اور اقتصادی میدان میں پچھڑا ہوا ہے۔ 2011 کے مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں ان کی آبادی تقریباً% 16.6 حصہ ہے۔ یعنی لگ بھگ 17 کروڑ ہیں۔ یہ مختلف ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ انھیں ہری جن یا دلت نام لے کر بلایا جاتا ہے۔ یہ خاص کر یو پی۔ بہار ، راجستھان، پنجاب، ہریانہ، مدھیہ پردیش، تامل ناڈو، آندھرا پردیش، بنگال اور مہاراشٹرا میں زیادہ ہیں حکومت ان لوگوں کی فلاح کے لیے بہت کام کر رہی ہے جیسے (SSA) سروشکشا ابھیان کے تحت کافی مدد مہیا کی جارہی ہے۔ تب بھی drop-out کی شرح میں کمی نہیں ہوتی ہے۔ پنجاب میں ان کی تعداد سب سے زیادہ (32%) ہے۔

(ii) درج ذیل فہرست قبائل (Schedule Tribes)

ST سے مراد وہ لوگ جو عام طور پر جنگلوں اور پہاڑوں یا دور دراز کے علاقے میں رہتے ہیں اور ان کے رسم و رواج دیگر لوگوں سے کافی الگ ہوتے ہیں۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق پورے ملک میں ان کی آبادی 6.5 کروڑ یعنی پوری آبادی کا 8.19% حصہ ہے۔ ہمارے ملک میں ان کی سب سے زیادہ آبادی میزورم (94.8%) ناگالینڈ (87.7%) میگھالیہ (85.5%) اور اروناچل پردیش (63.7%) ہے۔ اسکے علاوہ مدھیہ پردیش میں (23.3%) اڑیسہ میں (22.2%) راجستھان میں (12.4%) اور مہاراشٹرا میں (9.3%) ST رہتے ہیں۔ ان کی مخصوص جگھوں پر آبادی ہونے کی وجہ سے اور مخصوص قسم کے رسم و رواج ہونے کی وجہ سے تعلیم دینا اور خاص طور پر حرفتی اور تکنیکی تعلیم دینا کافی مشکل کام ہے۔ خواندگی میں یہ ملک کے اوسط سے بھی پیچھے ہیں۔

(iii) خواتین (Women)

تعلیمی اور اقتصادی پسماندگی کے مطابق خواتین SC اور ST کے بعد آتی ہیں۔ تعلیم نسواں کی ہندوستان میں قدیم زمانے سے حوصلہ افزائی ہوتی رہی ہے۔ ہندوستان کے قدیم تاریخ کا مطالعہ کرنے پر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ویدک دور میں، اپنشید یک دور میں، بدھسٹ دور میں اور مسلم دور میں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین ہیں جنکی علمی قابلیت اور فنی مہارتیں و صلاحتیں اسطرح رہی ہے کہ ان کے نام تاریخ میں سہنرے لفظوں میں لکھے گئے انگریزی دور کے ابتدا میں

عورتوں کی تعلیم میں کچھ وقت کے لیے ٹھہراؤ آ گیا تھا۔لیکن مذہبی وسماجی مصلحین کی کوششوں وکاوشوں سے تعلیم نسواں کوفروغ حاصل ہوا ہے۔ ہندوستان میں تعلیم کے تعلق سے قائم کی گئی مختلف تعلیمی کمیٹیوں اور کمیشنوں نے عمومی تعلیم کے ساتھ ساتھ تعلیم نسواں کے لیے بھی خصوصی سفارشات پیش کی ہیں جن پرعمل کر کے حکومت نے تعلیم نسواں کے عام کرنے کی کوشش کی ہے۔تب بھی خواتین کی حالتوں میں کوئی خاص بہتری نہیں آئی حالانکہ ہمارے ملک میں خواتین کی آبادی تقریباً 50% ہے اور وہ سماج کی بڑی اہم رکن ہیں۔لیکن اسکولوں میں اندراج کے معاملے میں تعلیم کو وقت سے پورا کر پانے کے معاملے میں نوکری کرنے اور اس کے ذریعے سے معاشی خودمختاری حاصل کرنے کے معاملے میں وہ مردوں سے کافی پیچھے ہیں۔خواتین ہر گروہ میں وہ چاہے ST, SC Minorities (اقلیت) ہوں یا قومی سطح کی بات ہو،مردوں سے خواندگی اور نوکریوں کے معاملے میں پیچھے ہیں۔

(iv) معذور (Disabled):۔

ہندوستان میں پوری آبادی کا تقریباً 2.1% حصہ معذور ہے اور سرکار نے ان کو تعلیم دینے اور نوکری دینے کے لیے سارے قوانین بھی بنائے ہیں ۔لیکن آج بھی یہ تعلیم کے شعبے میں کافی پیچھے ہیں اور ان کو تعلیم دینے اور نوکری دینے کے لیے بہت سارے قوانین بنائے ہیں اور ان کو تعلیم اور روزگار سے جوڑنا ایک بہت بڑی کسوٹی ہے۔انسانی جسم یں ہر ایک عضو اور حصے میں نقص اور کمی پائی جاسکتی ہے لیکن ان تمام کا تعلق تعلیم کے نہ ملنے سے نہیں جوڑا جاسکتا۔تعلیمی عمل کے دوران انسان کے جسمانی نقائص جو اس کی تعلیمی ترقی میں حائل ہوسکتے ہیں ان میں آنکھ، کان، زبان، ہاتھ پیر اور دماغ سے متعلق نقائص کو شامل کیا جاسکتا ہے۔جسم کے ان اعضا میں معمولی نقائص کی صورت میں ایسے طلباء کو عام طلباء کے ساتھ رکھ کر کچھ خصوصی تدابیر کا استعمال کر کے تعلیم دی جاسکتی ہے اہم جسم کے ان اعضاء میں غیر معمولی نقائص پائے جائے تو ایسے طلباء کی تعلیم کے لیے انتظامات کے تحت انھیں مخصوص اسکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔نابینا افراد کے لیے بریل رسم الخط کی مدد سے خصوصی اسکولوں میں تعلیمی انتظامات کے لیے جاتے ہیں گویائی اور سماعت سے محروم ومعذور طلباء کے لئے اشاروں کی زبان پر مبنی نصاب کی مدد سے خصوصی اسکولوں میں تعلیمی انتظامات کیئے جاتے ہیں کند ذہن اور دماغی طور پر معذور بچوں کو تعلیم خصوصی اسکولوں میں نفسیاتی تکنیکوں کا استعمال کر کے دی جاتی ہے۔اسکے علاوہ جسم کے مختلف اعضاء میں معمولی نقص والے بچوں کو دیگر عام بچوں کے ساتھ تعلیم دی جاسکتی ہے تاہم اس کے لیے چند خصوصی تدابیر استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہیں۔

(v) اقلیتیں (Minorities)

ہندوستان کی آبادی کا تقریباً پانچواں حصہ اقلیت (Minority) کی آبادی پر مشتمل ہے۔اس وقت ہندوستان میں تقریباً 22 کروڑ کے آس پاس اقلیتوں کی آبادی ہے۔ہمارے ملک میں اقلیت کئی طرح کے ہیں مذہبی بنیاد پر مسلمان، سکھ، عیسائی، بدھسٹ۔جین، پارسی ویہودی وغیرہ علاقائی کی زبان بنیاد پر اور ثقافت کے اعتبار سے لیکن ہم جب بھی اقلیتوں کی بات کرتے ہیں تو عام طور پر ہمارا مطلب مذہبی اقلیتوں سے ہوتا ہے ہمارے ملک کے آئین میں اقلیتوں کو مخصوص قسم کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔اور ان کے مفادات کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر آئین کی دفعہ (1)29 اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ اقلیتی طبقے کے لوگ اپنی زبان اور ثقافت اور رسم ورواج کی پوری طرح حفاظت کر سکتے ہیں اور اسکے لیے وہ تمام سرگرمیاں کرنے کے لیے آزاد ہیں آئین کی دفعہ (2)29 یہ کہتی ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں کسی اقلیتی طبقے کے لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔اور انھیں اس میں داخلہ لینے کی پوری آزادی ہوگی۔دفعہ 30 یہ کہتی ہے کہ اس ملک کی ہر اقلیت کو چاہیے وہ مذہبی بنیاد پر ہوں یا زبان کی بنیاد پر ہوں انھیں اپنی اپنی تعلیمی ادارے قائم کرنے کا اور انہیں اپنے حساب سے چلانے کا پورا اختیار ہوگا۔اگر اس میں کسی طرح کی بدعنوانی نہیں ہورہی ہے تو سرکار اسمیں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔اسکے علاوہ آئین کی دفع (A1)330 اس بات کا حق دیتا ہے کہ اس ملک کے ہر بچے کو اس کی مادری زبان میں تعلیم ملے اور خاص طور پر جو لوگ زبان کے اعتبار سے اقلیت میں ہیں ان کے بچوں کو پرائمری سطح پر ان کی زبان میں تعلیم دینے کے لیے سرکار مخصوص قسم کے انتظام کرے گی۔

آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا گروہ اقلیتوں میں مسلمان کا ہے اور سب سے زیادہ مسائل بھی وہی محسوس کررہے ہیں۔ ان کے مسائل سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی ہر طرح کے ہیں اور وہ بہت زیادہ محرومی ولاچاری کے احساس میں مبتلا ہیں۔

5.3.2 پسماندہ گروہوں کو مساوات فراہم کرنے حکومت کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات کی سفارشات!

I ۔ 1986ء قومی تعلیمی پالیسی (NPE,1986)

(i) SCاور STsسے تعلق رکھنے والے 6-11 سال کے عمر کے بچوں کو کم ازکم پرائمری تعلیم کے لیے اسکولوں میں روکے رکھنا۔(ii) طلبہ جو اپنے خاندان کے ساتھ گندگی اٹھانے مردار جانور کی چمڑی اتارنے اور چمڑا رنگنے کا کام کرنے میں مدد کرتے ہیں انکی آمدنی کو نہ دیکھتے ہوئے ایسے تمام بچوں کو اسکالرشپ دینا۔(iii) خصوصی معالجاتی کورسیس شروع کرنا، مسلسل منصوبہ بندی، عمل آوری اور جائزے کے عمل کو جاری رکھا جائے۔ (iv) پسماندہ طبقات کے بچوں کے لیے پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کا تقرر (V) اسکول، بال واڑی اور تعلیم بالغان کے مراکز کا قیام پسماندہ طبقات کی شرکت میں آسانی۔(vi) پرائمری/ ثانوی سطح پر قبائلی زبانوں میں نصاب اور تدریسی کتابیں و دیگر لوازمات تیار کرنا۔(vii) قبائل میں درس و تدریس کی خدمات کے لیے حوصلہ افزائی۔(viii) اقامتی اسکولوں اور آشرم اسکولوں کا بڑے پیمانے پر قیام (ix) اسکالرشپ اور معالجاتی کورسیس آئین ہند میں 65 ویں ترمیم قومی کمیشن برائے SCs اور STs جو سرکار کو ان کی فلاح و بہبود کے لیے مشورات فراہم کرے۔

II۔ ترمیم شدہ قومی تعلیمی پالیسی کی سفارشات (NPE-1992):

i SCs اور STs لوگوں کے علاقوں میں درجہ بند تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں۔

(ii) معاون ونصابی سرگرمیوں کا انعقاد قبائلی علاقوں میں کیا جائے

(iii) باصلاحیت بچوں کو ابتدائی مراحل میں ہی خصوصی تربیت اور کوچینگ فراہم کرائی جائے۔

(iv) روزی کے لیے والدین کا ہاتھ بٹانے والے طلباء کو خصوصی اسکالرشپ دی جائے۔

(v) Scs اور STs ہاسٹل وسہولتات میں اضافہ کیا جائے مفت بجلی، پانی، کھانا، کتابیں ٹیبل، کرسی اور بہتر مہیا کروائی جائیں۔(vi) ان کی تہذیب اور معاشی سرگرمیوں کی ملک کی مجموعی تہذیب اور معشیت میں اہمیت اور حصہ داری سے واقفیت کروائی جائے۔

Scheduled caste development corporation, scheduled tribe develop corporation (STDC) کا قیام، خودروزگار اور تعلیم جس کے لئے سستی شرح پر قرض دیا جائے۔

- پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹ محفوظ کی جائے۔

وسرکاری اور نیم سرکاری محکموں میں reservation دیا جائے۔

- بنجر زمین اور پنچایتی زمینوں کا پٹہ ان لوگوں کے نام کیا جائے تالابوں ریت اٹھانے کے وہیکلوں اور ترقیاتی پروگرام میں ان کا خاص خیال رکھا جائے۔
- تعلیم کو عام کرنے کے لیے Universal enrolment serva Shiksha Abhiyan پر عمل کیا جائے۔

موجودہ صورتحال

2006 کے مطابق (1) ایک کروڑ 34 لاکھ بچے اسکول سے باہر تھے۔ (SC 8.17% ST 9.5%)۔

(جو اسکول چلے بھی جاتے تھے وہ کسی کی وجہہ سے یا تو تعلیم بیچ میں چھوڑ دیتے یا فیل ہو کر بھاگ جاتے۔)

SC- لڑکیاں (I to VIII) 59.42% (b) (I to V) SC-36.5% (a) SC کی شرح drop-out 2003-2004

(I to VIII) (70.05%) (I to V)ST 52.34%71.43%(I to VIII) 48.67%(I to V)

SSA سروشکشا ابھیان و دیگر اسکیموں کے باوجود کوئی خاص اثر نہیں۔

اعلیٰ تعلیم میڈیکل یا تیکنکی اداروں تک اچھی رسائی نہیں ہے۔

مساوات فراہم کرنے میں اساتذہ کا کردار

- کھیل کود اور ثقافتی پروگرام اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں میں شمولیت کے یکساں مواقع فراہم کرے۔
- کسی طرح کا امتیاز یا تعصب نہ رہیں۔
- بچوں کے سرپرست سے لگا تار ملتے رہیں اور انکی ترقی کے بارے میں بتلائیں و تبادلہ خیال کریں۔
- ماں باپ کو خواندگی اور تعلیم کی اہمیت کے بارے میں بتلائیں۔
- لڑکیوں پر خاص توجہ دیں ان کے لیے سرکاری پالیسیوں کی معلومات والدین کو دیں۔
- انہیں کی ذات کے مایا ناز شخصیتوں کے بارے میں قصہ سنا کر حوصلہ افزائی کریں۔
- اقداری ہدایات (Remedial Instruction) کے ذریعے کمزوریوں کا پتہ لگا کر تدریس کا انتظام کریں۔
- مرکزی وصوبائی سطح پر چلنے والی اسکیموں کی معلومات فراہم کروائیں۔
- غیرروایتی تعلیم کے مراکز تعلیم مسلسل کے مراکز تعلیم بالغان کا انتظام۔
- بچہ مزدوری کرنے والے طلباء پر خاص دھیان۔

III۔ معذوروں کے لیے سرکاری کاوشیں:

- پورے ملک میں 107 اضلاع میں ڈسٹرکٹ ڈس ایبلیٹی ری ہیبی لٹیشن سینٹرز (District Disability Rehabilitation Centres) کھولے گئے ہیں۔
- 120 ایسی نوکریاں انکے لیے مخصوص کی گئی جن میں وہ اچھی طرح سے کام کرسکیں۔(منیجر، سپروائزر اور ایکزیکیٹیو کے سطح کی۔
- 945 مہارت یا نیم مہارت والی نوکریاں ایسی مخصوص کی ہیں جہاں پر ان کو تھوڑی مدت تک تربیت دے کر روزگار سے جوڑ سکتے ہیں۔
- پورے ملک میں چار مراکز (RegionalCenters) کھولے گئے جہاں پر ان کو مدد کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔
- سامان یا مشین خریدنے کے لیے معاشی مدد کی جاتی ہے۔
- راشن کی دوکانیں اور Stalls بھی مخصوص کررکھے ہیں ریل گاڑیوں اور بسوں وغیرہ میں سستے کرائے پر سفر کی سہولیتں مہیا کی جارہی ہے۔
- National Handicapes Financial Development کھولا ہے جو ان لوگوں کی معاشی طور پر مدد کرتا ہے۔ 1995ء میں ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون بنایا تاکہ انہیں تعلیم روزگار، بے روزگاری بھتہ۔(allowance) مل سکے۔
- غیرسرکاری تنظیموں (NGOS) کے کاموں اور رضا کارانہ طور پر کئے گئے کاموں کو بڑھاوادیا ہے۔
- معذوروں کے مختلف قومی ادارے کھولے ہیں۔ جہاں پر انہیں مخصوص تربیت دی جاتی ہے۔ یہ ادارے درج ذیل ہیں۔

الف۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ویژول ہینڈی کیپس، دہرادون۔ (National Institue for Visually Handicaps, Dehradun)

ب۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ارتھو پیڈیکلی ہینڈی کیپس، کولکتہ۔ (National Institute for Orthopaedically Handicaps, Kolkata)

ج۔ علی یار جنگ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ہیرنگ ہینڈی کیپس، ممبئی۔ (Ali yar Jung National Institute for Hearing Handicaps, Mumbai)

د۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار مینٹلی ہینڈی کیپس، سکندر آباد۔(National Institute for Mentally Handicaps, Secundrabad)

ر۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار فیزیکلی ہینڈی کیپس، دہلی۔ (National Institute for Physically Handicaps, Delhi)

س۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ری ہیبلیشن ٹریننگ اینڈ ریسرچ، کٹک۔ (National instutute for Rehabilitation Training and Research Cuttack)

موجودہ صورتحال:

(i) ہندوستان میں معذور کی کل آبادی کی تقریباً %5 ہے جس میں ذہنی معذور %3، جسمانی معذور %2 ہیں۔(ii) تعلیم پر خرچ زیادہ ہے اور عام لوگوں کے مقابلے میں ان پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔(iii) اکتسابی معذوریت (Learning disabilities) کے Cases میں تیزی سے اضافہ۔ (iv) سہولیات کا فقدان ہورہا ہے۔ (v) سرکاری یا غیر سرکاری تنظیموں کے پاس کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہیں اور مزید اسکیمیں اور پالیسیوں کی اشد ضرورت ہے۔

اساتذہ کا کردار:

- جہاں تک ہو سکے عام بچوں کے ساتھ تعلیم دینا چاہیے۔
- انفرادی طور پر ہر بچہ کا خیال رکھنا چاہیے۔
- مخصوص طریقوں سے حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔
- مخصوص قسم کے تدریسی اشیاء تیار کرنا چاہیے۔
- ان کے اساتذہ کو مخصوص طرح کی تربیت دینے کی ضرورت۔
- اساتذہ کو تحقیق وغیرہ سے حاصل علوم کو Orientation کورس کے ذریعے پہنچانا۔
- چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بھی بڑے شہروں کی طرح مخصوص اسکول کھولنے کی ضرورت ساتھ ہی Hostel کا بھی انتظام
- تمام تعلیم کے ساتھ ساتھ پیشہ وارانہ تربیت (vocational) ٹریننگ بھی مہیا کروائیے۔
- NGO کے ساتھ ملکر بچوں کے تعلیم اور روزگار کے ذرائع۔

IV ۔ خواتین کے لئے سرکاری کاوشیں

1917 سیڈلر کمیشن کی سفارشات:

(1) یونیورسٹی میں عورتوں کی تعلیم کے لیے خصوصی بورڈ قائم کئے جائیں۔

(2) عورتوں کے لیے مفید اور مناسب نصاب تیار کیا جائے۔

(3) تدریس طلباء اور گھریلو سائنس کے مضامین میں داخلہ لینے کے لیے حوصلہ افزائی۔

(4) کالج اور یونیورسٹی سطح میں لڑکیوں اور لڑکوں کو برابر مقام مخلوط تعلیم کو بڑھاوا دیا جائے۔

(5) پردے کی پابند لڑکیوں کا اسکول میں خصوصی پردے کا اہتمام کیا جائے۔

رادھا کرشنن کمیشن 49-1948 کی سفارشات:

(1) عورتوں کو مردوں کے برابر تعلیم دی جائے۔تاہم انہیں کچھ خصوصی مضامین میں داخلہ لینے کا اختیار دیا جائے۔

(2) عورتوں کی تعلیم کے لیے تربیت یافتہ ماہر اور قابل اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔

(3) عورتوں کو ان کے حقوق اور فرائض کی معلومات دی جائے اور ان کے لیے گھریلو سائنس کا مطالعہ لازمی بنایا جائے۔

(4) مخلوط تعلیمی اداروں میں لڑکیوں کو خصوصی سہولت فراہم کی جائے۔

59-1957 قومی کمیٹی برائے تعلیم نسواں کی سفارشات:

(1) عورتوں کی تعلیم کو حکومت کی پالیسی میں ایک اہم اور خصوصی مسئلہ تسلیم کیا جائے اور اس کے لیے جرات منداور سنجیدہ اقدامات کئے جائیں۔

(2) کم سے کم ممکن وقت میں عورتوں اور مردوں کے درمیان تعلیمی نابرابری کو ختم کرایا جائے۔

(3) خواتین کی تعلیم کے لیے فنڈ کی کمی نہ ہونے دی جائے اور اس کے لیے بجٹ میں علیحدہ حصہ رکھا جائے۔

(4) عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اسکی نگرانی وہدایت کے لیے نیشنل کونسل بنایا جائے۔

(5) تعلیم نسواں کے لیے مرکزی سرکار اہم کردار ادا کرے۔

1982 ہندوستانی تعلیمی کمیشن کی سفارشات:

(1) لڑکیوں کے لیے نصاب میں خصوصی مضامین شامل کئے جائیں۔ کیونکہ لڑکوں اور لڑکیوں کی عملی زندگی میں ذمہ داریاں مختلف قسم کی ہوئی ہیں (مضامین صفائی،سلائی، بنائی، کڑھائی و دیگر گھریلو کام)

(2) لڑکیوں کے اسکولوں میں خواتین اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔

(3) لڑکیوں کے لیے خصوصی اسکول قائم کئے جائیں۔

(4) لڑکیوں کے اسکولوں کو ضلعی بورڈ یا مقامی اداروں کے تحت چلایا جائے۔ان سہولیات کی عدم موجودگی میں لڑکیوں کی تعلیم کے مکمل اخراجات اور دیکھ بھال حکومت خود کرے۔

(5) لڑکیوں کے اسکولوں کے معائنہ کے لیے خواتین نگراں کاموں کا تقرر کیا جائے۔

1986 قومی تعلیمی پالیسی کی سفارشات:

(1) لڑکیوں کے خصوصی تعلیمی اداروں کا معیار بلند کیا جائے۔

(2) دور دراز سے تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کو مفت سفر کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

(3) ابتدائی درجہ اور ثانوی درجہ کی طالبات کو مفت کتابیں یونیفارم اور دیگر ضروری اشیاء فراہم کی جائیں۔

(4) لڑکیوں کی تعلیم یونیورسٹی درجہ تک مفت کردی جائے۔

(5) تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم میں لڑکیوں کو مناسب نمائندگی اور مقام دینے کے لیے ان کورسیس میں ان کے لیے نشستیں مختص کردی جائیں۔

(6) عورتوں کو سماج میں مردوں کے برابر حقوق دلانے کے لیے انہیں تعلیم اور نوکریوں میں مردوں کے برابر حقوق دیئے جائیں۔

(7) عورتوں اور مردوں کے لیے الگ الگ نصاب کے تصور کو بتدریج ختم کر دیا جائے۔

(8) عورتوں کو نہ صرف تعلیمی مساوات کا حق حاصل ہو بلکہ انہیں معاشی اعتبار سے بھی مستحکم بنانے کے لیے کوشش کی جائے۔

(9) آنگن واڑی میں بچوں کی دیکھ ریکھ کے لیے عورتوں کا تقرر کیا جائے۔

(10) دیہی تعلیمی کمیٹوں کے ذریعہ عورتوں کی تعلیم و تربیت و گھریلو صنعتوں کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے۔

آئین کی دفعہ 39,23,16,15 اور 44 میں خواتین کو روزگار حاصل کرنے کے لیے باقی لوگوں جیسے حقوق کی سفارش کی گئی ہے۔

- دفعہ 42 میں ان کے کام کرنے کے لیے انسانی حالات بنائیں اور زچگی کے وقت مخصوص چھٹی (Maternite Leave) لینے کا حق دیا گیا ہے۔
- پنچایتی اداروں میں Reservation 30% سیٹوں پر انتخاب صرف خواتین لڑ سکتیں ہیں۔
- خواتین کی بااختیاری کے لیے قومی پالیسی 2001 جنسی مساوات پیدا کرنے کے لیے بیداری کی مہم چلائی گئی ہے۔
- خواتین کی معاشی مدد کے لیے Rashtriya Mahila Kosh کا قیام عمل میں لیا گیا جو خواتین کو قرض مہیا کرتا ہے۔
- ماں کے پیٹ میں ہی لڑکی کو مارنے (Female Foeticide) کو روکنے کے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر سزا دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

گھریلو تشدد قانون 2007:

- خواتین کی بنیاد عصمت کی دیکھ بھال خاندانی بھلائی کے لیے اسکیمیں۔ Janani Suraksha Yojna کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔
- کام کرنے والی خواتین کے لیے سستے ہوٹل مہیا کرنا۔ کام کرنے والی ماؤں کے بچے کی دیکھ بھال کے لیے مختلف ادارے کھولنا۔
- خواتین کے لیے خود روزگار (Self employment) کے لیے Swam Lamban کا منصوبہ اور ان کو خود مدد کرنے والا گروہ میں منتقل کر کے سستی شرح پر قرض مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا۔
- خواتین کی تربیت اور روزگار کے لیے بہت سارے Women Polytechnic کا قیام عمل میں لایا گیا۔
- پورے ملک میں لڑکیوں کو آٹھ تک مفت تعلیم اور کچھ صوبوں میں تو ہر سطح کی مفت تعلیم مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا۔
- کچھ صوبوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے سستے کرائے کا سفر (بسیں) مہیا کر کیا گیا۔
- دیہی علاقوں میں خواتین کو بااختیاری دینے کے لیے Mahila samakhya پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔
- بہت سارے یونیورسٹیوں میں Women study centers کا قیام عمل میں آیا۔

موجودہ صورتحال:

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارا معاشرہ Male Dominated ہے۔

- خواندگی کی شرح میں خواتین مردوں سے پیچھے ہیں۔
- قانون سازی کرنے والے اداروں میں عورتوں کا تناسب بہت کم ہے۔
- معاشرہ میں خواتین کے تحفظ کے تئیں کوئی احساس نہیں پایا جاتا۔
- خاندان کی ذمہ داری میں مردوں کی کوئی شمولیت نہیں۔
- خواتین کا سسرال میں استحصال کیا جاتا ہے
- کام کی جگہ پر جانبدارانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے

اساتذہ کا کردار:

(1) خواتین کو بااختیار کرنے کے لیے تعلیم کا بہتر استعمال کیا جائے۔

(2) تعلیم یافتہ خواتین قوم کا اثاثہ ہیں۔ یہ خیال سماج میں پھیلایا جائے۔

(3) معاشی سطح بہتر بنانے کے لیے تعاون فراہم کرنا۔

(4) نصاب میں معقول تبدیلی لانا۔

(5) تعلیمی اداروں میں سرگرم شمولیت کو فروغ دینا۔

(6) خواتین کی بہتری، فلاح و بہبود کے لیے کورس شروع کرنا۔

(7) کسی بھی قسم کا امتیاز نہیں برتنا چاہیے۔

(8) والدین کو لڑکیوں کی تعلیم کی جانب شعور بیدار کیا جائے۔

(9) کھیل کود، تعلیمی میدان، فوج، کاروبار ہر جگہ انہیں مناسب مواقع میسر کروائے جائیں۔

V ۔ اقلیتوں کے تئیں سرکاری کاوشیں:

اقلیتوں کے لیے 2006 میں 20 نکاتی پروگرام (TPP) کے تحت 20 کروڑ روپے Infrastructure اور Central Sectors کے پروجیکٹ کے لیے وقف کئے گے۔ 1986 قومی تعلیمی پالیسی ترمیم شدہ 1992 کے تحت تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

(1) National Minorities Development & finance corporation (NMDFC) کا قیام ہوا جس کا مقصد اقلیتوں کو کاروبار میں مدد کرنا تھا۔

(2) مرکزی سرکار نے تعلیمی طور پر پسماندہ طبقوں کی پہچان کر کے علاقے کے اعتبار سے تعلیم کے لیے مخصوص پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔

(3) مرکزی سرکار مدرسہ کے تعلیم کی جدت پسندی کے لیے بڑے پیمانے پر مالیہ فراہم کرا رہی ہے۔ مدرسوں کی کتابیں، سائنس اور کمپیوٹر کی پڑھائی کے لیے ضروری چیزیں مہیا کروا رہی ہے۔ مدرسوں میں بنیادی چیزوں کی مہیا کرانے میں مالی مدد 94-1993 سے کی جا رہی ہے۔

(4) 2004 میں National Commision for Miniority Educational Institutations کا قیام عمل میں آیا۔ جسکے تحت اقلیتی تعلیمی ادارے کو Scheduled یونیورسٹی (یونیورسٹی آف دہلی، پانڈیچری یونیورسٹی، آسام یونیورسٹی ناگالینڈ یونیورسٹی اور میزورم یونیورسٹی) کے تحت لایا گیا یہ سرکار کو صلاح و مشورہ بھی فراہم کرتی ہے۔

(5) National Housing and Habitate Policy کو 1998 میں ترمیم کی گئی اور نئی پالیسی NUHHP 2007 کا نفاذ ہوا جسکے تحت SC/ST/OBC/Minorities کو کم قیمت پر رہائشی گھر مہیا کروائے گئے۔

(6) مرکزی سرکار نے Maulana Azad foundation کا قیام عمل میں لایا جس کا مقصد زیادہ سے زیادہ مسلمان اداروں کے اساتذہ کی تربیت و پالی ٹیکنیک اور ووکیشنل کورسس چلانے والے اداروں کی مدد دینا ہے۔

(7) اردو کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے کی سہولت دینے کے لیے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام 1998 میں لایا گیا جس کے مقاصد میں اردو ذریعہ تعلیم کے طلبا کو روزگار سے جوڑنا اور خاص طور پر خواتین کی تعلیمی حالات کو بہتر بنا کر ان میں بااختیاری لانا ہے۔

موجودہ صورتحال:

Census 2011 رپورٹ کے تحت مسلم، کرسچن، سکھ، بدھسٹ، پارسی، سچر کمیٹی کے تحت 1/4th مسلم بچے جو کے 6 سے 14 سال کی عمر کے ہیں وہ کبھی اسکول ہی نہیں گئے یا dropouts ہیں۔ 17 سال سے اوپر 17% میٹرک پاس (قومی 27%) 50% طلباء جنہوں نے مڈل اسکول پاس کیا وہ سیکنڈری کی پڑھائی تک پہنچ نہیں پائے۔ (قومی سطح 62%)۔

- انتہائی کم سطح/کمزور سطح پر مسلم خواتین کی تعلیمی حالت ہے اور دیہی سطح پر تکنیکی تعلیمی معیار دونوں ہی انتہائی خستہ ہیں۔
- HRD کے تحت چلنے والی اسکیمیں۔

(1) Scheme for Providing quality Education in Madarsas (SPQEM)

(2) Scheme for infarastructure developement of private aided / unaided Minority Institution (IDMI)

(3) Sarva Shiksha Abhiyan (SSA)

(4) Kasturba Gandhi Balika vidyalyas (KGBVS)

(5) Extension of Mid-day meals (MDM) Scheme to Madarsas/Maktabs

(6) Saakar Bharat

(7) Jan Shikshan Sansathan (JSS)

(8) Rashtriya Madhyamik shiksha Abhiyan (RMSA)

(9) NCPUL National Council for promotion of Urdu language

(10) Minority scholarships (Premetric & Post Metric)

اساتذہ کا کردار:

طلباء کو اپنے شعبے میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے تاکہ وآسانی سے نوکریاں حاصل کرسکیں۔

- آپسی تفاوت واختلافات کو دور کرکے اور شدت پسندی کو دور کریں۔
- غیر سرکاری تنظیموں (NGO) کو بنانا چاہیے ان کا تعاون حاصل کرنا چاہیئے اور ترقیاتی پروگرام کو پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔
- دوسرے مذاہب کے لوگوں سے بہتر مراسم بنائے رکھیں۔
- میڈیا سے بہتر مراسم قائم کریں۔
- تعلیم، روزگار خواتین کی بااختیاری منافع بخش کاروبار اور اتحاد پر انکا دھیان مرکوز کرائے۔

- مسلمانوں میں محرومی کا احساس ختم کرسکے۔
- تعلیم اور خودروزگار کو جوڑے۔
- فلاحی ادارے قائم کئے جائیں۔
- سماج میں جوڑ پیدا کیا جائے۔

جنس، ذات، قبیلہ اور معذوری جیسے ادارے کس طرح عدم مساوات اور اخراج کو پیدا کرتے ہیں اور مزید دوام بخشتے ہیں۔تاہم وہ عدم مساوات کے خلاف جدوجہد کو بھی ابھارتے ہیں۔تاریخی طور پر سماجی علوم میں عدم مساوات کے خلاف جدوجہد کو بھی ابھارتے ہیں۔تاریخی طور پر سماجی علوم میں عدم مساوات کو سمجھنے کے لیے طبقہ نسل اور حال قریب میں جنس کے موضوع کو کافی توجہ دی جاتی رہی ہے۔ایسا صرف بعد میں ہوا کہ دیگر زمروں جیسے ذات اور قبیلے کی پیچیدگیوں پر بھی توجہ دی جانے لگی ہندوستانی سیاق وسباق میں اب ذات، قبیلے اور جنس پر اپنی ہی توجہ حاصل ہو رہی ہے جتنی ملنی چاہیے لیکن اور بھی کئی زمرے ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔جیسے وہ زمرے جنہیں مجموعی طور پر مذہب اور کچھ دیگر زمروں نے حاشئے پر ڈال دیا ہے۔اس کے لیے ایک سوچی سمجھی منصوبہ بند لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔

5.4 بین الاقوامی مفاہمت (International Understanding)

بین الاقوامی مفاہمت کا مطلب، مختلف ممالک کے بیچ اچھی سمجھ اور خلوص (good will) کا جذبہ کارفرما ہونا ہے۔جب مختلف ممالک ایک دوسرے کے ادب، تہذیب، سائنس اور دوسرے شعبوں کے بارے میں بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور ان کے لیے آزادروی (liberal) کا رویہ رکھتے ہیں یعنی ایک دوسرے کے علم وفنون کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے ہیں اور جب ترقی یافتہ ممالک (Developed countries) ترقی پذیر ممالک (Developing Countries) کی مدد کرنے لگتے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ان ممالک کے بیچ ایک بین الاقوامی مفاہمت ہے۔لیکن کچھ لوگ بین الاقوامی مفاہمت کو مختلف طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ن کے مطابق یہ وہ جذبہ جس کے تحت افراد اپنے قومی حدود سے باہر نکل کر اپنے آپ کو پوری دنیا کا شہری سمجھنے لگتے ہیں اور پوری دنیا کے مسئلے کو اپنا مسئلہ سمجھنے لگتے ہیں اور پورے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔Oliver gold smith کا خیال کچھ اس طرح کا ہے۔''بین الاقوامیت وہ جذبہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنے آپ کو صرف اپنے ملک کا ہی رکن نہیں بلکہ پوری دنیا شہری سمجھنے لگتا ہے''۔اس سلسلے میں علم سیاست کے ماہر ڈاکٹر والٹر لیویس Dr. Walter Laves کا قول ہے۔''بین الاقوامی مفاہمت وہ قابلیت ہے جس کے ذریعے کسی بھی جگہ کے انسانوں کے ان کی ثقافت یا قومیت کی پرواہ کئے بغیر اعمال اور چال چلن کا منطقی ور معروضی طریقے سے تخمینہ کیا جاتا ہے۔یہ کام کرنے کے لیے انسان کو اس لائق ہونا چاہیے کہ وہ تمام قوموں اور نسلوں کو برابر کی اہمیت دے اور یہ مانے کہ وہ تمام لوگ اسی دنیا کے مختلف حصوں میں بستے ہیں''۔ان دونوں اقوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اقوام کے اوپر ایک عالم گیر قوم (Golbal Nation) ہے اور دنیا کے تمام باشندے اس عالمگیر قوم کے شہری ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ وہ مختلف ممالک کے بھی شہری ہیں۔

آج سائنس اور تکنیک کی ترقی کی وجہ سے ممالک کے درمیان فاصلے کم سے کم ہو رہے ہیں۔ہم دنیا کے کسی بھی خطے میں اندرون چوبیس گھنٹے پہنچ سکتے ہیں۔اسی ترقی کی وہ دنیا کے مختلف ممالک اب اپنی ضروریات کی تکمیل کی خاطر ایک دوسرے پر انحصار کررہے ہیں اس دور میں کوئی بھی ملک صرف اپنے دم خم پر ترقی نہیں کرسکتا۔جدید انسانی تاریخ میں جو قوم پسندی کا نظریہ ابھر کر سامنے آیا تھا اب وہ دھیرے دھیرے بین الاقوامیت پسندی کی طرف گامزن ہے۔

بین الاقوامیت پسندی یہ ایک ایسا جذبہ ہے جس کے تحت دنیا کی مختلف قومیں مخصوص تہذیبی علاقائی اور لسانی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ایک قوم (بنی نوع انسان) ایک ہی دنیا (زمین) کے باشندے ہونے کا احساس اپنے اندر پیدا کرتے ہیں۔یعنی کل ملاکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ بین الاقوامی مفاہمت کے

اندر مندرجہ ذیل اہم تصورات شامل ہوتے ہیں۔

1) پرامن بقاء باہمی (Peaceful Co-existence)

2) مما لک کا آپس میں تعاون (Cooperation Among Nations)

3) کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں کسی بھی طرح کی کوئی مداخلت نہیں

4) کسی بھی طرح کی کوئی جارحیت نہیں (Non- agression)

5) مختلف مسائل کا پرامن حل

6) مختلف ثقافتوں، ادب اور دوسرے علوم کا آپس میں تبادلہ خیال

آج کے دور میں بین الاقوامی مفاہمت کی ضرورت : (Need of Internatonal UnderStanding in Today's Era)

حالانکہ بین الاقوامی مفاہمت کا تصور بہت پرانا ہے اور ہزاروں سال پہلے ویدوں نے عالمگیر بھائی چارے کی تعلیم دی تھی۔ جس کے اندر دنیا کے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کا جذبہ پوشیدہ تھا۔ لیکن دور جدید میں اس تصور کو سب سے پہلے امریکن صدر Taft نے 1912 میں پہلی جنگ عظیم سے بچنے کے لیے دیا تھا لیکن ان کو اس میں کامیابی نہیں ملی اور جنگ ہو کر رہی۔ 1920 میں League of Nations کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا بنیادی مقصد تھا مختلف مما لک کا آپس میں تعاون اور جنگ سے دوری۔ لیکن کچھ ہی سالوں کے بعد دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور League of Nations کا مقصد فوت ہو گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد 1945 میں اقوام متحدہ United Nations Organisation کا وجود عمل میں آیا اور تب سے دنیا کی سیاست نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ آج کے دور کے مختلف مسائل ایسے ہیں جنھیں صرف ایک ملک حل نہیں کر سکتا اور اس کے لیے مختلف مما لک کو آپس میں تعاون کرنا پڑے گا۔ اسی لیے آج بین الاقوامی مفاہمت کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی جارہی ہے آج کے دور میں اس کی ضرورت مندرجہ ذیل وجوہات سے ہے۔

-1 مختلف مما لک کا خود مختار اور آزاد وجود بچانے کے لیے ان میں آپس میں خلوص اور تعاون ہونا چاہیے اور بین الاقوامیت کا جذبہ ہمیں یہ سارے احساس پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے اس سلسلے میں پنڈت نہرو کا کہنا ہے" الگاؤ کا مطلب ہے پچھڑاپن اور بربادی۔ دنیا بدل چکی ہے پرانی بندشیں ٹوٹ رہی ہیں اور زندگی زیادہ بین الاقوامی ہو گئی ہے۔ ہم کو اس بین الاقوامیت میں اپنا کردار نبھانا ہے۔"

-2 بین الاقوامی مفاہمت ہمیں جنگ کے خطرے سے روکتی ہے۔ ہم پہلے دو جنگ عظیم کی ہولنا کیاں اور ان کے خطرناک نتائج دیکھ چکے ہیں۔ اگر تیسری جنگ ہوئی تو یہ زیادہ خطرناک ہو گی کیونکہ اب بہت سارے مما لک کے پاس ایٹم بم اور بہت خطرناک قسم کی میزائل اور دوسرے جنگی آلات ہیں۔ کچھ ماہرین کا یہاں تک ماننا ہے کہ آج دنیا کے مما لک کے پاس اتنے خطرناک ہتھیار ہیں کے پوری دنیا کو چھ بار تباہ کیا جا سکتا ہے ایسے میں ہر حال میں ہم کو کوشش یہ کرنی چاہیے کہ جنگ نہ ہو اور دنیا کے مختلف علاقوں میں کشیدگی نہ بڑھے۔ بین الاقوامی مفاہمت اس سلسلے میں بڑی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

-3 آج انسانوں کی ضرورتیں پہلے لوگوں سے کافی مختلف ہیں اور دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں ہے جو اپنے تمام شہریوں کی ضروریات اپنے دم پر پوری کر سکے یعنی اس کو کچھ چیزیں باہر سے منگوانی پڑتی ہیں۔ اگر لوگوں کے اندر بین الاقوامی مفاہمت نہ رہے تو ان چیزوں کے حصول میں مشکل آئے گی اور تمام انسان پریشان ہوں گے۔

-4 آج پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں میں تبدیل ہو گئی ہے ایک علاقے میں ہونے والی کوئی واردات دنیا کے دوسرے علاقوں پر اثر ڈالتی ہے۔ آج کی معشیت بھی عالمگیر ہے آج معشیت تجارت پر بہت زیادہ منحصر ہے۔ اگر مختلف مما لک میں آپسی اتفاق و تعاون نہیں ہے تو بہتر طور پر تجارت نہیں

کر پائیں گے اوران کا اثران کی معشیت پر پڑیگا۔اس کے علاوہ کچھ ایسی بین الاقوامی کمپنیاں ہوتی ہیں جو دنیا کے مختلف حصہ میں پھیل کر لوگوں کو سستا سامان اور ہزاروں لوگوں کو مدد فراہم کرتی ہیں۔

درج ذیل نکات کی بنیاد پر بین الاقوامی مفاہمت کی ضرورت کو سمجھا جا سکتا ہے۔

پرامن بقاء باہمی: Peaceful Co-existance :

کسی بھی قوم وملک کی ترقی وخوشحالی کے لیے امن وامان بنیادی شرائط ہوتے ہیں اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم پرامن بقا باہمی کی اہمیت کو سمجھیں۔ پڑوسی ممالک ایک دوسرے کا احترام کریں اور آپس میں امن وامان کے ساتھ ہیں۔تاکہ متعلقہ ممالک بیرونی حملوں سے بے فکر ہوکر اپنی توانائی عوامی بھلائی کی خاطر صرف کرسکیں۔

بین الاقوامی مفاہمت پیدا کرنے میں تعلیم کا کردار: Role of Education

1) سب سے پہلے تعلیم کے مقاصد وسیع ہونا چاہیے۔ہم کو طلباء کے ذہنی، جسمانی، حرفی نشو ونما کے ساتھ ساتھ قومی یکجہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کا جذبہ پیدا کرنے کو تعلیم کا ایک مقصد سمجھنا چاہیے۔

2) تعلیم کے مقاصد کے حساب سے ہی اس کے نصاب کا تعین کرنا چاہیے۔نصاب میں خاص طور پر دنیا کے تمام مذاہب کی تعلیم کا لب لباب، مختلف لوگوں کے عقائد اور طرز زندگی ان کے رہنے سہنے کے طریقے کو جگہ دینی چاہیے۔آبادی کے بڑے حصے کی خصوصیات بین الاقوامی سطح پر چل رہے عوام کے لیے بنائے گئے پروگرام اور مختلف ممالک کے انسانی سرگرمی کے شعبوں میں حصول وغیرہ کو بھی جگہ ملنی چاہیے۔ادب موسیقی اور آرٹ ایسے مضامین ہیں جو دنیا کے لوگوں کی کوششوں سے فروغ پاتے ہیں۔اس لیے ان کو بھی نصاب میں برابر اہمیت دی جانی چاہیے۔نصاب کے علاوہ ہم کو کافی توجہ ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی دینی چاہیے جیسے بین الاقوامی اہمیت کے حامل مدوں پر بحث ومباحثہ (Debat) اور بڑے رہنماؤں کی پیدائش کی تقریبات وغیرہ کو منعقد کرنا چاہیے کہ بین الاقوامی اہمیت کے حامل زبانوں کو اسکول میں سیکھنے کا صحیح موقع مل سکے۔مختلف مضامین کو پڑھتے وقت ہم کو بین الاقوامی مسائل اور ان کے حل کے بارے میں بتاتے رہنا چاہیے جیسے سائنس پڑھاتے وقت اساتذہ بتا سکتے کہ دنیا کے کن کن حصوں میں کون کون سی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں اور ہم ان کے لیے کونسی دواؤں کا استعمال کرسکتے ہیں۔ایٹمی بجلی کا استعمال کس طرح سے عوام کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔مختلف ذرائع ابلاغ کا استعمال ایک دوسرے کے ملک میں چل رہی پریشانیوں کے بارے میں جاننے کے لیے کس طرح کیا جا سکتا ہے وغیرہ۔اسی طرح جغرافیہ پڑھاتے وقت (Global Warrning) جیسے مسائل اور اس کا انسانی زندگی پر اثر, ادب کے مضمون میں مختلف ممالک کے لوگوں کی سوچ اور احساس اور تاریخ پڑھاتے وقت مختلف قوموں کے عروج وزوال وغیرہ کی داستان سننے سے طلباء کے اندر بین الاقوامی مفاہمت پیدا ہوگی۔

3) ہمیں تدریسی طریقوں میں اصلاح کر کے خود سے کر کے سیکھنے اور تجربے سے سیکھنے پر زیادہ زور دینا چاہیے۔

امداد باہمی:(Co-operation)

مختلف ممالک میں مختلف وسائل خصوصیات اور صلاحیتیں پائی جاتی ہیں کوئی ایک ملک اپنے باشندوں کی تمام تر ضروریات کی تکمیل صرف اپنے یہاں موجود وسائل کی بنیاد پر نہیں کرسکتا۔اس لیے دنیا کے مختلف ممالک میں پائے جانے والے مختلف وسائل کو حاصل کرنے کے لیے امداد باہمی کی ضرورت ہوتی ہے اور اس جذبے کو بین الاقوامی مفاہمت کے ذریعے تقویت حاصل ہوتی ہے۔

انسانی جذبے کا فروغ (Promotion of Human sprit)

دنیا کے تمام انسان چاہے وہ کسی بھی خطے، رنگ اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں بحیثیت بنی نوع انسان ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔جب دنیا

کے کسی خطے میں قدرتی آفات اور ناموافق حالات پیدا ہوجاتے ہیں تو ان کو دیکھ کر اور سن کر دنیا کے دیگر حصوں کے انسانوں کے دلوں میں بھی رنج وغم اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہونا قدرتی عمل ہے۔اسی جذبے کو قائم رکھنے اور انسانوں کا ایک دوسرے سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے بین الاقوامی مفاہمت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بین الاقوامی شہریت (International Citizenship)

ذرائع آمدورفت کی فراوانی کے سبب آج آسانی کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک کے لوگ مختلف ضروریات کے تحت کثرت سے بین الاقوامی سفر کررہے ہیں۔روزگار خدمات کی فراہمی وہ حصول اور کاروبار کے سلسلے میں لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایک نئی سوچ ابھر کر سامنے آتی ہے۔اور اب بین الاقوامی شہریت کی تشکیل ہورہی ہے۔جس کی شروعات یورپی یونین کی شکل میں ہوچکی ہے جہاں پر مختلف ممالک کے لوگ بنا کسی روکاوٹ کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر قیام اور کاروبار کرسکتے ہیں۔

4) دنیا چاہے ہم کورائج کتابوں میں اصلاح کرکے اس میں مختلف تہذیبوں اور ثقافت کی جانکاری کو شامل کرنا چاہیے۔

5) ہم کو طلباء کے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہیے کہ وہ جس طرح اپنے ملک کے قومی پرچم اور قومی نشانوں کا احترام کرتے ہیں اسی طرح دوسرے قوموں کے قومی انسانوں کا احترام کریں۔

6) اسکول میں جب Morning Assembly ہوتی ہے تب ہم بہت سارے موضوعات کو لے کر تقریر کرسکتے ہیں جو بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہوں۔اس کے علاوہ بین الاقوامی مفاہمت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔

7) ہمیں اسکولوں میں بین الاقوامی یوم (International Day) منانا چاہیے۔جیسے یوم ماحول (Enviroment Day) یومِ آبادی (Population Day) یوم تمباکو (Tobaco Day) وغیرہ

8) ہمیں اسکول میں دستکاری، ادب، آرٹ، موسیقی، گھریلو صنعت، کپڑے، کتابوں وغیرہ کی بین الاقوامی نمائش منعقد کرنی چاہیے۔اس سے طلباء کو مختلف ممالک کے لوگوں کے علوم وفنون کے بارے میں جانکاری ملے گی۔

9) اسکولوں کے گھنٹوں میں اگر ہوسکے تو ریڈیو اور ٹی وی پر ایسے بین الاقوامی پروگرام کی اشاعت کرنی چاہیے جو کہ اس کے اندر بین الاقوامی مفاہمت پیدا کرسکے۔

10) بین الاقوامی سطح پر اساتذہ کا تبادلہ اور ہر ادارے میں کچھ بیرونی ممالک کے طلباء کو داخلہ دینا چاہیے۔

❖ بین الاقوامی مفاہمت کے راستے میں آنے والی رکاوٹیں: (Major Obstacles in International Understanding)

آج پوری دنیا میں بین الاقوامی مفاہمت کا جذبہ بہت عام نہیں ہوپایا کیونکہ اس کے راستے میں بہت ساری روکاوٹیں ہیں جن کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

1) سب سے بڑی رکاوٹ تنگ نظر قومیت (Narrow Nationalism) ہے یہ ایسا جذبہ ہے جس کے تحت انسان صرف اپنے ملک کے مفاد کو ترجیح دیتا ہے اور ان کے حصول کے لیے دوسرے ممالک پر حملہ تک کرتا ہے۔وہ سوچتا ہے کہ اس کا ملک سب سے اچھا ہے۔اور باقی ممالک حقیر ہیں یہی سوچ ان کو اپنے ملک کی توسیع کرنے پر مجبور کرتی ہے۔جس کے نتیجے میں جنگیں ہوئی ہیں آج دنیا میں جو بھی مسائل ہیں ان کے پیچھے کہیں نہ کہیں ہی تنگ نظر قومیت ہے۔

2) اس دنیا میں مختلف سیاسی نظریے (Political Idology) اور مختلف سیاسی نظام ہیں اور ہر ملک سوچتا ہے کہ اس کا نظم سب سے اچھا ہے۔بین الاقوامی مفاہمت کے راستے میں آنے والی یہ دوسری رکاوٹ ہے۔

3) آج دنیا کے ممالک کے آپس میں بہت سارے گروہ (Groups) ہیں جیسے NATO کا گروہ کمیونسٹ گروہ، لاطینی امریکی ممالک کا گروہ وغیرہ۔ایک گروہ کے تمام ممالک اپنے مفاد کا دفاع کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں لیکن باقی ممالک کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بین الاقوامی مفاہمت کے راستے میں یہ تیسری رکاوٹ ہے۔

4) آج دنیا میں بہت ساری ثقافتیں رائج ہیں اور ان سب میں کچھ نہ کچھ اچھائیاں ہیں اگر انسان ان سب کے بارے میں سیکھے تو بہتر ہو لیکن وہ اس سوچ میں رہتا ہے کہ میری ثقافت سب سے اچھی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. ''بین الاقوامی مفاہمت موجودہ حالات میں'' اس موضوع پر اظہار خیال کیجیے۔

____

____

____

____

5.5 تعلیم امن :Peace Education

اس دور جدید میں انسانیت اپنے وجود کو زندہ رکھنے کے لیے ایڑیاں رگڑ رہی ہیں بیسویں صدی ٹیکنالوجی کا دور اور ترقی کے دور سے منسوب ہے جبکہ اکیسویں صدی نے دہشت گردی، گلوبل وارننگ، موسمیاتی تبدیلی، غربت، تنازعات وتشدد جیسے سیاہ باب سے گزر رہی ہیں۔ آج کے سماج کا ڈھانچہ تشدد کی بنیاد رکھتا ہے۔ جس کے اہم حصے سماجی کشیدگی، تنازعات، جنگ، نسل پرستی، فرقہ وارانہ فسادات اور عالم دہشت گردی ہیں۔ ان سب کی بنیادیں۔ تنازعات۔ جو مسائل کو پیدا کرتے ہیں۔ تنازعات کی وجہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1) وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم

2) حکومت کی کارکردگی سے بے اطمینان

3) مذہبی/ سیاسی خیالات

تنازعات کا حل نکالنے کے لیے ہمیں امن (Peace) کی ضرورت ہے جو کہ آج کمیاب ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں امن کی تعلیم (Peace Eucation) کو شامل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی کی ضمانت ہوتی ہے۔ وہ ترقی معاشی، اقتصادی ،جغرافیائی اور سیاسی کسی بھی صورت میں ہوسکتی ہے۔ جن ملکوں نے تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور اپنی تعلیمی پالیسیوں کے تسلسل کے لیے مناسب منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کی وہ آج ترقی یافتہ ہیں۔

حکمرانوں نے ہندوستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آج تک بہتر تعلیمی پالیسیاں بنائی ہی نہیں۔ اور اگر کوئی پالیسی ترتیب بھی دی گئی تو اس پر عمل درآمد نہ ہوسکا۔ ہمارے ملک کے حکمرانوں کو یہ کہتے ہوئے بہت سنا ہیکہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے تعلیم کی گولی سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس ہتھیار کی جانب مناسب توجہ نہیں دی جارہی ہے۔ ہر محبِّ وطن اس بات سے آگاہ ہے کہ تعلیم کے فروغ کے ذریعے نہ صرف فرقہ واریت، انتہاپسندی اور دہشت گردی جیسے ناسور کو معاشرے سے ختم کیا جاسکتا ہے بلکہ غربت، بے روزگاری اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کامیابی کا انحصار صرف اور صرف تعلیم میں پنہاں ہے اس لیے بہتر تعلیم کی کوشش ضروری ہے اور اس کوشش کا ایک حصہ امن کی تعلیم کا تعلیمی ڈھانچہ میں شمولیت ہے۔

امن کی تعریف: Definition of Peace

امن۔ 'ہم آہنگی کی ایک صورت ہے' Peace is a state of hormony

ہم آہنگی یعنی جہاں تنازعہ (Conflict) نہ ہو جہاں ڈر اور تشدد نہ ہو۔ امن کا اثر سمجھوتے سے تعلق رکھتا ہے اور مواصلات کو بہتر بنانے اور باہمی تفہیم پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ امن وسکون ایک سکوت کی حالت ہے جو ایک مثبت سمت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

امن انگریزی میں Peace جو کہ لاطینی لفظ Pacisi سے ماخوذ ہے جس کے معنی رضا مند ہونا (To agree) ہے بارہویں صدی میں اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے کیا گیا۔ اینگلو۔ فرینچ میں اسے Pees / Pes کہتے ہیں جس سے مراد Agreement Sience ہے۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں سلام/سلامتی کہا جاتا ہے۔

امن کے تئیں مذہبی عقائد: مذہبی عقیدہ انسانی زندگی کو پرسکون بناتا ہے اور زندگی کے مسئلوں کو حل کرنے کے لیے تجویزات مہیا کرتا ہے۔

عیسائی عقیدہ (Christian Belief)

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات امن کا پیغام دیتی ہے۔ انہیں ''امن کے شہزادے'' سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

اسلامی عقیدہ: امن/Peace کے لیے عربی میں لفظ Salamati / Salam کا استعمال کیا جاتا ہے اور لفظ Peace اسلام کی جڑ ہے کیونکہ سلام کرنا یعنی تم پر سلامتی ہو یہ پہلا کلام ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ پر یقین کیا اور نیک کام کئے اور صحیح راستے پر امن کے ساتھ زندگی گزاری تو وہ جنت میں جائے گا۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جو خود کے لیے پسند کرو وہ دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔ پڑوسی کا حق بہت زیادہ ہے اگر کوئی آپ کو نقصان پہنچائے تو اس سے بدلہ نہ لو۔ معافی اور صبر بہت بڑے کردار کو تخلیق کرتے ہیں۔

بدھسٹ عقیدہ: Buddisht Beliefs

بدھست عقیدہ کے مطابق آپ کو سکون/ امن اُس وقت میسر ہوگا۔ جب تمام تکلیفیں (Sufferings) ختم ہوں گی اور وہ آٹھ (8) راستوں سے حاصل کی جاسکتی ہے جسے (Ashtang Marg) کہتے ہیں۔

1) Right view 2) Right resolve / decision 3) Right speech 4) Right conduct

5) Right livlihood 6) Right effort 7) Right mindfulness 8) Meditations (Samadhi)

ہندو عقیدہ: (Hindu Belief)

امن ہر جگہ موجود ہے اور اُسے ہونا بھی چاہیے۔ آسمانوں میں زمین پر ماحول میں اور کائنات میں موجود ہر چیز میں ستاروں میں سیاروں میں ہر جگہ ہم آہنگی ہونی چاہیے یہاں امن کے معنی تمام طرح کے جھگڑوں سے آزادی ہے۔

امن کے تعلیم کے معنی:

جیسا کہ ہم نے پہلے ہی مطالعہ کیا کہ امن سے مراد کسی انسان کے اندر اُس احساس کی نشو ونما جس کے ذریعے ایک انسان دوسرے انسان، گروہ، سماج یا ملک کے ساتھ تحمل، محبت، بھائی چارگی واخوت کے ساتھ رہتا ہے یہی احساس اُسے دوسرے کے خلاف غصے، نفرت، جھگڑے اور جنگ سے دور کرتا ہے۔ ساتھ ہی اچھے اقدار کو اپناتا ہے۔ اصل کہا جائے تو حقیقی امن سماج کے انسانوں کی ایک ملی جلی کوششوں سے ہی ہوسکتا ہے۔ امن کی تعلیم ایسے معاشرہ کو تخلیق کرتی ہے جو استحصال، تشدد، ناانصافی اور ظلم وزیادتی سے آزاد ہو۔

''امن کی تعلیم ایک پروگرام ہے امن کے عمل کو نافذ کرتا ہے۔جس سے لوگوں میں امن کے اقدار کا تعارف ہوتا ہے اور اُس کے تئیں سمجھ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ تیاری ہے جس سے سماجی زندگی کو انصاف پسند تنظیم اور پرامن بنایا جاتا ہے۔''

کے۔ایس۔ باسوراج:''امن کی تعلیم امن پسند لوگوں کو تعلیم دینے کا ذریعہ ہے جس کی مدد سے یہ افراد زمین پر امن قائم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ یہ خاص طور سے جذباتی تعلیم ہے۔ یہ مذہبی تعلیم ہے ساتھ ہی اس کے ذریعے انسانی حقوق کی حفاظت اس کی ترقی انسانی ضرورتوں کو پورا کرنا، سماجی غریبی، سماجی و نسلی امتیاز، غذائی قلت، ناخواندگی اور بیماری کے مسائل کو حل کرنا سکھاتا ہے۔امن کی تعلیم تربیت/ اکتساب کا عمل ہے یہ تعلیم تعلیمی ماحول کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ جو انسانوں میں تحمل اور تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما کرتی ہیں انسانوں کو امن، تحمل، انصاف و بھائی چارگی کا سبق سکھاتی ہے۔

ڈاکٹر مہر ابراہم:

امن کی تعلیم زندگی جینے کا طرز عمل سیکھاتی ہے یہ زندگی کے انداز کو بدل کر امن سے پر بین الاقوامی سماج کو قائم کرتی ہے۔ ہر سال 21 ستمبر کو بین الاقوامی امن کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے جو پوری دنیا میں امن قائم کرنے اور اسکے لیے کی جانے والی کوششوں کے لیے صرف/ وقف ہے۔اسے سب سے پہلے UNO کے جنرل سیکریٹری Ban ki Moon نے 21 ستمبر 1982 کو اس کا اعلان کیا اور اُس دن کو یوم امن کا نام دیا۔ساتھ ہی یوم بین الاقوام برائے امن کا موضوع ''عوام کے امن کا حق'' متعین کیا گیا۔

انسان کو امن حاصل کرنے میں آنے والی روکاوٹیں (Hindrances towards Achieving Peace)

امن کی کیفیت حاصل کرنے میں مندرجہ ذیل عناصر روکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

(a) دباؤ (Stress) (b) اضطراب (Anxiety)

(c) ڈر (Fear) (d) فکریں (Worries)

یہ تمام عوامل کبھی انفرادی طور پر تو کبھی اجتماعی طور پر ہر فرد کے دماغ پر مسلط ہوتے ہیں جس سے اس کی سوچ متاثر ہوتی ہے۔اس کی طاقت میں روزانہ اضافہ ہوتا ہے۔ساتھ ہی فرد کے برتاؤ عمل کارکردگی، عادتوں پر اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔اس طرح فرد ایک مخصوص زاویہ یا نظریہ کسی کی طرف تیار کر لیتا ہے اور اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی لانے کے لیے وہ تیار نہیں ہوتا۔کبھی کبھی تو وہ حقیقت قبول کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ فرد خیالات، احساسات تشویش خوف کے رحم وکرم پر جیسے بلکہ اپنے دماغ کو تھوڑا پرسکون بنائے اور اندرونی امن (Internal Peace) پیدا کرے اس بنا پر ہی مسائل کا حل ممکن ہے۔ کیونکہ حقیقی امن اندر سے شروع ہوتا ہے اور خارجی حالات سے آزاد ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ منفی خیالات برائے سماج/ ملک/ فرد بے وجہ/ بے جا بات بحث، دوستوں، سماج یا کلچر، دباؤ Marginalization (ذات، صفت، سماجی معاشی گروہ) وغیرہ میڈیا، (سوشل میڈیا) ٹیکنالوجی سے منسلک Issues امن قائم کرنے میں روکاوٹیں پیدا کرتے اور آج تعلیمی معلومات کا غلط استعمال (کیمیائی اشیاء، لیبارٹری کا غلط استعمال) وغیرہ بھی بدامنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

تعلیم امن کے مقاصد:

پروفیسر کے ایس باسوراج نے امن کی تعلیم کے مندرجہ ذیل مقاصد تحریر کیے ہیں۔

1) امن پسند انسان کی تشکیل کے لیے مثبت نظریہ پیدا کرنا۔

2) انسانی زندگی میں امن کی تعلیم کی قدر کو سمجھے اور اس کی تعریف بیان کرنے کے لیے طلباء کو تیار کرنا۔

3) نوجوان میں امن کی روحانی اقدار کو پیدا کرنا۔جس سے اُن میں اندرونی امن حاصل ہو سکے۔

4) بچوں میں مناسب اور غیر مناسب انصاف اور ناانصافی کے بارے میں بیداری پیدا کرنا۔

5) طلباء میں بین لاقوامی ہم آہنگی اور بھائی چارے کو پیدا کرنا۔

6) لڑائی، جھگڑے تشدد اور غنڈہ گردی کے نتیجوں سے واقف کرانا جس سے وہ بچے ان سے دور رہیں اور ساتھ ہی بچنے کے اقدامات سے واقف ہوں۔

7) طلباء کو خاندان ملک اور دنیا میں امن قائم رکھنے میں ان کے کردار کے لیے بیداری پیدا کرنا۔

امن کی تعلیم کا نصاب:

پروفیسر کے ایم سائمن نے اسکول کے مختلف درجوں کے لیے امن کی تعلیم کے نصاب کو مندرجہ ذیل انداز میں متعین کیا ہے۔

I بتدائی سطح پر:

1) زندگی کے اخلاقی اداروں سے متعلق کہانیاں اور ڈرامے 2) مختلف مذہبوں علاقوں اور ثقافتوں سے متعلق کہانیاں

II جونیر سطح پر:

1) حضرت محمدؐ عیسیٰ، مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، ونوبا بھاوے، ابراہم لنکن، مارٹن لوتھر کنگ، کارل مارکس، نیلسن منڈیلا، مدرٹریسا، گوتم بدھ کی زندگی کی کہانیاں اور امن قائم کرنے میں بچوں کے کردار کو بتلانا۔

2) اسلام، عیسائی ہندو اور بدھ مذہب کا امن کی تعلیم کے فروغ میں کردار وغیرہ۔

III ہائی اسکول سطح:

1) امن کا تصور اور اہمیت

2) خاندان، سماج اور دنیا میں امن قائم کرنے کے وسائل

3) UNESCO،UNO، ریڈکراس، اسکاوٹ، گائیڈ، تحریک بین الاقوامی سمجھوتے و امن کے مختلف فلسفوں کا کردار

4) جنگ اور تشدد کے اسباب اور ان کے نتیجوں کی تنقید کرنا۔

ہم نصابی سرگرمیاں/ عالمی تجربات:

1) یوم UNO، یوم زمین Earth Day (یوم امن) وغیرہ بنانا

2) جونیر ریڈکراس اور اسکاوٹ و گائیڈس کی سرگرمیوں میں حصہ لینا

3) تعلیمی فلمیں دکھانا، جو ذہنی سطح کو بہتر بنا سکے۔

4) عظیم ہستیوں کی یوم پیدائش منانا

5) مختلف موضوع پر ملک اور دوسرے ملکوں کے وزیٹنگ پروفیسروں کا تقرر کرنا۔

6) امن کی تعلیم دینے والے عظیم اشخاص کا البم تیار کرصنا۔

7) عالمی اہمیت کے معاملوں پر سمپوزیم، بحث و مباحثہ وغیرہ کا اہتمام کرنا۔

امن کی تعلیم دینے والے ذرائع:۔

1) ریڈیو 2) ٹی وی 3) سینما 4) اخبارات 5) سوشل میڈیا 6) میگزین 7) سمینار و کانفرنس

مندرجہ بالا ذرائع طلباء میں عالمی امن اور بھائی چارگی کے جذبے کوفروغ دیں گے۔عوام میں امن کا پیغام پہنچانے کے لیے NGOsاور طلبا کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اس کے لیے امن کے پیغام پھیلانے والے مراکز کے قیام، امن والی فوج قائم کرنا، امن کا جلوس(rally) نکالنا۔اسمیں حصہ لینا اس طرح کی سرگرمیوں میں طلبہ اور اسٹاف وجمعیت کے افراد کی شمولیت ،نکڑ، جلوس وجلسہ وغیرہ شامل ہیں۔

معلم کا رول برائے امن کی تعلیم:

معلم یوں تو قوم کا معمار ہے جن کی اہمیت مسلم ہے۔معلم کی اہمیت ہندستان جیسے کثیر مذہبی ولسانی اور بین علاقائی ملک میں دوبالا ہو جاتی ہے ایسے ملکوں میں معلم سماج کا آئینہ ہوتا ہے جو آنے والی نسلوں کو پرامن فضاء فراہم کرتے ہیں۔معلم کی بنیادی ذمہ داری یہاں طلباء کو ایک اچھا انسان بنانا ہے مندرجہ ذیل نکات سے امن کے تئیں معلم کا کردار باسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

1) امن کی ثقافت کو پروان چڑھانا

2) کلاس روم میں مذہبی ہم آہنگی اور پرامن بیانیہ کوفروغ دینا۔

3) اسکول میں طلباء کو محفوظ اور Inclusive ماحول فراہم کرنا۔

4) مذاہب میں مشترک اوصاف کی شناخت اور دیگر مذاہب کا احترام کرنا۔

5) اساتذہ کو تمام مذاہب کے طالب علموں کو پڑھانے کے طریقوں پر مناسب تربیت حاصل کرنا۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. عالمگیری تنازعات کی کیا وجوہات ہیں؟اس تنازعات حل امن کی تعلیم(Peace Education) کس طرح کرتی ہے۔

____

____

____

____

2. امن کی تعلیم میں معلم کا کردار بیان کیجیے۔

____

____

____

____

5.6 ماحولیاتی تعلیم اور تعلیم کا رول Environmental Education and Role of Education

ماحولیاتی تعلیم کی تعریف: Definition of Environmental Education

ماحولیاتی تعلیم کی سب سے آسان تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

’’ایسی تعلیم جو انسان کو اس کے قدرتی وطبعی ماحول کے تعلق سے آگاہی پیدا کرے‘‘۔ ماحولیاتی تعلیم انسان کو قدرتی وسائل کا صحیح استعمال کرنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ ہمہ قسم کے ماحول کو تحفظ دینے کا بھی سبق دیتی ہے۔انسان نے اپنی ترقی کی کسوٹی پر قدرتی ماحول کو پھانسی دے دی ہے۔آج کے دور

میں قدرتی وسائل کا بہت تیزی سے استعمال ہورہا ہے جسکی بناء پر انسان اور قدرتی وسائل کے درمیان توازن گڑ بڑا گیا ہے۔ ماحولیاتی تعلیم اس توازن کو برقرار رکھنے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔ ماحولیاتی تعلیم قدرتی وسائل کا منطقی اور مدلل طریقے سے استعمال سکھاتا ہے تاکہ لمبی مدت تک ہماری آنے والی نسلیں بھی ہماری طرح ان وسائل سے فیض یاب ہوسکیں۔ اس تعلیم کا سب سے اہم پہلو ہمیں ماحولیاتی توازن بگڑنے پر ہونے والے نقصانات وآفات سے آگاہ کرتا ہے ساتھ ہی لوگوں میں اس کے تعلق سے بیداری پیدا کرتا ہے۔

1) یونائیٹیڈ اسٹیٹس عوامی قانون (United State Public Law) کے مطابق

''ماحولیاتی تعلیم ایسی تعلیم ہے جس کا تعلق انسان اور اس کے قدرتی ماحول اور انسان کے ذریعہ قائم کردہ ماحول سے ہوتا ہے اس کی حد میں آبادی، آلودگی ،وسائل میں اضافہ یا کمی اور انکا اختتام، قدرتی تحفظ، نقل وحمل تکنیکی ترقی دیہی اور شہری نشوونما، منصوبہ بندی اور انسان کا پورا ماحول شامل ہے''۔

2) نوادہ کانفرنس (Nevada Conference 1970) کے مطابق۔

''ماحولیاتی تعلیم سے ہماری مراد ان باشعور شہریوں میں بیداری پیدا کرنے سے ہے جو مطلوبہ علم، ہنر اور استعداد کی اپنے اندر نشوونما کرکے گروہی طور پر کام کرسکیں اور معیاری زندگی اور معقول ماحول کے بیچ توازن قائم کرنے میں مدد کرسکیں۔''

3) Champon Taylor ''ماحولیاتی تعلیم سے مراد اچھی شہریت کی نشونما کرنے کے لیے پورے نصاب کو ماحولیاتی اقدار پر مرکوز کرنا ہے جس سے کہ متعلم ماحول کے بارے میں جانکاری حاصل کرسکے اور جواب دہ ہوسکے''

4) UNESCO Seminar (1976) کے مطابق ''ماحولیاتی تعلیم ماحولیاتی تحفظ کے نفاذ کا ایک طریقہ ہے یہ کسی علم کی شاخ یا مطالعہ کا کوئی علیحدہ عنوان نہیں ہے۔ اس کو ساری زندگی کے اصول کی طرح تعلیم کا انضمامی حصہ سمجھنا چاہیے۔

مندرجہ بالا تعریفات کی بنیاد پر ہم ماحولیاتی تعلیم کے بارے میں مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔

1) یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس کی حد میں حیاتیات سماجی مطالعہ معاشیات، علم سیاست، جغرافیہ (Geology) وغیرہ آتے ہیں۔

2) یہ ایسے عناصر فراہم کرتی ہے جو انسانی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔

3) ماحولیاتی تعلیم انسان کی شخصیت پر نہ صرف ادراکی پہلو بلکہ تاثراتی پہلو پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہے۔

4) انسان کو مثبت سوچ اور طرز عمل پیدا کرنے میں کلیدی رول ادا کرتی ہے۔

5) انسانی وجود کو فیصلہ سازی کے لیے سائنسی طریقے کی زمین فراہم کرتی ہے۔

6) انسانی زندگی کے طبعی، سماجی، ثقافتی اور اقداری پہلوؤں کو جلا بخشتی ہے۔

7) یہ تعلیم کے ماحول کے کی جانب انسان کے فرائض کا احساس کرواتی ہے۔

8) ماحول کے لیے اصول وضوابط تشکیل کرتی ہے۔

9) اس کا مرکز سماج ہے اور مسائل مرکوز ہے۔

10) یہ تعلیمی طرز رسائیوں، طریقوں اور تکنیکوں کا استعمال اصلی ماحولیاتی مسائل کو جاننے کے لیے کرتی ہے۔

11) یہ انسان کے اندر صحت یاب زندگی گذارنے کی عادت کی نشونما کرتی ہے۔

ماحولیاتی تعلیم کی نوعیت: Nature of Environmental Education

ماحولیاتی تعلیم کی دوطرح کی نوعیتیں ہے 1980 میں ماحولیاتی تعلیم پر یونیسکو کے تربیتی ورکشاپ نے مندرجہ ذیل دونوعیتوں پر زور دیا ہے۔

1) بین الکلیات علمی نوعیت

2) کثیر انضباطی نوعیت

1) بین الکلیات علمی نوعیت: Inter disciplinary Nature

ماحولیاتی تعلیم کی اس نوعیت میں مختلف مضامین کے موزوں عنوانات کو نکال کر ان کو آپس میں ملا کر ماحولیاتی تعلیم کا کورس اس کی مختلف یونٹ اور ماڈیول تیار کیے جاتے ہیں۔

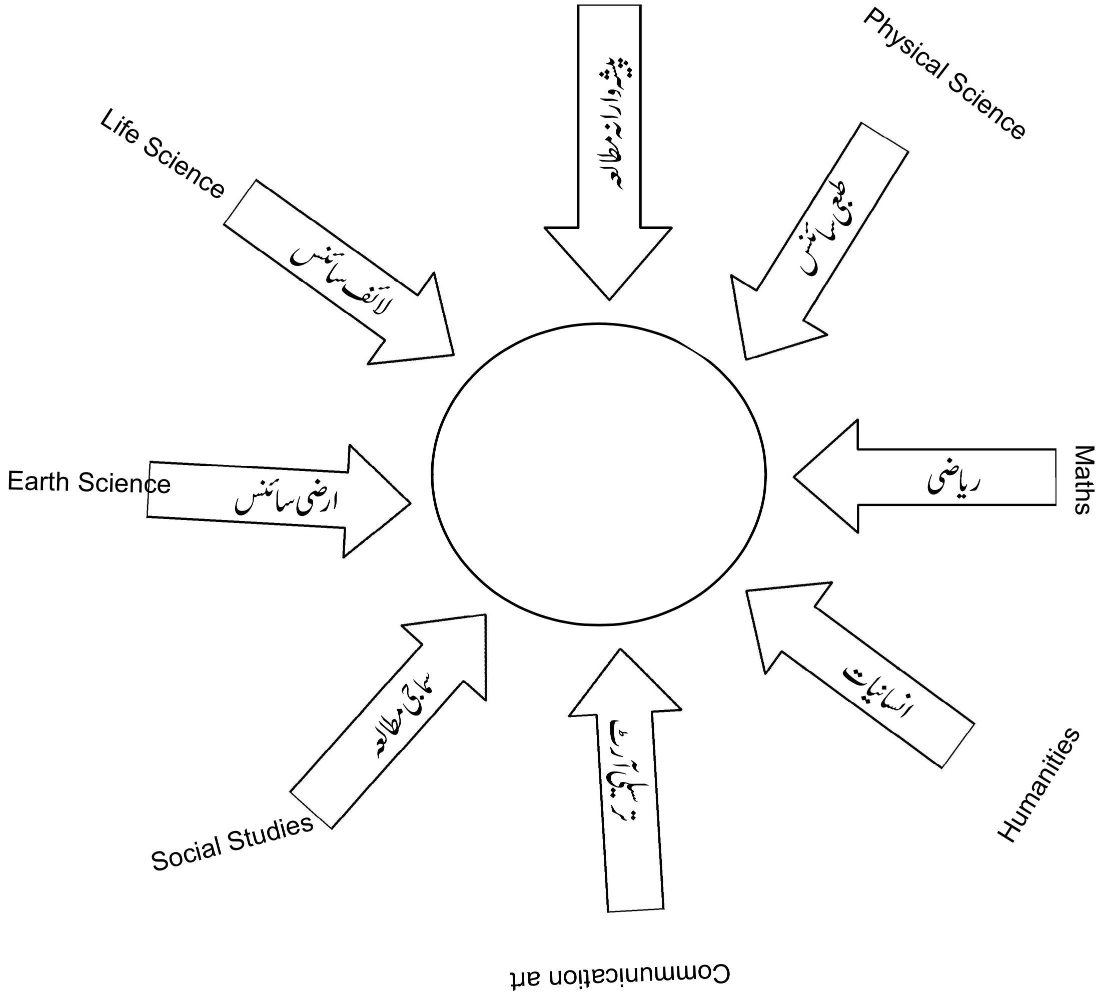

تصویر۔ ماحولیاتی تعلیم کو بین الکلیات علمی نوعیت ماحولیاتی تعلیم بذریعہ ساجد جمال و محمد مشاہد سے ماخوذ

2) کثیر انضباطی نوعیت Multi-disciplinary Nature

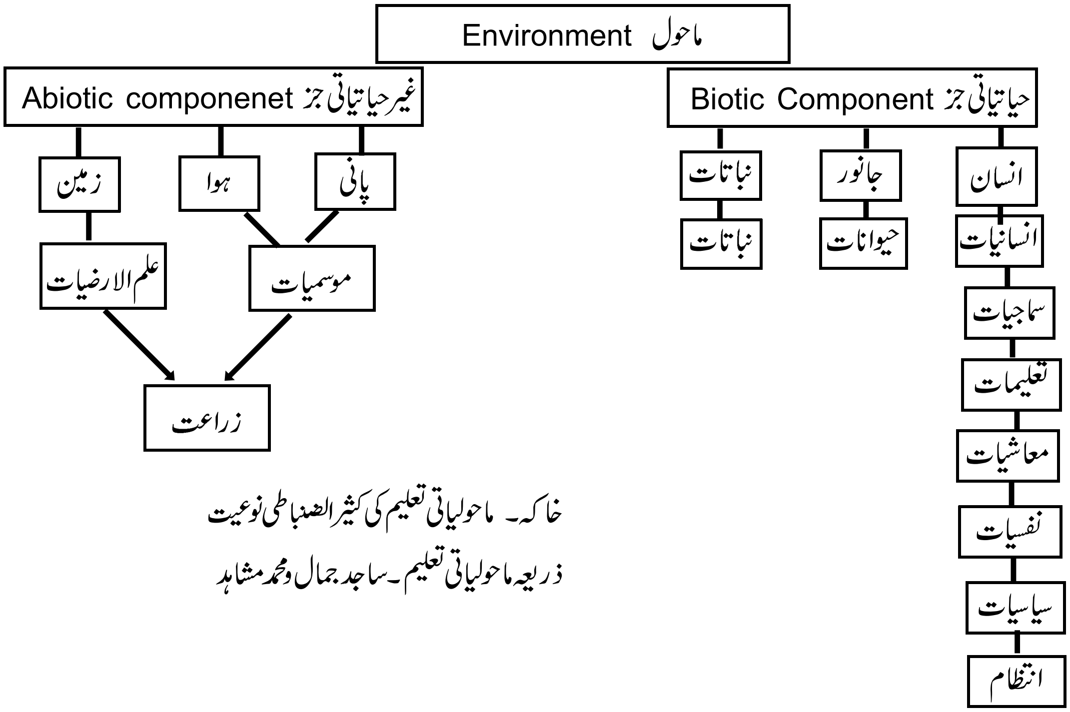

خاکہ۔ ماحولیاتی تعلیم کی کثیر الضباطی نوعیت

ذریعہ ماحولیاتی تعلیم۔ساجد جمال ومحمد مشاہد

مندرجہ بالا خاکہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مضامین کے ماہرین وافراد آپس میں مل بیٹھ کر ماحول کے تحفظ کے لیے سوچتے ہیں اور ماحول کو بہتر وسازگار بنانے میں اپنا تعاون پیش کرتے ہیں۔

ماحولیاتی تعلیم کی وسعت:Scope of Environmental Education

1) تدریس اور تحقیق: Teaching and Research

قومی وبین الاقوامی طور پر آج ہر قسم کے تعلیمی ادروں میں ماحولیاتی تعلیم کی آگاہی کے لیے کوششیں ہورہی ہیں۔ ہر سطح کے نصاب میں اسے ممتاز حیثیت حاصل ہے۔اس بناء پر ماحولیاتی تعلیم کے مدرسین کی بھی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔اس کے علاوہ ماحولیاتی تحقیق بھی دنیا میں بڑے پیمانہ پر ہورہی ہے جہاں ایسے خورد اجسام کی شناخت کی جارہی ہے جو پلاسٹک کو ہضم کر سکے یا ایسا ایندھن تیار کرے جو کم قیمت کا ہو اور آلودگی بھی نہیں پھیلاتا ہو۔سمندر کے نمکین پانی کو کس طرح میٹھے پانی میں تبدیل کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ظاہر ہے اس طرح کے اقدامات کے لیے ماحولایتی تعلیم کا علم اشد ضروری ہے۔

2) زراعت کی دیکھ بھال: Management of Agriculture

ہمارے ملک کی معشیت کا دارومدار زراعت پر مبنی ہے۔ملک کے بیشتر لوگوں کا پیشہ زراعت ہی ہے۔آج کے دور میں زراعت کا میدان ایسے بیجوں کی مانگ کررہا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ پیداوار ہو، زمین کو نقصان نہ پہنچائے، بیماریوں سے ان کی حفاظت ہو۔Organic کاشتکاری کو اپنانا چاہیے تاکہ زمین میں کیمیائی اجزاء کی آمیزش کم سے کم ہو۔ان عام چیزوں کی معلومات ماحولیاتی تعلیم دیتا ہے۔

3) مختلف صنعتوں کو صلاح ومشورہ دینا: Advising different Industries

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے وہاں صنعتیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ ہر سکے کا دوسرا رخ یہ بھی ہیکہ ترقی کے ساتھ آلودگی کا تناسب بھی بڑھتا ہے۔ ہر کوئی ملک آلودگی کی وجہہ سے ترقی کے ذرائع کی قربانی نہیں دینا پسند کریگا۔ پھر آخر راستہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے ذرائع کا استعمال کرے جسکی وجہہ سے کم سے کم

آلودگی ہو سکے مثلاً صنعتوں سے نکلنے والے آلودہ پانی کو پہلے عمل کرے پھر اسے صحیح جگہ پر خارج کرے ساتھ ہی ان صنعتوں سے نکلنے والے کچروں (waste) کا بھی صحیح treatment کا انتظام ہونا چاہیے۔ان تمام کے تعلق سے مشورات ولائحہ عملی کے تعلق سے ماہر اور تعلیم یافتہ لوگوں کی اشد ضرورت ہے۔جنہیں ماحولیاتی تعلیم کا علم ہو۔

4) ماحولیات (Ecology) کا تحفظ:

ماحولیات کے توازن کو برقرار رکھنا ضروری ہے کیونکہ ماحولیات میں ایک زندگی دوسری زندگی پر منصر ہوتی ہے اگر ایک میں تبدیلی ہو تو دوسرے میں اس کا اثر دیکھا جا سکتا ہے۔انسانی زندگی کی لامحدود خواہشیں دن بدن اس توازن کو منتشر کر رہی ہیں۔جیسے گھر،فرنیچر کا غذا اور ایندھن کے لیے جنگلات کی کٹائی۔جنگلات جو کہ ہمہ قسم کی مخلوقات کی پناہ گاہ ہے ان کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔اس لحاظ سے جنگلات کی حفاظت انتہائی اہم مسئلہ ہے ساتھ کئی جانوروں کی نسلیں جیسے ہنگامی چیتے،بہت سی چڑیوں کی قسمیں وغیرہ کی تعداد دن بہ دن کم ہوتی جا رہی ہیں اور کچھ تو فنا ہونے کی قطار پر ہے اس صورتحال میں ان جانوروں کے لیے پناہ گاہوں (Sancturies) کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ملک میں کئی علاقوں کو اس مقصد کے تحت محفوظ کر دیا گیا ہے اس لحاظ سے ماحولیاتی تعلیم سے واقف افراد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

مختصراً اگر ہم دیکھیں تو ماحولیاتی تعلیم کی وسعت کو حیاتیاتی (biological) طبعی (physical) اور سماجیاتی (sociological) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1) حیاتیاتی پہلو (Biological aspects)

حیاتیاتی تعلیم کا یہ سب سے اہم پہلو ہے جس میں انسان،حیوان،پرندے،حشرات خوردبینی جاندار،پودے وغیرہ شامل ہیں۔

2) طبعی پہلو:(Physical aspect)

طبعی پہلو کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔قدرتی پہلو اور انسان کے ذریعہ بنائے گئے (مصنوعی) پہلو۔قدرتی پہلو میں ہوا،پانی،زمین، موسم وغیرہ شامل ہے جبکہ انسان سے تیار کردہ میں سڑکیں،عمارتیں،پل،ڈیم،گھر وغیرہ شامل ہیں۔

3) سماجی۔ثقافتی پہلو:(Socio-Cultural aspect)

سماجی،ثقافتی پہلو میں انسان کے بنائے ہوئے سماجی ریت رواج،رسمیں،سماجی قوانین،اصول،تہذیب و مذہبی رسومات وجگہیں شامل ہیں۔ان کی تشکیل میں بنی نوع انسان کی کئی نسلیں نکل گئیں۔

4) جنگلاتی حیات کا انتظام و آلودگی پر نظر و قابو رکھنا:

ہماری زندگی میں جنگلات نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔جنگلات کی کٹائی بہت تیزی سے ہو رہی اور اسکے نعم البدل کے طور پر نئے پیڑ لگانے کا کام بالکل ہی نہیں ہو رہا ہے۔اس صورت میں جنگلاتی آفیسرس کی (Forest Managers) تقرری بہت ضروری ہے۔ساتھ عام لوگوں میں جنگلات کی دیکھ بھال اور ماحول کے تئیں ہماری ذمہ داریوں کی آگاہی و بیداری پیدا کرنے کا کام ماحولیاتی تعلیم کرتا ہے۔اسکے علاوہ بڑھتی ہوئی آلودگی اور اسکے اثرات کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے تاکہ اس سے بچاو کے تدابیر اختیار کی جا سکیں۔عوام الناس کی شرکت اور تعاون سے ہی اس مسئلہ کا حل نکالا جا سکتا ہے۔

5) ماحولی تفریح (سیاحت) Eco-entertainment & Ecotourism

ہمارا ملک سیاحوں کی نظر میں جنت کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ انہیں یہاں ہر قسم کے موسم کا لطف اٹھانے کو ملتا ہے۔ ساتھ ہی قومی پارکوں، جنگلات، پہاڑوں، گھاٹیوں، ندیوں، جھرنوں، ریگستانوں، جزیروں اور سمندر کے کناروں نے سیاحوں کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ دنیا بھر میں سیاحت کو فروغ حاصل ہے کیونکہ یہ ملک وہاں کے رہنے والوں کی معشیت سے جڑا ہوا ہے۔ ساتھ تہذیب وثقافت کی نقشہ کشی بھی کرتا ہے اس لحاظ سے Eco-tourism کے ذریعے نوجوانون کو بڑے پیانہ سے معاش سے جوڑ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماحولیاتی تعلیم ہماری مدد کرتی ہے۔

ماحولیاتی تعلیم کے مقاصد: (Aims of Environmental Education)

1) انسانوں میں موجودہ قدرتی وسائل اسکی اہمیت کے تعلق سے آگاہی و بیداری پیدا کرنا۔

2) لوگوں کو ماحولیات سے واقف کروانا و ماحولیاتی توازن کی اہمیت بتلانا۔ ساتھ ہی اس کے عدم توازن سے ابھرنے والے بحران کے بارے میں بتانا۔

3) ماحول کی بقا اور میعار کو قائم رکھنے کے لیے مثبت رجحان اور رویے کو فروغ دینا۔

5) ماحولیاتی توازن کی برقراری کے لیے ممکنہ طریقوں کی جانکاری دینا۔

5) ماحول پر اثر انداز ہونے والے منفی عناصر کی شناخت کرنا۔

6) ماحول کے تحفظ کے لیے لائحہ عملی تیار کرنا واحتیاطی تدابیر تکنیکوں سے لوگوں کو آگاہ کرنا۔

7) لوگوں میں قومی اور بین الاقوامی قوانین برائے ماحولیات کی جانب آگاہی پیدا کرنا۔

8) طلباء کو قابل بقاء ترقی (Sustainable development) کے تعلق سے معلومات دینا ومحفوظ رکھنے کے اقدامات سے واقف کروانا۔

9) ماحولیاتی انحطاط (Environmental degradation) کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنا اور ماحول کے تحفظ کے لیے اپنائی جانے والی کوششوں کی (عالمی وملکی سطح پر) معلومات دینا۔

10) ان طریقوں کے بارے میں عوام الناس کو بتانا جس سے کہ ترقی کا عمل بھی رواں دواں رہے اور ماحولیاتی توازن بھی برقرار رہے۔

اقوام متحدہ کے ذریعے اعلان کئے گئے ماحولیاتی تعلیم کے مقاصد (Aims of Enviromental Education as Declared by UNO)

1) ماحولیاتی تعلیم پر کئے گئے کام اور تحقیق کے تجربات مختلف ماہرین کی رائے اور اس سے متعلق خبروں کا دنیا کے مختلف حصّوں میں ترسیل کرنا۔

2) ماحولیاتی تعلیم کے مقاصد، مواد اور طریقہ کار پر مکمل اور منظّم طریقہ سے تحقیق کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرنا۔

3) ماحولیاتی تعلیم سے متعلق نصاب نئے تدریسی طریقے، تدریسی اشیاء اور مختلف پروگراموں کا منصوبہ تیار کرنا۔

4

) ماحولیاتی تعلیم کی توسیع میں لگے ہوئے اساتذہ، ملازمین اور محققوں (researchers) اور منصوبہ بندی کرنے والے لوگوں کی تربیت کا انتظام کرنا۔

5) ماحولیاتی تعلیم کے پروگرام کے عمل درآمد میں لگے ہوئے ممالک کو تکنیکی مدد اور دوسری خدمات مہیا کرانا۔

ماحولیاتی تعلیم کے اغراض Objectives of Enviromental Education

UNESCO (1977) کے مطابق ماحولیاتی تعلیم کے اغراض مندرجہ ذیل ہیں۔

1) بیداری (Awareness) جامع ماحول کے تئیں انسانوں اور سماجی گروہوں میں مسائل اور تحفظ کے لیے بیداری پیدا کرنے میں مدد فراہم کرنا۔

2) معلومات/علم (knowledge): انسانوں اور سماجی گروہوں میں پورے ماحولیاتی نظام (Ecological System) اور اس میں پیدا ہونے والی آلودگی اور انحطاط (degradation) کے بارے میں جانکاری دینا اور یہ بھی بتانا کہ ان مسائل کو حل کیسے کر سکتے ہیں۔

3) رویہ: (Attitude) پوری دنیا کے تمام جانداروں میں ثقافتی اور سماجی اقدار اور ماحول کے لیے لگاؤ اور اس کے تحفظ کے لیے صحیح رویہ (مثبت رویہ) پیدا کرنا۔

4) مہارت (Skills) ماحولیاتی آلودگی کو روکنے کے لیے، ماحول کے تحفظ کے لیے اور انسان اور ماحول کے بیچ ایک طرح کا توازن قائم کرنے کے لیے انفرادی مہارتوں کی نشو نما کرنا۔

5) تعین قدر کی اہلیت (Evaluation Ability) : ماحولیاتی نظام، مختلف ماحولیاتی عناصر اور ان سے متعلق تعلیمی پروگراموں کا سماجی، معاشی سیاسی اور ثقافتی سیاق و سباق میں تعین قدر کرنے کی اہلیت کا لوگوں کے اندر نشو نما کرنا۔

6) شرکت (Participation): ماحولیاتی مسائل اور ماحول کے تحفظ کے لیے عوام الناس میں ذمہ داری کا جذبہ پیدا کرنا اور ان سب لوگوں کو ماحول کے تحفظ کے لیے چلائے جا رہے مختلف پروگراموں میں شرکت کرنے کے لیے تیار کرنا۔

ماحولیاتی تعلیم کی اہمیت (Importance of Environmental Education)

1) معاشرتی / سماجی گروہوں کے اندر فہم پیدا کرنا کہ کس طرح ایک نسل (Species) کا وجود دوسرے نسل کے وجود کو بچانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

2) انسانوں کی بے تحاشہ بڑھتی ہوئی آبادی سے پیدا ہونے والے خطرات کی سمجھ ماحولیاتی تعلیم ادا کرتی ہے۔

3) قدرتی وسائل کے قابل بقاء (Sustainable) استعمال کے بارے میں بتاتی ہے۔

4) یہ تعلیم یہ بھی بتاتی ہے کہ کس طرح روایتی توانائی کے ذرائع کی جگہ کم آلودگی پیدا کرنے والے غیر روایتی توانائی کے ذرائع کا استعمال کر کے بڑھتی ہوئی آبادی کے مطالبات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

5) یہ مختلف کچروں اور کوڑوں (Solid wastes) کے بہترین انتظام کا راستہ دکھاتی ہے۔

6) ماحولیاتی انحطاط سے بچنے کے لیے سرکار نے مختلف قسم کے قوانین بنائے ہیں یہ ان کی بھی جانکاری فراہم کرتی ہے۔

7) یہ تعلیم مختلف سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کو ان کوششوں کے بارے میں مطلع کرتی ہے جو ماحول کے تحفظ کے لیے ملک اور بیرون ملک میں کی جارہی ہے۔

ماحولیاتی تعلیم کا نصاب:

کسی بھی نصاب کی تشکیل کے وقت اس ملک میں رائج فلسفہ، طلباء کی خصوصیات رجحانات اور دلچسپیاں، پڑھائے جانے والے مضمون کی افادیت، پڑھائے جانے والے مضمون کا مختلف سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل سے تعلق وغیرہ کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح ماحولیاتی تعلیم کے نصاب میں کیا شامل کیا جائے اس کے متعلق لوگوں اور ماہرین کی مختلف رائے ہیں۔ عام طور پر ماہرین ماحولیاتی تعلیم کے نصاب کے تعلق سے مندرجہ ذیل تین طرز رسائیوں کی بات کرتے ہیں۔

1) ماحولیاتی تعلیم کو ایک آزاد مضمون مان کر اسے اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں داخل کیا جائے۔

2) ماحولیاتی تعلیم سے جڑے ہوئے مختلف مدات اور مختلف ماحولیاتی مسائل کو دوسرے مضامین میں شامل کر کے تعلیم دینا۔

3) وقتاً فوقتاً ماحولیاتی تعلیم کے مختلف پروگرام اسکولوں میں منعقد کروا کر بچوں کے اندر ماحول کے تئیں بیداری پیدا کرنا۔

ماحولیاتی تعلیم اور اساتذہ (Environmental Education and Teachers)

ماحولیاتی تعلیم کے مقاصد کے حصول کے لیے اور طلباء میں ماحول کے تئیں بیداری پیدا کرنے کے لیے اساتذہ کافی اہم کردار نبھاتے ہیں۔ ماحولیاتی تعلیم کے تمام اصول دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اگر ان پر عمل درآمد کرنے والے اساتذہ اپنے فرائض کو صحیح طرح سے نہ نبھا سکیں۔ اس لیے ہمیں اساتذہ کے رول، ذمے داریوں اور ان کو نبھانے کے لیے ان کے اندر موجود مہارتوں کے بارے میں بات کرنا چاہیے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل سطروں میں دی گئی ہے۔

اساتذہ کا کردار (Role of the Teachers)

1) اساتذہ کو سماجی مواد کا انتخاب اس طرح کرنا چاہیے اور اسے تدریس اتنے موثر انداز میں کرنی چاہیے کہ طلبہ میں مندرجہ ذیل کے لیے آگاہی پیدا ہو جائے۔

a) انسان کی ثقافتی سرگرمیاں (جس میں کہ مذہبی، معاشی، سیاسی اور سماجی سرگرمیاں شامل ہیں) ماحول کو کس طرح سے متاثر کر رہی ہے۔

b) انفرادی کردار کس طرح سے ماحول کو متاثر کرتا ہے۔

c) مختلف مقامی، قومی اور بین الاقوامی ایسے کون سے امور (issues) ہیں جن کا تعلق ماحول سے ہے۔

d) مختلف ماحولیاتی مسائل کا کیا حل ہوسکتا ہے۔

e) مختلف ماحولیاتی مدعوں اور مسائل کی تحقیق اور تعین قدر کر کے صحیح فیصلہ کس طرح لیا جائے۔

f) کس طرح سے مختلف انسانی اقدار ماحولیاتی مسائل کو سلجھا سکتے ہیں۔

2) اساتذہ کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے موجودہ علم، رویے اور کردار کی مدد سے ایک ایسے متوازن نصاب کا ارتقاء کریں جس سے کہ طلباء کے کردار مطلوبہ تبدیلیاں آئیں۔

3) اساتذہ کو ایسے تدریسی طریقوں کا استعمال کرنا چاہیے اور ایسی تدبیریں اپنانا چاہیے جس سے طلبہ کے کردار میں مطلوبہ تبدیلیاں جلدی آئیں اور وہ مستقل طور پر قائم رہیں۔

4) مختلف ماحولیاتی مسائل کی تدریس کے لیے اساتذہ کو ایسے طریقے اپنانا چاہیے جس سے کہ اکتساب کی منتقلی (Transfer of Learning) یقینی ہو اور طلباء میں ایسے اقدار، رجحانات، رویہ اور وقوفی صلاحتیں (Cognitive skills) پیدا ہوں جو کہ انکو ماحول سے جڑے ہوئے مختلف مسائل کے حل کے لیے فیصلہ سازی کرنے میں مددگار ہوں۔

5) اساتذہ کو ایسے تدریسی طریقوں کا استعمال کرنا چاہیے جس سے طلباء کے وقوفی حلقے کے ساتھ ساتھ تاثراتی اور نفسیاتی حرکی حلقے میں تبدیلی آئے۔

6) تمام طلباء کو موثر طریقے سے ان تمام چیزوں کی جانکاری دینا چاہیے جو کہ نصاب میں شامل ہیں۔

7) اپنی تدریس سے اساتذہ کو طلباء کے وقوفی اور تاثراتی حلقے میں جو تبدیلیاں آرہی ہیں ان کا تعین قدر کرنا چاہیے اور ایمانداری سے اپنے طریقہ تدریس میں بھی اصلاح لانا چاہیے۔

8) اساتذہ کو ایسے کام کرنا چاہیے جس سے لوگوں کی معیاری زندگی ارو ماحول کے بیچ ایک طرح کا توازن پیدا ہو جائے اور طلبہ کو بھی ایسے کام کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔

اساتذہ کی ذمہ داریاں (Responsibilities of the Teachers)

1) اساتذہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے کمرہ جماعت کو ایسا رکھیں جس سے طلباء کے اندر اپنے ماحول کو بہتر بنانے کی ترغیب ملے۔

2) اساتذہ کی یہ بھی ذمہ داربنتی ہے کہ وہ غیر سرکاری اداروں (Non-governmental agencies) کے متعلق کاموں کو طلباء کو بتائیں اور اگر ہوسکے تو ان کی مدد لے کر طلباء کے اندر مختلف ماحولیاتی مسائل کو حل کرنے کی استعداد بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

3) تمام اساتذہ کی اور بالخصوص ماحولیاتی تعلیم دینے والے اساتذہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ارادتاً یا غیر ارادتاً طلباء کے اندر مختلف ماحولیاتی مسائل کے لیے آگاہی پیدا کریں اور ان مسائل کے حل بھی بتائیں۔

4) ان کی یہ بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ماحولیاتی مسائل کے حل کے لیے جو مختلف طریقے اپنائے جا رہے ہیں اور دنیا کے مختلف حصّوں میں جو کام ہو رہے ہیں انکی معلومات رکھیں اور طلباء کو بھی ان کے بارے میں بتائیں۔

5) ان کو مختلف Seminars, Workshops اور Conferences میں شرکت کرتے رہنا چاہیے جس سے ان کو نئے نئے مسائل اور انکے حل کی جانکاری ملتی رہے۔

6) ان کی یہ بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ یہ سیکھیں کہ کیسے Information and Communication Technology کے نئے نئے ذرائع طلباء کے اندر ماحولیاتی مسائل کے لیے آگاہی پیدا کر سکتے ہیں۔

7) ان کو مختلف مرکزی اور صوبائی سرکاروں کے کام، معاشرے اور پیشہ وارانہ سماج کے لوگوں کو ایک ساتھ ایک Platform پر لا کر ان میں آپس میں تبادلہ خیال کے لیے حالات سازگار بنانا چاہیے۔

8) ان کو resource persons کے طور پر سماج کے مختلف لوگوں، غیر روایتی اداروں میں کام کرنے والے لوگوں اور تعلیم حاصل کرنے والے لوگوں میں ماحولیاتی انحطاط اور اسے روکنے کے طریقے کو بتانا چاہیے۔

9) ماحولیاتی تعلیم دینے والے اساتذہ کو اپنی برادری کے دوسرے لوگوں کو (teachers) جو مختلف ماحولیاتی مسائل سے آگاہ نہیں ہیں، ان میں آگاہی پیدا کرنا چاہیے۔

10) مختلف صنعتوں سے جڑے ہوئے لوگ جو اس بات کی دلیل دیتے ہیں کہ بغیر صنعتی ترقی کے ملک آگے نہیں بڑھ سکتا ان کو اساتذہ کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ بے شک صنعتی ترقی ضروری ہے لیکن ماحول کی قیمت پر نہیں اور یہ کہ بیچ کا راستہ نکالا جا سکتا ہے کیونکہ ماحولیاتی انحطاط سے انسان کے وجود پر ہی سوالیہ نشان لگ جائے گا۔

اساتذہ کی مہارتیں (Competencies of the Teachers)

1) اساتذہ میں وقفے وقفے پر تربیتی پروگرام منعقد کر کے طلبہ اور دوسرے لوگوں کے ذہن کو تبدیل کرنے کی مہارت ہونی چاہیے۔

2) طلباء کو صحیح مسائل کو صحیح تناظر میں دیکھنے کی تربیت کے لیے ان کو مختلف تدریسی طریقوں پر مہارت رکھنی چاہیے۔

3) ان کے اندر ماحولیات سے جڑے ہوئے مختلف مسائل کو نئے طریقے سے پیش کرنے، مختلف data کا تجزیہ کرنے اور مختلف تنازعات کو حل کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

4) ان کے اندر اپنی زندگی کو ماحولیاتی اصولوں کے مطابق گزارنے کی مہارت ہونی چاہیے جس سے طلباء ان کو اپنی زندگی میں role model بنا سکیں۔

5) ان کے اندر مختلف طرح کی سرگرمیوں کو بہترین طریقے سے منعقد کرنے کی اور صحیح جگہ پر طلباء کو لے جا کر صحیح مشاہدہ کروانے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. ماحولیاتی تعلیم کے تصور کو معہ تعریف بیان کرے۔ ماحولیاتی تعلیم کے مقاصد وسعت اور اہمت پر نوٹ تحریر کرے۔

____

____

____

____

____

____

____

____

1) بحران کی تشخیص Diagnosis of crisis

2) منصوبہ بندی Planning

3) تنظیم کاری Organising

4) عمل آوری Implementation

5) ہدایت کاری Directing

6) قابو کرنا Controlling

5.7 تنظیمی سطح پر بحران کا انصرام (Crisis Management at Organizational level)

بحران کا انصرام ایک ایسا عمل ہے جس میں کوئی تنظیم disruptive اور غیر متوقع (unexpected) حالات جو کہ تنظیم کے لیے خطرہ ہو یا اسکے Stake hold یا عام لوگوں کے لیے نقصان دہ ہو۔ اُن کا انصرام (Management) کیا جائے۔ اسکی شروعات 1980 انڈسٹریل اور ماحولیاتی آفات سے ہوئی۔ اس انصرام کو عوامی تعلقات (Public Relations) میں اہم مقام حاصل ہے۔ حالیہ تاریخ جو کہ انڈسٹری، قدرتی آفات، Y2K کے خطرات،

blackouts تعلیمی اداروں میں (اسکول، کالج، یونیورسٹی) میں اچانک دہشت گردوں کا حملہ عوامی جگہوں پر بم کا پھٹنا، دہشت گردوں کی دہشت گردی وغیرہ ہمیں اس بات کا احساس دلاتی ہیکہ ان خطرات کو منظّم انداز میں حل کریں بحران کی تیاری یوں ہی نہیں کی جاسکتی اسکے لیے ہمیں انصرامی نظام کی تخلیق کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ غیبی/آفات دھمکی یا اطلاع دیکر نہیں آتے۔ جیسے سونامی، ہیریکنُ Oklahoma شہر کی بمباری، پاکستان کے اسکول میں دہشت گردوں کا حملہ، بے تحاشہ بارش، آگ لگنا وغیرہ ان تمام کے لیے ہمارے پاس کوئی نہ کوئی مینجمنٹ ہونا ضروری ہے۔

آج نہ صرف اعلیٰ سطح کی تنظیموں کو بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے یا مشکل فیصلے لینا پڑتے ہیں بلکہ تعلیمی نظام بھی اس سے اچھوتا نہیں ہے۔ تعلیمی ادارے ، تنظیمیں، اسکول، معلم روزمرہ کسی نہ کسی بحران سے دوچار ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں انکا انصرام بھی ضروری ہے۔

بحران کا انصرام۔ معنی ومفہوم:

بحران کا انصرام ایک منتظم نظریہ ہے جس میں مکمل تنظیم بحران سے مقابلہ کرنے اور کم سے کم منفی اثر ہونے کے لیے کوشش کرتی ہیں۔ اسکا مقصد وقت پر صحیح سب وموزوں فیصلہ لینا ہے جو کہ صاف سوچ اور سمجھداری پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ اُسے غیر معمولی حالت (extra-ordinary situation) میں لینا ہوتا ہے۔ اگر ہم مختصراً کہیں تو بحران کا انصرام میں پہل کرنے والا پیش اقدامی (proactive) اور تعاملی / ردعمل ظاہر کرنے والا (reactive) دونوں ہی ہیں۔

اس نظریئے سے تنظیم متعلقہ گذشتہ حالات/ مقدم، نتائج کی شناخت کرتی ہے جو کہ بحران کے شروعات میں دکھائی دیتے ہیں یا اُس سے جڑے ہوتے ہیں۔ اسطرح سے سابقہ معلومات کی بناء پر بحران کو ٹالا جاسکتا ہے یا اُس سے بہتر طور پر نپٹا جاسکتا ہے۔

نا قابل تصور کے لیے تیاری:

بحران کے انصرام کے دوران درج ذیل نکات کو ذہن میں رکھیں۔

1) اس بات کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ بحران کا سامنا تنظیم کو کبھی بھی کرنا پڑسکتا ہے۔

2) اس بات پر اعتبار کرکے کہ وہ ہمیشہ بحران سے بہتر انداز میں مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ساتھ ہی انکی تنظیم بھی تیار ہے تاکہ موثر اقدامات کے ذریعے بڑے اثرات کی روک تھام ہوسکے۔

3) اس تنظیم میں اپنا وقت لگائیں، مجموعی سوچ کے ذریعے نا قابل تصور اور نا قابل سوچ حالت کے حل کو ڈھونڈیں۔ اس عمل کے لیے ہمیشہ رضامندرہیں۔

4) اس لحاظ سے تعلیمی اداروں/ اسکولوں میں Crisis کی تنظیم ایک اہم لائحہ عمل ہے۔ جس کا مقصد اُن حالات سے جو وقتی طور پر پیدا ہوئے ہوں۔ حفاظت فراہم کرنا، ساتھ ہی اُسکے حل کے لیے مداخلت کی تیاری کرنا اُنکی شناخت کرنا، اُسکا مقابلہ (Confront) کرنا، بحران کا حل نکالنا، توازن کو دوبارہ لانا اور تطبیقی/ میلان والے موزوں ردعمل کو سہارا دینا وغیرہ۔

بحرانی مداخلت کی ضرورت: (The Purpose of Crisis Intervention)

1) اس بات کی یقین دہانی ہو کہ دردناک واقعات/تکلیف دہ حالت جو کہ ذہنی، جذباتی، جسمانی، نفسیاتی زخم دیں اُسے نظرانداز نہ کیا جائے۔

2) دردناک واقعات سے گزرے ہوئے طلباء، اساتذہ، والدین اور دیگر عملے کو جذباتی مدد فراہم کی جائے۔ ساتھ ہی اُنکی ماقبل تربیت پر سب سے پہلے غور کیا جائے۔

3) افواہوں کے بازار کو ختم کریں وہ اُسی وقت ممکن ہے جب حقیقت لوگوں تک پہنچائی جائے گی۔

4) طلباء، استاد، عملہ اور جو اُس سانحہ سے گزرے ہوں انھیں مدد اور مشاورات فراہم کیے جائیں۔

بحران کی سطح:۔

Level I :۔گھر میں/ رہائش گاہ میں کسی ایک اسٹاف فرد کی مداخلت کی ضرورت

Level II :۔گھر میں/ رہائش گاہ میں۔ایک اسٹاف ممبر سے زائد کی مداخلت کی ضرورت

Level III:۔ خارجی مداخلت کی ضرورت

شہری/ ملکی ایمرجنسی (بم سے حملہ، کیمیائی/ حیاتیاتی حملہ) کے موقعہ پر اگر اسکول جاری ہو تو اس صورت میں مقامی حکومت disaster Management یا پولیس وفوجی صلاح پر کام کرنا چاہیے۔ اس بات کو دھیان رکھیں کہ طلباء کو اسکول میں ہی روکے رکھیں جب تک معتبر مداخلت/ ہدایات/ نکاس کا انتظام نہ ہو جائے اس کے لیے ضروری ہر اسکول، کالج، یونیورسٹی وغیرہ میں انخلاء کا منصوبہ (Evacuation Plan) تیار ہو اور اُسے ایسی جگہ لگائے جہاں پر کوئی دیکھ سکے۔

اسکول کے فلور پلان بھی ہر کمرے جماعت میں لگا ہو تاکہ طلباء کو ایمرجنسی میں باہر نکلنے میں مدد ہو۔

ایمرجنسی میں درکار سامان اور ابتدائی طبی امداد/فوری امداد کے رکھنے کی جگہ متعین ہو تاکہ بحران کی صورت میں اُس تک آسانی سے پہنچا جاسکے۔ اُسے مرکزی آفس کے قریب والے اسٹوریج ایریا میں رکھا جائے اور صحت کی خدمات کے کمرے بھی رکھا جائے۔ مندرجہ ذیل فہرست کے لوازمات بحران میں مددگار ہوتے ہیں۔

مرکز برائے بحران کنٹرول :۔ (Crisis Control Center)

بحران پر قابو پانے کے لئے مرکز برائے بحران کنٹرول قائم کیا جانا چاہئے جس کے تحت درج ذیل دستاویزات اور ریکارڈز دستیاب ہونے چاہئیں۔

1) تمام دروازوں کی چابیاں

2) فلور پلان جس میں تمام خارجی دروازے، تمام ٹیلیفون ،کمپیوٹر کے مقامات اور دیگر آلات جو ایمرجنسی میں ترسیل کے لیے فائدہ مند ہو۔

3) اسکول بلڈنگ کی بلیو پرنٹ (معہ افادیت اور استعمالات)

4) باہر نکلنے کے راستہ (Exit) کا نقشہ

5) فیکلٹی/اسٹاف روسٹر کی فہرست معہ انکی قابلیت جیسے ابتدائی طبی امداد CPR اور EMT کے ٹرینگ یافتہ

6) اسٹاف کی لسٹ معہ موبائیل نمبر، ایمرجنسی Contacts اور صحت کے بارے میں معلومات

7) فون لسٹ ✻ پولیس (مقامی) ، ایمبولنس (Rescue) ، آگ بجھانے والا عملہ ، زہر کنٹرول سینٹر Poison control center ، مقامی دواخانہ، اسکول ٹیلی فون ایکٹیشنلسٹ ، اسکول روسٹر معہ گھر کے نمبرات وایمرجنسی Contact نمبر ، ماسٹر شیڈول ، نمونہ بیان/خطوط جس کے ذریعے فیکلٹی، طلباء اور والدین کو بحران کی معلومات دی جاسکے۔

ایمرجنسی کیٹ Emergency Kit

- موم بتی ، کمبل ، ماچس ، بوتل والا پانی ، تیز روشنی (فلیش لائیٹ) ، بیٹریس ، پیپر ٹاویل
- ایمرجنسی ریڈیو سیل فون جس کا استعمال اسکول کے باہری علاقے میں کیا جاسکے۔

ابتدائی طبی امداد:

1) Burnol
2) Assorted Band aids
3) Gauze
4) Sterile water (جلنے پر)
5) Tape
6) Scissors
7) Tweezers
8) Instant Ice Packs
9) Ace Bandages
10) Sriengs
11) Anti bacterial salve
12) Sterile-strips or butterfly stitches
13) Disposable latex gloves
14) Adult CPR Mask

CPR (Disposable mouth pieces) (15

Disposable airway kit (16

Current first aid book (17

ہر کمرہ جماعت میں معلم "Crisis bag" ضرور لگایئے۔ جسمیں مندرجہ ذیل اشیاء موجود ہوں۔

Flashlight (1

Space batteries (2

Emergency Evacuations Plans (3

Latex gloves (4

First aid kit (5

Pen and Paper (6

Names and telephones numbers of crisis intervention Team members (7

List of assigned roles for school personnel and divisional personnel. (8

اس کے علاوہ رنگوں کے ذریعے ایمرجنسی کوڈس بھی تیار کریں جیسے لال رنگ آگ لگنے کو ظاہر کرتا ہے یعنی فائر الارم وغیرہ وغیرہ۔ ساتھ ہی فائر الارم اور فائر ڈرلس اسکول میں کروائی جانی چاہیے۔

بحران ٹیم:(Crisis Team)

بحران ٹیم اُن افراد پر مشتمل ہوتی ہیں جو اکائی کی شکل میں تنظیمی انداز میں دی گئی ذمہ داریوں (ڈیوٹی) جو کہ بحران پلان میں تحریر ہوتی ہیں اُسے انجام دیتے ہیں۔ اس کے مرکزی ٹیم میں اسکول کے ذہنی صحت کی پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے اور انکو سماجی پیشہ وار، ٹیچرس اور اسکول اسٹاف سہارا دیتے ہیں دو سطح میں Crisis ٹیم کام کرتی ہے ایک تو ڈسٹرکٹ سطح اور دوسری اسکول میں موجود ٹیم۔ یہ طلباء کے دو ضروریات کو دھیان میں رکھتی ہے۔

(ا) جسمانی (Physical) اور جذباتی emotional بہتری (well being)

Crisis پلان کے مطابق مخصوص ڈیوٹی مخصوص فرد کو اسکی اہلیت و قابلیت کی بناء پر دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی انکی ذمہ داری کا جذبہ، سانحہ میں موجودگی اور طلباء سے مانوسیت وغیرہ بھی زیر غور ہوتے ہیں۔ یہاں اس پر ذمہ داری کے ساتھ ساتھ (accountability) بھی ہوتی ہے۔ پرنسپل سب سے اونچی ذمہ داری کی سطح پر ہوتا ہے اور ان کے زیر سر پرستی و نگرانی ٹیچرس و دیگر عملہ کام کرتے ہیں۔

بحران کی تنظیم:۔

بحران سے نکلنے کے لیے اسکی تنظیم بہت ضروری ہے۔ افراد اور وسائل کی تنظیم بہتر انداز میں ہو تو ہی آپ کا Crisis پلان کام کر سکتا ہے۔ آپ کے اسکول میں (ICS) Incident Command System مندرجہ ذیل پانچ اہم علاقوں/ زمروں برائے تنظیم کی نشاندہی کرتا ہے۔

انصرام Management

منصوبہ بندی/ ذہانت Planning / Intelligence

عمل آوری Operations

رسد Logistics

مالیاتی انتظامیہ Finance administration

(Johnson,2000)

اس تنظیم میں اسکول کے نگراں کار، سیکیوریٹی آفیسر اور میڈیا کے لوگ بھی شامل ہیں۔ ٹیچرس اور اسٹاف ممبران اس تنظیم کے محرک افراد ہوتے ہیں جو پلاننگ، Intelligence اور operation کو انجام دیتے ہیں۔ اس کے لیے وہ اسطرح کے نازک اور خطرناک حالت کی معلومات جمع کرتے ہیں۔ اسکی دستاویزی شکل تیار کر کے پرنسپل سے ملتے ہیں ساتھ ہی اسکول کیمپس کے سیکوریٹی آفیسرس کے ساتھ بھی تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ اور ایمرجنسی حالت میں انکی مدد دریافت کرتے ہیں۔

بحران کے انصرام کا پلان:۔

مندرجہ ذیل بحران کے انصرام میں کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔

1) طلباء، فیکلٹی، اسٹاف کے ریکارڈس

- نام
- تصویر
- کونسی دوائیں لیتے ہیں/ ایلرجی ہے۔
- طالب علم/ معلم کے نقل وحمل کے ذرائع، فون نمبر اور موبائیل نمبر
- طلبا کو لانے اور چھوڑنے والے فرد کا شناختی ریکارڈ
- قابل اور اہل افراد کی لسٹ جو بحران میں اپنی ڈیوٹی انجام دے سکے۔

2) ڈسپلین پلان: Discipline plan

- والدین/ طلبا ہینڈ بک کو ہر سال طلباء کے والدین کو دینا چاہیے تاکہ وہ اصولوں کو جان سکیں۔ اُس پر اُن کی دستخط ہو۔
- فیکلٹی اور اسٹاف کی تربیت کی جائے۔
- طلبا ڈسپلین پلان کو سمجھیں اور اُس پر عمل کریں۔ والدین اُن کی حمایت کریں۔
- تمام فیکلٹی اور اساتذہ دن بھر اسکول میں دکھائی دے تاکہ پلان کو سہارا حاصل ہو۔

3) Conflict Resolution / Peer Mediation / Mentoring Programms

- درسیات کے حصے کے طور پر معلم متنازعہ (Conflict) کا حل نکالنا سکھاتا ہے۔
- الکوحل/ ڈرگ/ تشدد سے بچنے کے پروگرام کو اسکول کے مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھانا۔

- اسکول میں "Zero tolerance" پالیسی کو اپنانا
- اصولوں اور قوانین کو مستقل طور پر عمل آور رکھنا۔

4) ملاقاتیوں کے داخلہ/ رسائی کا کنڑول پلان :- Visitor access control plan

- تمام داخلی وخارجی دروازوں پر دھیان رکھا جائے۔
- Visitors کی شناخت کے بغیر اُنکا داخلہ ممنوع ہو اور داخلہ صرف مرکزی دروازے سے ہو۔
- شناختی کارڈ/ Badges کی شناخت ہو سکے، انھیں کمرشیلی بنوائیں تا کہ اسکی نقل نہ بن سکے۔
- Visitors کی کمرۂ جماعت تک رسائی نہ ہو۔
- Visitors قوانین والدین تک پہنچائے جانے چاہیے۔
- شک وشبہ پر فوری مقامی پولیس سے رابطہ کرنا۔

5) First aid / CPR / Heimlich Procedures Plan

- ان کی تربیت دینا۔(اساتذۃ/عملہ/طلباء)
- ذاتی حفاظت پر دھیان دینا۔
- فلم، Updates اسپیکر وغیرہ کی مدد سے ٹرینگ دینا۔
- طلباء کو حالیہ مسائل/ بحران کے بارے میں بتانا ساتھ والدین کو بھی آگاہ کرنا۔

6) نقل وحمل کے ذرائع میں سیفٹی : Bus- Car- Train Rider Safety

1) اسکول میں اُن کی آمدو واپسی کا پروگرام طئے ہونا۔
2) علاقے کے حساب سے بسوں/ وین کی تقسیم برائے طلباء کو لانا یا واپس پہنچانا۔
3) خواتین عملہ کو بس میں ڈیوٹی دینا۔

5.8 تصادم کا انصرام:(Conflict Management)

آج کے دور میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تصادم زندگی کے ہر شعبے میں چھایا ہوا ہے۔دوستوں! اس لفظ سے ہم ناواقف نہیں ہے پھر بھی اسکی تعریف کچھ اسطرح کی جاسکتی ہے۔

''تصادم سے مراد افراد کے مابین اصولوں، انداز نظر خیالات کا سرگرم ٹکراؤ ہے''

انسانی زندگی میں سب سے زیادہ ذہنی تصادم ہوتا ہے جو کہ مدِ جذباتی تناؤ کا نتیجہ ہے۔اس صورت میں فرد کسی خیال یا کام کے تئیں کسی یقینی فیصلے تک نہیں پہنچ پاتا ہے۔اس کے دل و دماغ پر مختلف خیالات، خواہشات، اغراض وغیرہ تصادم مچاتے ہیں۔اس کیفیت میں الجھا ہوا انسان کسی بھی فیصلہ تک پہنچنے میں ناکامیاب ہوتا ہے اُس کی سوچ کو کوئی سمت میسر نہیں ہوتی اسکی حالت انتہائی مجبوری اور قابل رحم ہوتی ہے۔وہ فرد مکمل طور پر جمود کی حالت میں ہوتا ہے مناسب اور غیر مناسب میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔کوئی مخصوص خیال اُسے بہتر نہیں دکھائی دیتا۔

ذہنی تصادم کی تعریف:

کرو اور کرو (Crow Crow) کے مطابق

’’تصادم اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب فرد کو اپنے ماحول میں ایسی قوتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو اس کے خود کے مفاد اور خواہشات کے خلاف کام کرتی ہیں۔

ڈگلس اور ہالینڈ کے مطابق:

’’تصادم کے معنی ہیں مخالف اور متضاد خواہشات میں تناؤ کے نتیجے کے طور پر پیدا ہونے والی تکلیف دہ جذباتی حالت‘‘

تصادم کے انصرام کو من (Munn) نے بہت بہتر قول سے ظاہر کیا ہیں ’’مسلسل رہنے والا تصادم تکلیف دہ ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کے لیے نقصان دہ ہے‘‘ اس لحاظ سے اسکا انصرام اہمیت کا حامل ہے۔ دیگر بحران کے لیے خارجی اقدامات کیے جاتے ہیں لیکن یہاں فرد کی ذہنی، جذباتی کارکردگی اور ماحول سے مناسب رسد اہم رول ادا کرتی ہے۔ اس لیے ضروری ہیکہ ہم طلباء اور اساتذہ دونوں کو اس کی تربیت دیں۔

طلباء کو مندرجہ ذیل ذرائع سے تصادم سے بچایا جاسکتا ہے۔

1) بچوں کے سامنے کسی طرح کا کوئی مسئلہ حاضر نہیں ہونا چاہیے۔
2) بچوں کو نا اُمیدی اور ناکامیابی کا سامنا کرنے کی تربیت دینی چاہیے۔
3) بچوں کو مخالف باتوں اور متضاد سوالات میں انتخاب کرنے کی قابلیت ہو۔
4) گروہ میں فعال رہنے کی تربیت ہو۔
5) ماحول سے ہم آہنگی پیدا کرنے کی صلاحیت ہو۔
6) طلباء کی خوبیوں، صلاحیتوں اور قوتوں کو بامقصد طور پر عمل میں لایا جائے۔
7) بچوں کو فیصلہ لینے کے لیے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔
8) خوف، فکر اور جذباتی کمزور بچوں کا نفسیاتی علاج کروانا چاہیے۔
9) گھر اور اسکول طلباء کی نفسیات کو سمجھنے والا ہونا چاہیے۔
10) اُس کا ماحول تناؤ سے پاک ہونا چاہیے۔

جیسے کہ پچھلے حصے میں ہم نے ٹیم کی تعمیر اور کارکردگی کو ظاہر کیا ہے یہاں پر بھی ٹیم کا رول اہم ہے۔ تصادم کو دور کرنے کے لیے ٹیم کی تعمیر ضروری ہے کیونکہ ٹیم یکساں دلچسپیوں رویے اور خیالات کے مالک لوگوں سے بنتی ہے جو کسی خاص مقصد کی حصولیابی کے لیے اکٹھا ہوجاتے ہیں۔ ہر ممبر ٹیم کے لیے کام کرتا ہے اور اپنی بہتر کارکردگی پیش کرتا ہے۔ خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں اٹھاتا ہے اپنے مقصد کے تئیں سنجیدہ ہوتا ہے۔ ذاتی مفاد/ مقصد کو پس پردہ ڈال دیا جاتا ہے چلینج کو قبول کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔

کامیاب ٹیم کے اوصاف:

1) واضح اہداف (Clear Goals)
2) صاف اور واضح مراسلات (Open and Clear Communication)
3) متعین کردار (Defined Roles)
4) موثر فیصلہ سازی (Effective decision making)
5) متوازن شمولیت (Balanced participation)
6) تفاوت کا احترام (Valued diversity)
7) تصادم کا ازالہ (Managed conflict)
8) مثبت ماحول (Positive atmosphere)
9) باہمی تعلقات (Cooperative Relationship)
10) اشتراکی قیادت (Participative Leadership)

قائد کی خوبیاں، اہلیت اور افعال:۔

کسی بھی ٹیم کو قائد نہ خدمات کی ضرورت ہوتی ہے اگر قائد صحیح ہے تو ٹیم مضبوط ہے بالکل اسی طرح اسکول، کالج کے ٹیم کے قائد۔یعنی صدر مدرس، پرنسپل کو تمام خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہونا چاہیے۔مندرجہ ذیل خوبیوں کو بحران کے انصرام میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔

1) خصوصی خوبیاں:۔

اچھی جسمانی اور ذہنی صحت، غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک، صحت مند فلسفہ حیات، اعلیٰ ذہنی صلاحیت، پیشہ وارانہ تربیت یافتہ، ہم آہنگ شخصیت، مثبت اور عظیم خیالات کا مالک، وسیع نظر وغیرہ۔

2) عمومی خوبیاں:۔

قائدانہ صلاحیت، علم کے تئیں تڑپ، تعلیمی نفسیات کا علم، ہمدردانہ برتاؤ، سماجی تعلقات استوار کرنے میں ماہر، خوداعتماد، باکردار، وقت کے پابند، موثر شخصیت، تجربہ کار، دوراندیش، تجسس ومعلومات عامہ، ماہر مقرر اور پر جوش اور خوش اخلاق، جاذب شخصیت، اعلیٰ درجے کے سماجی ذہانت، ترقی پذیر، معاون برتاؤ، فیصلہ ساز، جذباتی استحکام جمہوری مزاج، تنظیمی صلاحیت، ترقی سے محبت وغیرہ۔

صدر مدرس کی اہلیت:

- انسانی وسائل کا علم اور مہارت، ترسیل کار، پیش کار، تخلیق کار، قابل رسائی، وقت کی پابندی، کام سوچنے والا، فیصلہ ساز، کام میں ماہر، پر اعتماد، قائد تحریک کار، تعین قدر کرنے والا ہونا چاہئیے۔

معلم کی خوبیاں اہلیت، اور افعال:۔

باکردار، پیشے کے تئیں ایماندار، پرُ امید نظریہ، مضمون پر عبور، طریقہ تدریس کا علم، طلباء سے محبت، محنتی، جذباتی توازن، تعلیمی نفسیات کا علم، ہم نصابی سرگرمیوں میں دلچسپی، جمہوری نظریہ ہندوستانی تہذیب اور ثقافت کا علم، ملک کے تئیں وفادار، جاذب شخصیت، غیر متعصب، پر جوش، معیاری، وقت کا پابند، کمرۂ جماعت پر کنٹرول، بہترین برتاؤ۔

معلم کے افعال اور ذمہ داریاں

- منصوبہ بندی، تدریس، تنظیم، رہنمائی، نگرانی، دستاویز تیار کرنا، تعلقات قائم کرنا، تعین قدر کرنا، امتحان سے متعلق کام، دیگر ذمہ داریاں

5.9 خلاصہ :

تعلیمی میدان میں موجودہ مسائل جیسے مساوی مواقع، بین الاقوامی مفاہمت وامن ماحولیاتی تعلیم وبحران کا انصرام آج اپنے پھن پھیلا کر کھڑے ہیں۔اس دور میں اگر ہمہ جہتی ترقی کرنا ہے تو ضروری ہیکہ تمام لوگوں کو برابری کا درجہ دیا جائے اور ہمارا سماج Equality اور Equity کے فرق کو سمجھ سکے۔ درجہ فہرست اقوام وقبائل، خواتین معذور واقلیتوں کی تعلیم کے معاملات کو سنجیدگی سے لینا ہوگا ساتھ ہی انکے لیے بہتر لائحہ عمل تیار کرنے ہوں گے۔مختلف ممالکوں کے درمیان آپسی رنجش اور نا اتفاقیوں کو ہٹا کر اچھی سمجھ اور خلوص کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔انسانیت کے وجود کو اگر لاشے میں نہیں بدلنا ہے تو انسانیت کو امن کا گہوارہ بنانا ہوگا۔تنازعات کو آپسی مفاہمت سے حل کرنا ہوگا۔کھوکھلے ہوتے ہوئے ماحول کو توانائی بخشنے کے لیے ماحولیاتی تعلیم کو عام کرنا ہوگا ساتھ ہی ایسے نصاب وسرگرمیوں کی تشکیل کرنا ہوگا جو اسکول اور اسکول کے باہر دونوں متعلقین (Stakeholders) کو مساوی طور پر فلاح کے کام میں شامل کرے۔ ماحول کی بقاء وترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا ضروری ہے اور آج کا سماج جو کئی طرح کے بحران سے گزر رہا ہے اُسے انصرام کا سبق بھی سکھانا ہے اس لحاظ سے معلم و متعلمکی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اسکا مطالعہ اس اکائی میں کیا گیا ہے۔

5.10 فرہنگ

عدم مساوات	Inequality
پسماندہ	Backward
معذور	Disabled
بیچ میں ہی اسکول چھوڑ دینے والے	drop out
تحفظات	Reservation
تعاون	Cooperation
مجلس اقوام	League of Nations
کمیونسٹ	Communist
تنازعات/تصادم	Conflict
قابل بقاء	Sustainable

5.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

الف:۔مندرجہ سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

1) تعلیم کے دیگر مسائل کی تعریف بیان کیجیے۔

2) تعلیم کے مواقع میں مساوات کی وضاحت کریں

3) درج فہرست اقوام سے کیا مراد ہے۔

4) مساوی مواقع برائے تعلیم کے لیے کون کون سی کوششیں کی گئی۔

5) خواتین کو تعلیم میں مساوات کے لیے کئے گئے اقدامات تحریر کریں۔

6) اقلیتی و معذورں کے لیے تعلیمی مساوات پر نوٹ لکھیے ۔

7) بین القوامی مفاہمت سے کیا مراد ہے۔

8) آج کے دور میں بین الاقوامی مفاہمت کی ضرورت پر روشنی ڈالئے۔

9) 'امن کی تعلیم' اس اصطلاح کی تعریف کیجیے۔

10) امن کی تعلیم میں معلم کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

11) ماحولیاتی تعلیم کے معنی، نوعیت اور وسعت بیان کیجیے۔

12) ماحولیاتی تعلیم کے فروغ میں معلم کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

13) بحران سے کیا مراد ہے؟ مثالوں کے ذریعے وضاحت کیجیے۔

14) بحران کے انصرام کی وضاحت کیجیے۔

15) تصادم کا انصرام کسطرح کیا جاتا ہے۔

ب:۔ تفصیل میں جواب تحریر کیجیے۔

1) تعلیم کے مواقع میں مساوات کے لیے سرکاری کی طرف سے کیئے گئے اقدامات تحریر کیجیے۔

2) بین الاقوامی مفاہمت پیدا کرنے کے لیے تعلیم کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

3) تعلیم امن کے مقاصد کون کون سے ہیں؟ امن کے نصاب کس طرح کا ہو تحریر کیجیے۔

4) ماحولیاتی تعلیم کے مقاصد تحریر کیجیے اور ماحولیاتی تعلیم کے اغراض اہمیت کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔

5) ماحولیاتی تعلیم کے فروغ میں نصاب اور معلم کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

6) تنظیمی سطح پر بحران کا جائزہ لیجیے۔ بحران کے انصرام کے لائحہ عملی بیان کیجیے۔

7) بحران سے مقابلہ کرنے کے لیے ضروری تیاریوں و لائحہ عملیوں کو تفصیل میں لکھیے۔

8) موجودہ دور کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ بحران کا انصرام کس طرح کریں گے مثالوں کے ذریعے تحریر کیجیے۔

5.12 سفارش کردہ کتابیں:

1) Josephene Yazali & other (2011). Globalization and challenges of education: focus on equity. shipra publication.

2) Krishnan, D.K. & Thamarasseri, I (2013). contemporary issues in Indian Education

3) Aggarwal, J.C. (1996) 10th rev. ed. Theory and principles of education New Delhi: Vikas publication.

4) Thakur, A.S. and Berwal, S.(2007). Education in Emerging Indian Society, New Delhi: National Publishing House.

5) Bano, Afsar, (2000). Indian Women the changing Face. New Delhi: Kiloso Books De Souza, Alfred. (1975). Women in contemporary India : Traditional Images and changing Roles, New Delhi: Manohar Publishers.

6) Pruthi, Rajkumar, Ramesh Wari Devi, Romila Pruthi. (2002). Encyclopaedia of Status and Empowerment of women in India Delhi: Saurabh Communications.

7) Dr. Usha Rao. (2012).First Edition.Education for peace, Himalaya publishing House.

8) Rao, D.B. (1996). Globals perception on peace education , Vol I,II & III. New Delhi. Discovery publishing house.

جمال ایس، عبدالرحیم۔ (2012)۔ ابھرتے ہوئے ہندوستانی سماج میں تعلیم، نئی دہلی، شپرا پبلیکیشن

ذاکر ایس ایم۔ (2016)۔ معاصر بھارت۔ تعلیم اور انتظامیہ مہاراشٹر، معاون پبلیکیشن۔